اسلام میں غربت اور اُس کا علاج

مصنف ابوالعزم

اسلام

میں

غربت اور اس کا علاج

ابو العزم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب: اسلام میں غربت اور اس کا علاج
مؤلف : ابوالعزم
اشاعت : ۲۰۰۲ء
اشاعت اول: ۲۰۰۲ء
قیمت : ۶۰/- روپے
ناشر : ابوالعزم
صفحات : ۲۲۲

تقسیم کار

نیو کریسنٹ پبلشنگ کمپنی

۲۰۳۵۔ گلی قاسم جان، بلی ماران، دہلی۔110006۔ فون:3262545

فہرست مضامین

□ عالمی معیشت اور غربت World Economy & Poverty	9
□ غربت اور خواندگی Poverty & Literacy	20
□ غربت اور آبادی Population & Poverty	22
□ سطح غربت سے کم Under Poverty Line	23
□ غربت کا پس منظر	26
□ اسلام میں غربت اور اس کا علاج	38
• ایمان اور کفر، انسانوں کی تقسیم کی اصل بنیادی	40
• انسانوں کی دو جماعتیں غریب امیر کی کوئی تقسیم نہیں ہے	43
• غریب کون ہے؟	45
• غرباء کے لیے عظیم ترین اعزاز	48
• والدین کے ساتھ غرباء کا حق	49
• غریب مہاجروں کا حق	49
• عاملین کے ساتھ غرباء و مساکین کا حق	50
• مال غنیمت میں حصہ	50
• ترکہ کی تقسیم کے وقت غریبوں کا حصہ	51
• صرف غریب حق خدمت لے سکتا ہے	52
• فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب	52

- غرباء کو کھانا نہ کھلانے کے خلاف سخت وعید 53
- گناہوں کا کفارہ۔ طعام المسکین 54
- قسم کا کفارہ 55
- مال میں غریبوں کا حق 55
- قصور وار مسکین بھی مدد کا مستحق ہے 57

☐ زکوٰۃ 60

☐ غربت اور نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ 65

☐ قابل اصلاح کمزوریاں (کبائر سے اجتناب) 75

☐ غریب اپنی کمزوریوں پر توجہ دیں 83

☐ مالدار اپنی کمزوریوں پر توجہ دیں 93

☐ اسلام میں غربت کے آداب 102

☐ غریبوں کی امداد کے حدود و آداب 114

☐ دولت کی تقسیم کا اسلامی قاعدہ 121

☐ غریب مسلم بستیوں کے شرعی مسائل 125

☐ غربت اور عدم مساوات 127

تدابیر و تجاویز 132

☐ صحت اور غربت 134

☐ غربت اور اسکولی تعلیم کی ضرورت 144

☐ غربت و ملی تعلیمی پالیسی 153

□ خودروزگاری SelfEmployment 160

□ بچت کی ضرورت Need to Save 165

□ خدمات المالیہ Financial Services 168

□ سوشیل کیپیٹل SocialCapital 174

□ بیت التمویل Finance House 181

□ محاسب عام Accountant General 190

□ اسلامی تحریکات کے لیے غربت ایک چیلنج 199

تذکیر 208

□ غربت سے نجات کے لیے اہم ہدایتیں 209

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

الحمدللہ یہ تحریر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ اس مختصر کتاب کو قلم بند کرنے کے لیے ہمارے سامنے تین اہم مقاصد ہیں۔ ایک تو غربت کے خاتمہ کے لیے اسلام نے جو منہج دنیا کو دیا اس سے نوجوان نسل اچھی طرح سے واقف ہو، دوسرے یہ کہ اسلام مخالف دانشور و مفکرین کی تنقیدوں کا مدلل جواب دیا جائے اور تیسرے یہ کہ داعیان حق مبلغین، عاملین اور کارکنان اسلامی جو خدمت خلق اور خدمت عباد اللہ کے کام سے مستقل جڑے ہوئے ہیں ان کے لیے بعض اہم اصول وقواعد اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ کتاب میری والدہ ماجدہ نے بستر مرگ سے جاری کی تھیں اس کتاب کی اجراء کے ٹھیک چالیس دن بعد ۱۲ مارچ ۲۰۰۲ کو وہ رحلت فرما گئیں۔ اللہ تعالی مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے، اللہ سے دعا ہے کہ اس تحریر کو قارئین کے لیے کارآمد بنائے اور اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

والسلام

فقیر الی اللہ

ابوالعزم

عالمی معیشت اور غربت

World Economy & Poverty

دنیا میں آج جتنے معاشی طور پر ترقی یافتہ امریکی، یوروپی ممالک ہیں وہ چند صدیوں قبل غریب اور غیر ترقی یافتہ تھے۔ جس قوم نے جب بھی تعلیم کے ساتھ غربت کے خلاف محنت کی وہ معاشی طور Economic Powers بن کر دنیا پر چھائے رہے۔

ماضی میں کبھی ساسانی، کبھی چینی، کبھی رومی اور مسلمان دنیا کی عظیم ترین معاشی قوت تھے۔ جس قوم نے بھی جہاں غفلت کی اور سستی کا ہلی عیش و آرام میں مبتلا ہوگئی اسی وقت سے ان کی معاشی انحطاط، سیاسی زوال، عسکری و فوجی قوت کی پسپائی شروع ہوگئی۔ معاشی قوت کی تشکیل اسکا قیام اور اسکی توسیع و حفاظت کیلئے ہمیشہ سیاست دانوں، ماہرین معاشیات کے ساتھ پوری قوم کو بنیاد سے لیکر اعلیٰ سطحوں تک سخت محنت جدوجہد کرتے رہنا پڑتا ہے۔ جس دن اور لمحہ سے جس کسی قوم نے اس کام کو ثانوی حیثیت دی اسی دن سے اس قوم کا معاشی زوال شروع ہوجاتا ہے۔

عام طور پر عالمی معیشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

* Advance Industrial Countries	• ترقی یافتہ صنعتی ممالک
* Developing Countries	• ترقی پذیر ممالک
* Under Developed Countries	• غیر ترقی یافتہ ممالک

کسی ملک کی 1) زرعی Agriculture　　2) صنعتی Industrial

3) قدرتی وسائل Natural Resources　　4) معدنیات Minerals

5) خدمات Services سے جو سالانہ مجموعی پیداوار ہوتی ہے اسی سے فی فرد پیداوار Per Capita Production کا اوسط حاصل ہوتا ہے۔

ماہرین معاشیات عمومی طور پر کسی ملک کی صحیح معاشی صورت حال جاننے کیلئے دو قواعد PCP اور PCI کی اساس پر تجزیہ کرتے ہیں ۔1

عالمی سطح پر کئی بااختیار مالیاتی ادارے ہیں جو ممالک کی آمدنی و خرچ اور قرضے جات پر نظر اور کنٹرول رکھتے ہیں ۔ دنیا کی ہر بنیادی شئے کے لیے ایک مختار کل انجمن ہے اور اسکا اصل کنٹرول 7 بڑے ممالک کے ہاتھوں میں ہے۔

عالمی منڈی میں جب سے Shares Market کا طریقہ عام ہوا اس وقت سے ترقی پذیر ممالک کے لئے اپنی بچی کھچی معیشت کو بچائے رکھنا بہت مشکل ہوگیا ہے لمحوں میں ممالک کے ممالک غریب اور فقیر بن جاتے ہیں۔

World Shares Market میں حصص Shares کی منصوبہ بند خرید و فروخت کے ذریعہ عالمی معاشی طاقتیں کمزور ممالک کو راتوں رات کئی دہے پیچھے کردیتی ہیں 1998 ـ 1999 میں اسٹاک مارکٹ میں شیرس کی بڑے پیانے پر خرید و فروخت کے الٹ پھیر تے ایشیائی ممالک، انڈونیشیا، فلپنس، تھائی لینڈ، کوریا کی معیشت کو 20 سال پیچھے

---

1. (1) Gross Domestic Production (G.D.P)
   Or a) Per Capita Production (PCP)
   (2) Gross Domestic Income (G.D.I.)
   or b) Per Capital Income (PCI)

کردیا۔ان ممالک کے جمع شدہ سرمایہ کا مکمل صفایا ہوگیا Capital Reserve ختم ہو گئے اور ملک کی معیشت طویل عرصہ کے لیے تباہی کا شکار ہوگئی۔

1970 میں OPEC نے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کیا تو غریب اور ترقی پذیر ممالک بیرونی زرمبادلہ میں اضافی قیمتیں ادا کرنے سے قاصر تھے۔تیل کی خریداری کے لئے IMF کی Money Supply بڑھ گئی۔اور کاروبار معمول کے مطابق چل پڑا۔تیل کی قیمت میں اضافہ کا فائدہ ایک جانب ممبران OPEC دوسری جانب IMF کو ہوا ۔عالمی معاشی قوت نے دنیا کی معیشت کو اسطرح سے ڈھال رکھا ہے کہ ہر لحہ دنیا کے گوشے گوشے میں ہونے والے کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی کے شریک اور حق دار بنیں رہیں۔

عالمی معاشی طاقتوں نے ساری دنیا کو عالمی دیہات Global Village میں تبدیل کردیا ہے۔ اپنے معاشی مفادات کی خاطر Regional Economy Grouping منطقہ واری معاشی گروہ بندی کی مثلاً۔

1. German - Central Europeon Block
2. U.S led Western Block
3. Japan or China led pacific Rim Region
4. Europe - China Alliance
5. U.S - China Alliance
6. China and Islamic World Alliance
7. U.S and Islamic World Alliance
8. Europe - America Russia Alliance
9. Pacific Rim Region
10. 7 Dragon Alliance

ایسے اور کئی گروپس ہیں جو معاشی ترقی ،معاشی توڑ جوڑ میں لگے ہوئے ہیں ان سب کو Systamatic طریقے سے اصول قواعد وضوابط کے تحت باندھ کر سارے انتظامیہ اور

OPEC　Organisation of Petroleum Exporting Countries

Mechanism کو اپنے زیر اثر رکھنے میں کامیاب ہے۔

Latin America، Europe، افریقہ اور ایشیاء کے بیشتر ممالک کی سبقت اور ترقی میں 7 گریٹ کو لازمی حصہ ملے گا۔ کسی ترقی پذیر ملک Developing Country نے 100 بلین کی سالانہ ترقی کی ہو تو اس ترقی کا 70% حصے کے حقدار بھی 7 گریٹ ممالک ہوتے ہیں۔

IMF پر ان ہی ممالک کا کنٹرول ہے حقیقی مالک یہی ممالک ہیں۔ انکی جانب سے امداد اور قرض ملتا ہے، تو دوسری جانب سود کے ساتھ قرضے لوٹانے پڑتے ہیں Under Developing Countries ترقی پذیر ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک، Developed Countries عظیم معاشی قوت Great Economic Power کے ہاتھوں میں رہن ہیں۔

Foreign Reserve بیرونی زر کے بچت کیلئے غریب ممالک ترستے ہیں۔ ان ممالک کے ماہانہ اخراجات کیلئے بار بار IMF سے قرضے لئے جاتے ہیں۔ ہر شعبہ حیات کیلئے عالمی ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ جس کے ذریعہ غریب ترقی پذیر ممالک کی مختلف میدانوں میں مدد کی جاتی ہے۔

زرعی شعبہ IFAD، آبادی کی معاشی ضروریات کے لئے UNFPA بچوں کی صحت مندی اور امراض کی روک تھام کیلئے UNICEF اور صنعتی ترقی اور مجموعی پروڈکشن کے اضافے کے لئے UNDP اور World Bank سے امداد کی جاتی ہے۔

IMF کے قرضوں تلے کئی سو اقوام دبے جارہے ہیں۔ سالانہ قومی آمدنی اور سرمایہ کا بڑا حصہ ادائیگی میں چلا جاتا ہے۔ وہ ممالک سرمایہ کو برآمد Exporter of Capital

کرنے والے بن جاتے ہیں ۔ Latin Americaلاطینی امریکہ نے 1982 سے لیکر 1988 تک حاصل کردہ قرض پر 233 بلین ڈالر کا سود ادا کیا جو بعد میں بڑھ کر 850 بلین ڈالر ہو گیا۔ عالمی معاشی قوتیں غریب ممالک کی ترقی میں شریک نہیں بلکہ Partners in Capital &Profit سرمایہ اور نفع کے اہم شریک بن جاتے ہیں ۔ دنیا میں کسی بھی قسم کی معاشی سرگرمی ہو اسکا راست یا براہ راست فائدہ گریٹ 7 کو پہنچتا ہے۔

امریکہ کی سوپرمیسی! America's Supremacy

آپ چاہے امریکہ کو پسند کریں یا شدید نفرت کریں ۔ 25 دسمبر 1991ء کی نصف شب سے جب کریملین سے سویت یونین کا جھنڈا اتار دیا گیا ۔ امریکہ واحد سوپر پاور قوت عظمہ بن گیا۔ دوسرے تمام ممالک اور اقوام کے مقابلے میں تمام اہم اور بڑے ذرائع میں امریکہ کی قومی قوت سب سے اونچی اور اول ہے ۔ تعلیم ،قدرتی ذرائع وسائل Natural Resources، معاشی ترقی Economic Development، Social Cohersion، سیاسی استحکام Political Stability فوجی قوت Military Strength، فکری جاذبیت Idealogical Appeal، ڈپلومیٹک تعلقات Diplomatic Alliance، Technological Assistence نے مجبور اقوام عالم کو دوست یا غلام بنالیا ہے۔

امریکہ ہر حال میں اپنی سوپرمیسی اور اعلیٰ صلاحتیوں کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ جنگ و امن ،معاشی ترقی وانحطاط ،سیاسی اقتدار، عدل وانصاف کے اپنے خود ساختہ اصول اور

IMF International Monetary Fund

Great 7 - U.S.A,Russia,Germany,France,U.K,Italy,Japan.

پیانے رکھتا ہے۔ اور اسے ساری دنیا اور اقوام عالم پر نافذ و مسلط کرتا ہے اور اس کے مطابق چلنے پر مجبور اور لاچار بھی کر دینے کی مہارت رکھتا ہے۔

پنٹاگن Pentagon's کی ڈیفنس پلاننگ کے مطابق امریکہ دوسرے ممالک کی قائم سیاسی اور معاشی آرڈر کو پلٹنے اور امریکی قیادت کو چیلنج کرنے سے باز رکھنے اور کسی دوسری قوت کو ہم پلہ بننے یا پھر دنیا کے کسی قطعہ پر کنٹرول کرنے میں ناکام بنا دینے کی مہارت رکھتا ہے۔[1]

سائنس و ٹکنالوجی میں اسکی ترقی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عصر حاضر میں وہ لاثانی ہے۔ اکتوبر 1957ء میں روس نے خلاء کو مسخر کیا تو امریکہ نے 21 جولائی 1969ء اپنے دونوں سائنس دانوں Neil Armstrong اور Edwin Aldrin کو چاند پر اتار کر چاند کو مسخر کر لیا۔ امریکہ نے اپنی سائنسی ترقی کو اتنی بلندیوں تک پہنچا دیا کہ Pathfinder کو مریخ Mars پر 4 جولائی 1997 کو اتار دیا (NASA) خلاء کی مقتدر اعلیٰ بن کر ابھرا۔

امریکہ نے مصنوعی سیاروں Satellites کے ذریعہ کرۃ الارض اور خلاء کو کسی حد تک اپنے کنٹرول میں رکھا۔ یہ مصنوعی سیارے 17 ہزار کیلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے زمین کے قطر Diameter ، 12756 کیلومیٹر کا چکر کاٹ کر ذرہ ذرہ کی فوٹوگرافی کرتے رہتے

1. International Monetary Fund. Est 1945 (IMF)
2. International Fund for Agricultural Development 1977 (IFAD)
3. Industrial Finance Cooperation 1956 (IFC)
4. International Bank for Reconstruction and Development 1944 (IBRD)
5. Multilateral Investment Guarantee Agency 88 (MIGA)
6. World Bank (I) IBRD, (2) IFC,(3) IDA (4) (MIGA)
7. United Nations Fund for Population Activities (UNFPA)
8. United Nations Development Programe (UNDP)
9. United Nation Education Scientific and Cultural Organisation (UNESCO)
10. United Nation Children Fund (UNICEF)

"Pentagon" امریکہ کے وزارت دفاع کا صدر دفتر

ہیں ایسے سینکڑوں Satellite کا وہ مالک ہے۔ یہ Satelliteفوجی، معاشی، سیاسی معلومات کے ساتھ Telecomunication کے لئے ہر ملک کی لازمی ضرورت بن گئے ہیں۔

Satellite War کا نیا طریقۂ جنگ اختیار کیا گیا۔ بغداد کی جنگ نیویارک میں بیٹھ کر کمپیوٹر کے ذریعہ لڑی گئی۔ گونٹانامو Guantanamo کیوبا سے اڑ کر 19 ہزار کلومیٹر کی دوری پر B-52 بمبار طیارے بغداد پر حملہ آور ہوتے رہے۔ معاشی، فوجی اور سفارتی قوت بن کر اپنی قابلیت کالوہا منوالیا۔

اس صدی میں اپنی برتری اور قوت وطاقت کے مزید استحکام کے لئے منصوبوں کے بلوپرنٹ Blue Print کے مطابق دنیا کی سیاست میں ایک سیاست دنیا کی معیشت میں اپنا بڑا حصہ اور حق رکھا۔ دنیا کے اقوام تحت الارض إلی السماء اس کی مجازی قوت کے گرفت میں ہے۔

دنیا کی احتیاجات اور ضرورتوں کی اور سستے داموں پر سہولتوں کی فراہمی نے Mc Donoldisation، Cocacolisation سے لیکر CNNاور MTV جیسے میڈیا، انٹرنٹ، اسٹاک مارکٹ، عالمی کرنسی Global Currency، Microsoft ہالی ووڈ Hollywood کے ذریعہ دنیا کے عوام کو امریکہ نے اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ امریکی ٹکنالوجی واقدار اور طرز زندگی Life Style نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

غریب اور امیر اقوام میں عملی طور پر تاجر ومزدور کا رشتہ قائم ہے۔ غریب اقوام کی آمدنی کا دارومدار امریکی معیشت پر ہے۔ جس رخ پر انکی معیشت جاتی ہے اس رخ پر اقوام عالم کی معاشی ترقی منحصر ہے۔

جب کمیونیکیشن کا دور آیا تو سارے اقوام کمیونیکیشن انڈسٹری میں اپنی ترقی تلاش

کرنے لگے پھر جب امریکہ میں 1990 میں کمپیوٹر کا دور شروع ہوا تو سارے ترقی پذیر اقوام نے پوری قوم کو کمپیوٹر ہارڈویر اور سافٹ ویر میں جھونک دیا ۔ پھر جب 2000ء میں کمپیوٹر انڈسٹری کو زوال آیا تو ساری دنیا کی کمپیوٹر مارکٹ تہس نہس ہوگئی اور انکے دیوالیے نکل گئے۔

11 ستمبر 2001 کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر WTC پر حملے کے بعد امریکی معیشت کو بڑا دھکہ پہنچا ۔ ایرلائنس، انشورنس اور دوسرے بڑے بڑے کمپنیوں کی تباہی شروع ہوگئی G.D.P 3% گر گیا شیرس کی قیمتیں نیچے جانے لگیں ۔ امریکہ میں کرسمس کے موقع پر اربوں ڈالر کے کاروبار ہوتے ہیں ۔ 2001 کے کرسمس کو بلیک کرسمس کے طور پر منایا گیا ۔ جس سے امریکہ کو ایشیاء سے ایکسپورٹ کرنے والے کمپنیاں بند ہوگیں اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہوگئے ۔ راست یا براہ راست ہر قوم کی معیشت کا انحصار امریکی مارکٹ پر ہے ۔ بہت کم ممالک ایسے ہیں جو امریکی معیشت پر انحصار نہیں کرتے ۔ ان کو کئی معاشی بحرانوں میں بار بار مبتلا کیا جاتا ہے۔

دنیا میں ہونے والے بڑے کارخانے تجارت درآمدو برآمد Industry Business /Trade Export,Import/ میں امریکہ کا بڑا حصہ ہے۔

دنیا کی عالمی منڈی World Market میں روزانہ ایک ٹریلین ڈالر کا کاروبار ہوتا ہے کسی نہ کسی قاعدہ، قانون، معاہدہ System کے تحت امریکی کمپنیوں کو اس ٹریلین ڈالر کا اچھا خاصہ حصہ یا کوئی نہ کوئی فیصد% امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک کو ملتا ہے۔

ٹکنالوجی سے عدم واقفیت غربت کی ایک بڑی وجہ

ٹکنالوجی ترقی کی ریڑھ کی ہڈی ہے بغیر ٹکنالوجی کے ترقی کی تمام شاہراہیں مسدود

ہیں۔ پٹرول کے کنوں کے مالک ممالک اور اقوام کا کام برائے نام ہوتا ہے۔ آج بھی کئی ایسے غریب ممالک ہیں جہاں پٹرول اور گیس کے کئی سو سال تک چلنے والے عظیم ذخائر موجود ہیں لیکن انھیں نکالے گا کون اور Process کرکے قابل فروخت بنائے گا کون؟ مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر امریکی و یوروپی کمپنیوں کے کنٹرول میں ہیں۔ یمن میں تیل کے افغانستان میں گیس اور قیمتی دھاتوں کے ذخائر بڑے پیمانے پر موجود ہیں لیکن کسی مقامی کمپنی کے پاس اتنی صلاحیت اور مہارت وٹکنالوجی نہیں کہ وہ خود ان قدرتی ذرائع کو Explore کرسکیں۔

غریب اقوام چاروں سمتوں سے کئی کمزوریوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ٹکنالوجی سے عدم واقفیت، قدم قدم پر ناتجربہ کاری اور محدودیت نے گریٹ 7 کو استحصال کا بھرپور موقع فراہم کررکھا ہے۔

کئی مسلم ممالک Muslim Oil Producing Countries کی Domestic Production، Domestic Saving اور Per Capital Exports Income آمدنی فی فرد صنعتی ترقی یافتہ ممالک کے برابر ہے پھر بھی وہ Advance Industrial Countries میں شامل نہیں ہیں اسکی وجہ یہ ہیکہ ان ممالک کی آمدنی کا 99% حصہ قدرتی وسائل Natural Resources کی پیداوار سے ہے اور صنعتی وزرعی اور خدمات سے حاصل بالکل کم ہیں۔ ایسی معیشت کو غیر متوازن ترقی قرار دیتے ہیں جنہیں ترقی یافتہ معیشت میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ مغربی اقوام نے بڑی ذہانت کے ساتھ اپنی معیشت کو دوسو سال قبل ہی مضبوط بنانے کے لئے وسیع بنیادوں پر ہمہ جہتی کام شروع کیا تھا جس کی بناء آج کئی عوامل کو ملا کر ملک کی معیشت کو ترقی کی شارع پر قائم رکھنے میں مسلسل کامیاب ہیں۔

ایک کرۃ الارض پر دو دنیا :زمین پر دو دنیا بستی ہے۔ایک امیر اور دوسری غریب۔ غریبوں کا استحصال اور ان سے عصبیت و تعصب نے دنیا کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔19 ویں صدی میں دنیا کے 9 افراد کی آمدنی ایک انگریز کی آمدنی کے برابر ہوا کرتی تھی۔اب 60 افراد کی آمدنیوں کو اکٹھا کریں تو ایک امریکی شہری کی آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔چند ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1995 میں ساری دنیا کی جملہ دولت اور ملکیت کے 45% مالک صرف 535 بلینیر یز Billionaries (کھرب پتی) تھے اور باقی 55% میں دنیا کی تقریباً 6 بلین آبادی کا حصہ تھا۔اب دنیا کی اسی آبادی میں ایک بلین متمول، ایک بلین دولت مند ایک بلین غریب اور 3 بلین انتہائی غریب پائے جاتے ہیں ۔1

یعنی نصف آبادی انتہائی غریب اور مسکین ہے ۔چند اقوام اور ممالک کے ہاتھوں دولت مزید سمٹ سمٹ کر امارت کا کنٹرول روایتی طور پر ان ہی کے ہاتھوں میں رہے گا۔

ہمہ جہت ترقی ،سالانہ زرعی، صنعتی پیداوار اور خدمات کی بنیاد پر ترقی اور غربت کے عصری اصول مرتب کئے گئے ہیں۔کئی ممالک کی فی فرد آمدنی ترقی یافتہ گریٹ 7 ممالک سے کم نہیں ہے۔پھر بھی یہ Advance Country کی زمرے میں نہیں شامل ہوتے۔

جیسے کویت کی فی فرد آمدنی اعلیٰ ترقی یافتہ ممالک سے کم نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ ترقی یافتہ ملک نہیں کہلاتا کیونکہ آمدنی صرف ذرائع قدرتی تیل کی پیداوار پر منحصر ہے۔

ترقی پذیر ممالک جیسے انڈونیشیا، سری لنکا، ہندوستان، فلپائن، بنگلہ دیش وغیرہ کی فی فرد 1000 سے 3000 ڈالر تک ہے۔ہندوستان میں فی فرد سالانہ آمدنی 2077 ڈالر ہے یہ Gross Income کہلاتی ہے۔اس میں سے بیرونی قرضے جات منہا کردیں تو فی فرد

1.The Third World in the age of Globalisation P.102

ہندوستانی کی خالص آمدنی صرف 450 ڈالر سالانہ رہ جاتی ہے۔

غریب ممالک میں فی فرد سالانہ آمدنی 150 ڈالر سے 900 ڈالر تک ہے جبکہ امریکہ میں فی فرد کی آمدنی 29 ہزار ڈالر ہے۔

غریب ممالک میں خواندہ اور ناخواندہ دونوں شامل ہیں۔ جبکہ 7 گریٹ تعلیم یافتہ اور معاشی طور پر نہ صرف مستحکم ہیں بلکہ غریب ممالک کے امیروں کے برابر ان ممالک کے عام شہریوں کی آمدنیاں ہیں۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ صدیوں کی نسل در نسل صحیح سمت میں مسلسل محنت اور مشقت نے انھیں دنیا کا امام بنادیا۔

غریب ممالک تو ان کے شکنجے میں دبے ہوئے ہیں اور جو ترقی پذیر ممالک ہیں ان کے ترقی و کامیابی کے مرحلے میں داخل ہوتے ہی ان کی معیشت کا اغواء کرلیا جاتا ہے۔ اگر مقامی سیاسی قیادتیں ذرا سی مزاحمت کرنے کی کوشش کریں تو ان کو قانونی پیچیدگیوں تحت سزاؤں قتل اور حادثات میں موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی بہترین مثالیں کوریا، جاپان، تائیوان، تھائی لینڈ، ملیشیاء ہیں۔ ایسے کئی ممالک ہیں جو معاشی ترقی کی کامیابی سے پہلے ہی کسی نہ کسی تحدیدات اور عتاب کے شکار ہوجاتے ہیں۔ انکی ترقی کو محدود اور کمزور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جاتی ہیں۔

□☆□

غربت اور خواندگی

Poverty&Literacy

ترقی یافتہ اقوام کی خواندگی کی شرح 95% سے 100% ہے۔ جبکہ ترقی پذیر اقوام کی شرح خواندگی Literacy Rate، 38% - 70% تک ہے ۔ غیر ترقی یافتہ غریب ممالک کی خواندگی، 10% - 30% تک ہے۔

ترقی پذیر Under Developing Countries کی آبادی 97%-100% تک تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود یہ خواندہ ملک Developed Country میں شمار نہیں ہوتے۔

فلپائن Phillipines کی شرح خواندگی 95% ہے لیکن فی فرد آمدنی 3550 ڈالر ہے جبکہ ملیشیاء کی خواندگی کی شرح 83% ہے اور فی فرد آمدنی 8137 ڈالر ہے اسی طرح سری لنکا میں خواندگی Literacy 88% ہے اور آمدنی فی فرد 2892 ڈالر ہے۔ تجزیات یہ بتلاتے ہیں کہ صرف خواندگی سے غربت سے آزادی ممکن نہیں بلکہ خواندگی کے ساتھ تکنیک Technic اور ٹکنالوجی Technology کا بھی ہونا ضروری ہے۔

ایسی تعلیم جو ملک کی زراعتی، صنعتی پیداوار پیشہ وارانہ Professional خدمات Services میں عصری تقاضوں کے مطابق روز بہ روز اضافے کرتی رہے وہی کارآمد اور غربت سے ملک کی آبادی کو اوپر اٹھانے کے لئے لازمی ہے۔

چین میں خواندگی 81.5% اور فی فرد 750 ڈالر آمدنی ہے۔ روس ایک ترقی یافتہ 100% تعلیم یافتہ ملک ہے لیکن اسکی بھی فی فرد آمدنی صرف 2260 ڈالر ہے جو ہندوستان کی فی فرد آمدنی کے مساوی ہے۔ چین اور روس میں آمدنی کی سطح کم ہونے کی وجہ کمیونزم اور مارکسزم کا سوشلسٹ نظام ہے۔ چین کی گھریلو مصنوعات ساری دنیا میں اپنی مارکٹ رکھتیں ہیں۔ 1980 میں چین دنیا کا 36 واں معاشی طاقت مانا جاتا تھا۔ خواندگی اور Cutting-edge technology کے ساتھ لگاتار 15 سالہ محنت نے دنیا کی آٹھویں معاشی طاقت Economic Power بنادیا۔ صرف خواندگی سے غربت کا خاتمہ ناممکن ہے۔ خواندگی کے ساتھ پیشہ وارانہ مہارت اور Per Capital Production میں اضافہ ضروری ہے

غریب خواندہ ملک میں اگر موجود کل زمین کے صرف 5% حصہ پر کاشت کی جاتی ہے اور ہر سال زیر کاشت زمین کا اضافہ نہ کیا جائے تو زراعتی پیداوار گرتی جائے گی۔ اسی طرح بنیادی ضروریات کے مطابق داخلی صنعتوں کا قیام اور پیداوار نہ بڑھائی جائے تو صنعتی پیداوار کم ہوتی جائے گی۔ خواندگی، محنت اور پیداوار غربت کے خاتمہ کیلئے لازمی ہیں۔

ترقی یافتہ صنعتی ممالک	فی فرد سالانہ آمدنی (ڈالر)	خواندگی	ترقی یافتہ صنعتی ممالک	فی فرد سالانہ آمدنی (ڈالر)	خواندگی
امریکہ USA	29,605	97%	اسرائیل Israel	17,301	95%
برطانیہ UK	20,336	100%	آسٹریا Austria	23,166	100%
فرانس France	20,847	99%	بلجیم Belgium	23,223	
جرمنی Germany	22,169	100%	اٹلی Italy	20,585	97%

ڈنمارک Denmark	24,218	100%	روس Russia	2,260	100%
جاپان Japan	23,257	100%	چین China	750	81.5%
آسٹریلیا Australia	22,452	100%			

ترقی پذیر ممالک	فی فرد سالانہ آمدنی	خواندگی	ترقی پذیر ممالک	فی فرد سالانہ آمدنی	خواندگی
سعودی عربیہ	10,158	97%	بنگلہ دیش Bangla	1,361	31%
کویت Kuwait	20,336	100%	پاکستان PaK	1,715	36%
متحدہ عرب امارات	20,847	99%	فلپائن Philipines	3,555	95%
لیبیا Libya	22,169	100%	انڈیا India	2,077	62%
ایران Iran	24,218	100%	یمن Yemen	719	43%
عراق Iraq	23,257	100%	انڈونیشیا	2,651	85%
عمان Oman	22,452	100%	سری لنکا Srilanka	2,892	88%
برونی Brunie	16,965	98%	ملیشیا Malayshia	8,137	83%

غربت اور آبادی

افریقہ، ایشیاء اور لاطینی امریکہ کے 62% غریب ملکوں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ غریب غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر مما لک میں پیدائش کی شرح سب سے زیادہ ہے ۔ شرح پیدائش میں اضافے کے مثبت اور منفی دونوں پہلو قابل غور ہے ۔ نومولود بچوں کی شرح اموات میں کمی، حاملہ عورتوں کی بہتر نگہداشت اور صحت کے متعلق عام شعور اور سہولتوں کی وجہ سے ان مما لک کی آبادیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ 1969 میں ان مما لک کی جملہ آبادی 3.7 بلین تھی جو 1999 تک بڑھ کر 6 بلین تک پہنچ گئی۔

ماہرین معاشیات ایک عرصہ سے اپنے محدود تجربہ کی بنیاد پر دنیا کو یہ Theory

نظریہ باور کراتے رہے کہ آبادی میں اضافے کی اصل وجہ غربت ہے غربت سے اس وقت تک چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا جب تک کہ آبادی کی شرح کو بالکل کم نہ کر دیا جائے۔

اب ماہرین معاشیات کا دوسرا گروپ اس نظریہ Theory کے برخلاف اپنے تجربے پیش کر رہا ہے جو زیادہ عملی اور حقیقت سے قریب نظر آتا ہے۔ نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات مسٹر امرتیہ سین Amartya Sen نے اس نظریہ Theory کو ثبوت کے ساتھ غلط ثابت کیا کہ (خواندگی کی 0% اور شرح پیدائش میں کمی غربت کے خاتمہ کیلئے اہم بنیادیں ہیں) ان کے مطابق کئی ایسے ممالک ہیں جہاں 100% تعلیم اور انتہائی کم شرح پیدائش کے باوجود غربت سے چھٹکارہ پانے میں ناکام ہیں جہاں تعلیم کی شرح سب سے زیادہ اور شرح پیدائش سب سے کم ہے اسکے باوجود آبادی کو غربت سے چھٹکارا دلانے میں کئی ممالک ناکام ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر فرد کو اپنی ترقی کیلئے خود محنت کرنا پڑتا ہے۔ تب جا کر غربت دور ہو سکتی ہے۔ جتنے انسان ہیں اتنے ہاتھ کسب مال کے لئے محنت کریں پھر تو آبادی کے اضافے اور کمی سے کوئی فرق نہیں ہوتا محنت مشقت اور معاشی شرح پیداوار میں اضافے کے ذریعہ غربت کا خاتمہ عملی طور پر ممکن ہے ۔

افریقہ، ایشیاء کے کئی ممالک آبادی کی شرح پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کو سب سے بڑی ناکامی غربت کے خاتمہ پر ہوئی یہ تصور اب دنیا کے سامنے غلط ثابت ہو گیا کہ آبادی کا پھیلاؤ اور اضافہ غربت کی اصل بنیادی وجہ ہے۔

سطح غربت سے کم Under Poverty Line

افریقی، ایشیائی ممالک میں مسلمان غیر مسلموں کے مقابلے میں سطح غربت سے کم معیار کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ افریقہ، صومالیہ، اریٹریا، ایتھوپیا اور ایشیاء کے کئی ممالک

ہیں جہاں مسلمان نان وشبینہ کیلئے پانی کے قطرہ قطرہ اور دوائیوں کے لئے ترس رہے ہیں۔ بچے بوڑھے، عورتیں، بھوک فاقے اور شدید غذا کی کمی کی وجہ سے ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں موت کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس وقت دنیا کی دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ پہلی بڑی آبادی عیسائیوں کی ہے 194 کروڑ 1.94 بلین ہے۔ دوسری بڑی آبادی 116 کروڑ یعنی 1.16 بلین کی مسلمانوں کی ہے۔

116 کروڑ والی کمیونٹی کی نصف سے زیادہ تعداد غریب ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 55 کروڑ سے زیادہ مسلمان اس وقت دنیا میں سطح غربت سے کم Under Poverty Line زندگی بسر کرتے ہیں۔

ہندوستان میں جملہ آبادی کا 35.77% حصہ سطح غربت سے نیچے زندگی بسر کرتا ہے۔ غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمان 20.77% زیادہ غریب ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی آبادی کا 55% حصہ سطح غربت سے نیچے زندگی بسر کرتا ہے۔ خواندگی، فی فرد اوسط آمدنی کی شرح قومی شرح سے بہت کم ہے۔ مسلمان غربت وافلاس کی زندگی گزار رہے ہیں۔

مسلمان کمیونٹی کی غربت کی پانچ 5 وجوہات معلوم ہوتیں ہیں۔

1. مسلمانوں کی اپنی غفلت ناخواندگی اور محنت مشقت اور معاشی سرگرمیوں سے عدم دلچسپی۔
2. غیر مسلم ممالک میں اکثریتی طبقے کی شدید عصبیت ونفرت۔
3. حکومتی اور سیاسی سطح پر عدم مساوات اور مخالف مسلمان معاشی واقتصادی پالسیاں۔
4. غریب مسلم ممالک کی غربت کے خاتمہ اور ترقی کیلئے ناقص مجہول منصوبہ بندی۔

5　اپنی آبادی کی صلاحیتوں کا صحیح سمت میں عدم استعمال۔

حکومت اور سیاست دانوں کی عصبیت

مقامی وعالمی اسلام دشمن طاقتیں غریب کو امیر، امیر کو غریب تر، متوسط کو مفلوک الحال بنانے کا فن اچھی طرح جانتے ہیں۔ غریب سخت سیاسی دباؤ، کبھی جنگوں، کبھی سخت ترین تحدیدات کبھی تجارتی ترجیحات کے ذریعہ مخصوص علاقوں وسوسائٹی کے لوگوں کے طرز حیات Life Pattern کوتبدیل کیا جاتا ہے۔ ورلڈ پاور اپنے غلاموں کو پسندیدہ قوموں Most Favoured Nation کی حیثیت سے پروان چڑھاتا ہے۔ تجارتی معاہدات درآمدات و برآمدات، امداد اور معاشی فوجی سیاسی تعاون کی بھر مار شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حال مقامی حکومتوں کا ہے۔ جو حکومت جس طبقے اور مذہب کی ہوتی ہے وہ اپنوں کی ترقی کیلئے اپنی تمام توجہات لگا دیتی ہے۔ مخصوص طبقے کو معاشی طور پر مضبوط کرنے اور بلند کرنے کیلئے دوسرے طبقوں اور مذاہب کے جاننے والوں کو محروم و مجبور کر دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اقلیت کی اکثریت لامتناہی مسائل ومشکلات کا شکار ہو کر غربت لاچاری مجبوری کے گڑھے میں گرنے لگتی ہے۔ غیر مسلموں کے خود ساختہ اعلیٰ طبقے فخر سے مسلمانوں کی پستی اور گراوٹ کی طنزیہ مثالیں دیتے ہیں۔ بلکہ بعض علاقوں میں شدید نفرت وعصبیت کا یہ عالم ہے کہ لفظ مسلمان گالی اور بدترین قوم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے انھیں ملک کے تعلیمی معاشی، سماجی ترقیاتی عمل Development Process سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

□☆□

غربت کا پس منظر

ملت اسلامیہ کے متوسط اور اعلیٰ طبقوں کو غریبی اور غربت کا اندازہ نہیں ہے غربت کی مصیبتوں اور مشکلات سے وہی لوگ واقف ہیں جو غربت سے گزر کر آئے ہیں یا پھر غریب وسلم بستیوں سے کسی نہ کسی وجہ سے بار بار تعلق پڑتا رہا ہو۔

اس بات سے اب ہر کوئی اتفاق کرنے لگا ہے کہ غربت بھی ایک اُم الخبائث نہیں تو کم از کم اخو الخبائث ضرور بن چکی ہے۔ کونسی ایسی برائی ہے جو مسکین غریب بستیوں میں اپنا قبضہ جمائے ہوئے نہیں ہے!

اگر آپ کسی مسلم بستی میں چلے جائیں اور ایک ایک جھگی، جھونپڑی یا چال کے کھولیوں میں رہنے والے اور اطراف واکناف کے ماحول کا مشاہدہ کریں اور نظر ڈالیں تو عجیب و غریب حیرت انگیز باتوں کا انکشاف پر انکشاف ہوتا رہے گا۔

ایک کھولی کے باہر ایک جوان عورت اپنے دو بچوں کو دونوں جانب سلا کر گائے بھینس کے گوبر کے اپلیوں سے ہانڈی میں کچھ ابال رہی ہے۔ اسکا ایک لڑکا رات میں ہوٹل پر کام کر کے صبح ماں کو چند روپیہ دیتا ہے۔ ادھر باپ اپنے ایک دوست کو لئے زوردار قہقہے مارتے ہوئے جوا کھیل رہا ہے اور صبح صبح ہاتھ میں سستی شراب ہے۔ پیشہ کے اعتبار سے حمال ہے انکی حمالی اسکے شراب اور جوے کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ اس بستی میں اکثر لوگ بیوی، کم عمر لڑکے، اور لڑکیوں کی آمدنی سے فاقہ کشی پر روک لگانے کی کوشش کرتے ہیں دوسری جانب

پولیس والے مار مار کر گھسیٹ کر ایک شخص کو لے جا رہے ہیں معلوم ہوا کہ یہ شخص چوری کا عادی ہے۔ اور آگے نگاہ ڈالیں تو چند غنڈے ایک نوجوان کو خوب پیٹ رہے ہیں پتہ چلا کہ سود پر ساہوکار سے پیسے لئے تھے 6 ماہ سے واپس نہیں کیا لہٰذا ہم اسے لیکر جائیں گے اور پیسہ ادا کرنے تک وہ ہمارے قبضے میں رہے گا۔

سخت سردی میں گھر کے بوڑھے مرد و عورت آسمان کے تلے پڑے کراہ رہے ہیں کوئی موت کیلئے پکار رہا ہے کوئی تین دن سے فاقہ زدہ ہے۔ بستی کی ہنگامہ آرائی میں گھر کے لوگ کان دھرنے کو تیار نہیں۔

چوطرف سے گالم گلوج کی آوازیں کہیں مار پیٹ کہیں بیوی کے رد و بدل اور قرار کا جھگڑا، کہیں عورتوں کی تجارت کے کمیشن پر جھگڑا، کہیں جانوروں کی طرح بیوی سے مار پیٹ، کہیں مرد پر عورتوں کا حملہ ہر سو ہنگامہ گڑبڑ دھینگا مشتی نظر آتی ہے۔

جوئے خانوں شراب خانوں Red Light Area سے Under World کو بڑی تعداد میں مین پاور (Manpower) سستے داموں پر ملتا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں صبح صبح سے کرسچن مشنری کی خواتین آنی شروع ہو جاتی ہیں ایک جانب =/100 تا =/500 روپے قرض لینے والی عورتوں کو طویل مدتی اقساط پر ادائیگی کی سہولت کے ساتھ قرض تقسیم کرتی ہیں۔ دوسری جانب انجیل کی تعلیمات کا درس جاری ہو جاتا ہے جوان لڑکیوں کو نوکری دلانے تربیت Training کے لالچ اور بچوں کو مفت انگریزی میڈیم میں داخلے کا پیشکش جاری رہتا ہے مردوں عورتوں کو کرسچن مشنری کے آفس اور چرچ پر آنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

NGO's، (Non Government Organisation) حکومت کی مدد سے

چلائے جانے والے رفاہی اداروں کے نمائندہ عورتوں اور مردوں کو فیملی پلاننگ آپریشن کیلئے راغب کرواتے ہیں۔ اور گھر گھر ہوئے بیماریوں کے معالجہ کیلئے مفت دوائیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

انکا بھی یہی کام ہے ہر گھر کی کمزوری معلوم کی جاتی اور پھر انہیں ہاتھوں ہاتھ اپنے مقصد کیلئے اپنے ادارے کا کارکن بنالیا جاتا ہے۔ اس قسم کے گروپس جنسی بے راہ روی کے خلاف بھی اصلاح نہیں کرتے بلکہ یہ حمل ساقط کرنے کے ذرائع وترکیبیں سکھاتے ہیں۔

سیاسی جماعتیں اپنے نوکر لیڈروں کے ذریعہ زندہ باد مردہ باد کیلئے Contract Labourer کی حیثیت سے چند روپیہ کے عوض کہیں دھرنے کہیں جلوس، کہیں سیاسی جلسے کیلئے لے جاتے ہیں۔

حکومت اور UNO کی Slum Development Scheme سلم ڈیولپمنٹ اسکیم کے تحت کمرہ، چھت اور بیت الخلاء وغیرہ کی تعمیر کیلئے امداد دی جاتی ہے۔ اسکیم چلانے والے چند سو دیگر فارموں کی خانہ پوری کر کے بچارے مسکین وغریب کے پیسہ ہڑپ کر جاتے ہیں اسطرح کی کئی اسکیمات آئے دن ہوتی رہتی ہیں لیکن حقیقی حقدار کو بہت کم یا کچھ بھی نہیں ملتا۔ کبھی طوفان، کبھی زلزلوں اور آفات سماوی اور سوکھے کے وقت حکومتی امداد کو اڑالیا جاتا ہے۔ حکومت سے حاصل ہوئی امداد کو سوشل ورکر اور سیاسی مقامی قائدین ضبط بھی کر لیتے ہیں۔

ایک کمرہ میں 15 تا بیس افراد رہتے ہیں۔ اس میں سے بعض افراد خاندان رات کی نوکریوں پر ہوتے ہیں چند بس اسٹاپس اور ریلوے اسٹیشن پر سوتے ہیں پانی جیسی اہم ضرورت کے لئے ترسنا پڑتا ہے میلوں سے پینے کا پانی سر پر اٹھا کر اور جانوروں، رکشاؤں،

سائیکلوں پر رکھ کر لایا جاتا ہے۔ کہیں پانی کی مین لائن کو توڑ کر کہیں چرا کر کہیں Fire Hadrent کھول کر حاصل کیا جاتا ہے۔ نہانے کیلئے دنوں انتظار دیکھنا پڑتا ہے۔ بشری ضروریات کیلئے مرد عورتوں کی علیحدہ علیحدہ قطاریں کھلے آسمان کے نیچے بیٹھتی ہیں۔ اگر کہیں اتفاق سے ضعیفوں، عورتوں بچوں کو عوامی بیت الخلاء حاصل ہیں بھی تو طویل قطاروں میں گھنٹوں اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جس سے صحت خراب ہوتی رہتی ہے۔

غذا کی قلت

بوڑھے بچے معذور اپاہج، اندھے غذا ء کیلئے بار بار تڑپ اٹھتے ہیں بھوک افلاس انکا مقدر ہوتی ہے۔ چاول کو ابال کر اسکی پیچ پیتے ہیں تو کوئی چند لقمے چاول کھاتا ہے۔

ان سلم علاقوں میں ایک جانب ہوٹلوں سے جمع کردہ باسی روٹیاں، سڑا ہوا میوہ گائے بھینس بکری اور مرغی کا سستا اور بدبودار گوشت ٹھیلوں پر بکتا ہے۔ ایک گلاس دودھ میں اور 100 گرام پتی میں خاندان کے تمام افراد کئی کئی دن تک چائے نما گرم پانی پیتے ہیں دعوتوں میں بچے کھانوں کی تقسیم بھی کبھی کبھار ہاتھ لگ جاتی ہے۔

اس پر ساری بستی ٹوٹ پڑتی ہے۔ گانجہ، شراب نشہ آور چیزیں ہلکی غذا کے ساتھ لازمی طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ غذائیت سے بڑھ کر مقدار پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

غریب مزدور کسی بلڈ بنک کو اپنا خون بیچ کر ان پیسوں سے بچوں بیوی کے لئے ہلکی غذا اور نشہ آور شربت خریدنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے شدید خون کی کمی ہو جاتی ہے اور Anemic ہو کر کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

1. Non Government Organisation NGO

سستی تفریحات

ایسی بستیاں جہاں انسانیت کی گزر بسر کے لئے بنیادی ضروریات وسہولتیں بھی میسر نہیں ہوتیں وہاں تفریحات بھی زوروں پر ہوتیں ہے۔ گندی غلاظت سے بھری نالیوں پر ایک جھونپڑی یا کھولی کو (منی تھیٹر) میں دن بھر ویڈیو فلمیں دیکھائی جاتیں ہیں اس تھیٹر میں 5 تا دس افراد کی گنجائش ہوتی ہے شدید غربت میں بھی جوا کھیلا جاتا ہے۔ ہر گھر پر آ کر پھیرے والا دوروپیہ کا ایک ٹوکن نمبر خواتین کو دے کر جاتا ہے اور شام ہونے پر جس کا ٹوکن جوا میں اٹھ جاتا ہے انھیں 10 روپیہ دے جاتا ہے محنت مزدوری کرنے والی عورتیں اس رام بابو کے سخت انتظار میں ہوتی ہیں تاکہ پڑوس کی طرح اسے بھی دوروپیہ پر 10 کا جوا ہاتھ لگ جائے اس طرح ورلی مٹکے والے رام بابو کا ہر روز ہزاروں کا کلکشن ہوتا ہے۔ غریب بستیوں میں مجرے قوالیاں ،عورتوں کے رقص اور کھیل تماشے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

معصوم بچوں کی تباہی

معصوم بچوں کے ساتھ خود انکے والدین کا رویہ شدید غربت کی وجہ سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ بعض اپنے بچوں کو چند ہزار روپیہ کے عوض بظاہر گود دے دیتے ہیں۔ عیسائی اور دوسرے بیرونی ادارے درمیانی آدمی کے ذریعہ بچوں کو ایک ایک کرکے گود لینے کے بہانے حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض مائیں پیدائش سے پہلے ہی معاملہ طے کرلیتی ہیں۔ شدید بیمار بچوں کے والدین ہسپتال میں چھوڑ کر اپنی نوکریوں اور کاموں پر لگ جاتے ہیں بعض تو جیسے ہی پتہ چلا کہ بچے کی موت ہو چکی ہے ویسے ہی مردہ خانے میں لاش کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

جو والدین مدارس میں ننھے لالوں کو پڑھنے کے لئے چھوڑتے ہیں وہ بچے 5ویں جماعت میں آنے سے پہلے ہی نکال لئے جاتے ہیں ان کا استدلال یہ ہوتا ہے کہ بچہ ہفتے کو پچاس ساٹھ روپے لے آتا ہے۔ ننھی معصوم بچیوں کو بھی دلالوں کی نگاہوں سے نہیں بچایا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے دلالوں کی مخصوص معصوم لڑکیوں کے ساتھ منصوبہ بند شفقت، پیار و محبت کے ذریعہ پھانس لیا جاتا ہے۔ شرابی باپ اور مزدوری کیلئے پریشان حال ماں کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ مٹھی بھر رقم ہاتھ لگ جاتی ہے۔

رشتوں کے تقدس کی پامالی (خون آلودہ سماج)

ان بستیوں میں ایسے ظالم لوگ بھی ملیں گے جو اپنے ضعیف ماں باپ کو روز کسی نہ کسی بہانے زدوکوب کرتے ہیں۔ پھر ایسی شوہر حضرات بھی ملیں گے جو اپنی بیویوں کو چاقو گھونپ کر سر پر پتھر ڈال کر قتل ناحق کر چکے ہیں ایسی عورتیں بھی ملیں گی جو اپنے شوہروں کی خوب پٹائی کرتی ہیں۔ بہو اور بھاوج کو ساس و نندوں نے اس لئے قتل کر دیا کہ وہ دیوروں کی خواہشات کی تکمیل کرنے سے انکار کرتی تھی۔ شوہر نے اس لئے بیوی کو بدچلنی پر ہلاک کردیا۔ بھانجے نے خالہ کو بھتیجے نے پھوپی کو اس لئے ہلاک کردیا کہ ان کے پاس پیسے تھے مانگنے پر دینے سے انکار کردیا۔ دھوکہ دے کر شوہر کے گردے فروخت کرنا دھوکہ دیکر بیوی کو کرایہ کی ماں بنادینا تعجب خیز بات نہیں ہے۔ جوئے میں ہار کر بیوی اور بیٹی کو دے دینے کے واقعات بھی بے رحمی اور انسانیت سوز حرکات کی غمازی کرتے ہیں۔

ان بستیوں میں نوجوانوں کی اکثریت گھروں سے باہر ہوتی ہے۔ کئی یا تو فرار ہوتے ہیں یا تو جیل میں ہوتے ہیں یا تو کسی گینگ کے ساتھ غائب رہتے ہیں۔ جو کچھ بستی میں رہ جاتے ہیں اپنی نوکری کے علاوہ کوئی نہ کوئی دنگے، فساد آپسی چاقو زنی قتل دنگا کی تیاری میں

مقدم رہتے ہیں۔ انکے یہاں نہ ہی ماں بہنوں کی عصمت اور عظمت کی کوئی اہمیت ہوتی ہے، جوا، شراب گانجہ یا پھر سسرال سے ہرروز مال و دولت کے حصول کے لئے بیویوں کو مار پیٹ کرتے ہیں۔ سیاسی ہلڑ بازی، گروہی جھگڑے اور غنڈہ گردی، انکا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ بعض بڑی تندہی سے محنت و مشقت کر کے کماتے ہیں اور اس سے گھر والوں کی مدد کی کوشش کرتے ہیں۔

حیوانات وحشراتُ الارض سے بھری بستیاں!

سلم بستیاں گندگی اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں کے درمیان ہوتی ہیں یہاں مچھروں، مکھیوں، Virus اور Bacteria کی بھرمار ہوتی ہے، چوہے، گھونس، مرغیاں، سور، گدھے، کچرے کے ڈھیر پر دھوم مچاتے ہیں، دوسری جانب کتے بھیڑ بکریوں گائے بھینس کی بڑی تعداد کھولیوں اور جھونپڑوں کے سامنے تنگ راستوں میں مستقل براجمان ہوتے ہیں۔ جانوروں اور چرند پرند کی غلاظت سے تعفن اٹھنے لگتا ہے اور حشرات الارض کی قطار میں بلوں سے آمدورفت جاری رہتی ہے۔ بارش میں تو سلم علاقوں میں رہنا بڑی سخت اور شدید آزمائش کا کام ہے۔ ایک دوسرے کے ان جانوروں اور بھیڑ بکریوں کو کاٹ کھانے اور ایک دوسرے کی مرغیاں اور بکریاں چوری کرنے کی عادت بھی عام ہوتی ہے۔ سپیرے سانپ لئے پھرتے ہیں کبھی سانپ اور نیولے کا کھیل دکھلایا جاتا ہے کبھی بانسری سے ناگ کو مسرور کر کے تماشے کئے جاتے ہیں پھر ایک دوسرا مداری نیولے بندر کے ساتھ تفریح کا سامان لے کر آتا ہے۔ کسی صبح فقیر، ریچھ لے کر آجاتے ہیں اور کچھ نہ کچھ پیسے بنانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

امید کی کرن

غریب مسلم بستیوں میں جہاں ہلاکت خیز بھیانک مسائل ہیں وہاں پر انسانیت کرب

وبلا میں شب وروز گزارتی ہے۔ ایسے نازک خوفناک صورت حال میں بھی ملت کو اس حصے سے بھرپور توقعات وابستہ ہیں اور امید کی کرن یہ ہے کہ ان غریب مسکین برادران اسلام میں ایمان کی چنگاری کہیں نہ کہیں نظر آتی ہے۔ بچہ کی پیدائش پر کانوں میں اذان، ذبیحہ عقیقہ، ختنہ، نکاح، طلاق انتقال پر نماز جنازہ، تدفین اسلامی طریقہ پر انجام دی جاتی ہیں بعض فرائض و واجبات کی پابندی کی کوشش، رمضان کے بعض روزے جمعہ عیدین مسجد قرآن کریم کا تقدس احترام پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان بستیوں کا ہر فرد چاہے وہ مرد ہو یا عورت فخر سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔ مولویوں، مسجد کے اماموں اور موذنوں کی قدر کی جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے اور بستی کے پنچ کے فیصلوں میں انکی رائے کی قدر کی جاتی ہے۔

غریب مفلوک الحال ماؤں کے گود میں پلنے والے ننھے بچے انشاء اللہ ہوسکتا ہے کہ ملت کے درخشاں مستقبل کے ضامن بن جائیں۔ انکی ایمان کی چنگاری اور عددی قوت ملت کے ایک بڑے حصہ کو مضبوط کرسکتی ہے۔

ان سے بیزارگی ناامیدی کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی انھیں کسی اور طبقے کی طرح کنارے کنارے دور دور سے انکی کبھی کبھار حقیر امداد اسلام کو مطلوب ہے۔ یہ ملت اسلامیہ کا اٹوٹ حصہ ہیں انھیں بچا کر انکی اصلاح کرنا اور انہیں اچھے نیک قابل قدر ملت کے فرد بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ ان کی اصلاح اور ترقی کی راہیں ابھی بھی کھلی ہیں ضرورت اس بات کی ہے ان راہوں کے مسدود ہونے سے پہلے مسلمان ان پر اوّلین توجہ دیں تا کہ وہ ملت کے چمکتے ستارے بن کر اُبھریں اور ان میں خلوص ومحبت صبر کے ساتھ دعوت، اصلاح، تربیت اور ترقی کے لئے مستقل طویل جدو جہد کی ضرورت ہے۔

غربت کے خاتمہ کے لئے عصر حاضر کے نظام اور نظریات

دنیا میں غربت ،محتاجی اور مسکینی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسان کی ہے۔ انسان کے ساتھ دولتمندی ،تونگری ،اور غربت دونوں کا اٹوٹ رشتہ ہے۔ بہت کم ایسے اقوام دنیا میں گزرے ہیں جن کا غربت وافلاس سے کوئی تعلق نہ رہا ہو کسی سلطان الزماں نے کبھی کسی صدی میں بھی کرۃ الارض سے غربت کے مکمل صفائے اور خاتمہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ تاریخ انسانی کی کمزور یاداشت کے مطابق فرعون مصر سے لیکر ملکہ برطانیہ تک پھر لینن وکارل مارکس کی نومولود اشتراکی واستعماری طاقتوں ،امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام تک کوئی ایسی بادشاہت ،حکومت ،قیادت ،نظریہ فکر اور تحریک نظر نہیں آتی جو غربت کے خاتمہ کے سلسلہ میں یہ ثابت کر سکے کہ دنیا میں غربت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور سرزمین کو افلاس، غربت وفقیری سے نجات دلا دی گئی ہے۔

ماضی کے حکمرانوں ،مالداروں اور دولت مند طبقے کیلئے یہ عام بات تھی کہ حیوانوں کی طرح انسانوں کو بھی خریدا اور فروخت کیا جاتا تھا۔نسل درنسل غلاموں کو مالک اور آقاء کے پاس زندگیاں بسر کرنی پڑتی تھی۔آج بھی دنیا کے بعض ممالک میں غلاموں ،باندیوں کے خرید وفروخت کا بدترین کاروبار رائج ہے۔کہیں انفرادی نوعیت ہے تو کہیں اجتماعی اور کہیں پوری کی پوری قوم کو استعماری طاقتیں اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں۔نوآبادیات Colonial Powers بھی انکی ایک بدلی ہوئی شکل ہے۔

انگریز جن کی ترقی کا خورشید افق پر تین صدیوں سے چمک رہا ہے۔جن کا غربت کے ساتھ ایک عرصہ تک بدترین رویہ رہ چکا ہے اور آج بھی کسی نہ کی طرح سے انکا استحصال جاری ہے۔امریکہ اور برطانیہ میں حبشی غلاموں پر ایک عرصہ دراز تک مظالم جاری رہے۔

1863ء میں غلامی Slavery کو امریکہ میں برخاست کیا گیا۔ اور غلاموں کو قانونی طور پر آزادی ملی۔ لیکن آقاؤں اور مالکوں کا مزاج اب بھی وہی باقی ہے۔ اور ان سے طرح طرح کی ساجی ناانصافیاں اب بھی کی جاتی ہیں۔ کئی افریقی ممالک میں حبشیوں Negroes کی پوری آبادی کو غلام بنائے ہوئے ہیں۔ نہی انہیں سیاسی آزادی ملتی ہے اور نہی معاشی پسماندگی دور کرنے کی اجازت ہے۔ خط غربت سے نیچے بدترین حیوان نما زندگی بسر کررہے ہیں۔

ایک دوسرے کے خلاف جنگ وجدال کے لئے عالمی بنکوں کے خزانے کھول دیئے جاتے ہیں اور کئی کئی بلین ڈالر کی امداد جنگی ماہرین کی خدمات جدید حربی آلات High Tech War Equipments اور Weaponery کی رسائی میں سب سے اول ہوتے ہیں کسی ملک کی ابھرتی ہوئی ترقی۔ خودکفیل پالیسی انھیں گراں گزرتی ہے۔

لاطینی امریکہ، افریقہ، ایشیاء کے کئی اقوام غربت کے بدترین کرب و بلا میں مبتلا ہیں۔ UNO قوام متحدہ کے امدادی کاموں کی باگ ڈور ان ہی کے ہاتھوں میں ہے۔

1917 میں سرخ انقلاب آیا لینن نے کمیونزم کو دنیا کے غریبوں کا نجات دہندہ اور غربت کے خاتمہ کیلئے واحد نظریہ قرار دیا اور غریبوں کے دل کو موہ لینے والا نعرہ روٹی، کپڑا اور مکان، بلند کیا۔ چند ہی سالوں میں کئی یورپی ممالک کو اپنے زیر نگیں کرلیا تھا۔ 70 سال سے زیادہ عرصہ تک دنیا کی دو بڑی طاقتوں میں سے روس ایک تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف یہ منفی انقلاب تھا جو سوسائٹی کے تباہ کن غریب مزدور کی ترقی اور خوشحالی کے لئے برپاء کیا گیا۔ کسانوں اور صنعتی مزدوروں کی ایک منظم طاقت پیدا کرکے تمام شہریوں کی انفرادی آزادی اور ملکیت کو چھین لیا گیا۔ یہ ایک ایسا عجیب وغریب انقلاب تھا جس نے غریبوں

اور مزدوروں کی معاشی بدحالی دور کرنے کے لئے مال داروں اور سرمایہ داروں کو راتوں رات فقیر کنگال بنادیا۔ تمام جائیدادیں و اموال ضبط کرلی گئیں اور انہیں حق ملکیت سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا گیا۔

Communism کیمونزم نے غربت کے خاتمہ کے لئے جو نظریہ پیش کیا وہ پیداواری اضافہ کے ساتھ غریبوں کی معاشی ترقی تک محدود نہیں تھا بلکہ اس نظریہ کا بنیادی ہدف مال داروں، دولت مندوں کی دولت پر غریب عوام کا قبضہ اور بٹوارا بھی شامل تھا محتاج لاچار مجبور شخص کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لئے مال دار اور خوشحال کو محروم کیا جاتا رہا۔ سرمایہ درانہ نظام Capitalism میں سرمایہ دار عوام الناس کا استحصال کرتے ہیں اور Socialist سسٹم میں غریب عام آدمی مال داروں کے جائیداداور مال و دولت کا استحصال کرکے خود مالک اور حقدار بن جاتے ہے۔ اشتراکی Socialist نظام میں مملکت واحد حق مالکانہ رکھتی ہے کسی بھی شہری کو آزادی کے ساتھ ملکیت رکھنے کا حق ختم کردیا جاتا ہے۔ جو کچھ شدید ضرورت کے اشیاء ماتحیجات میں وہ Public Distribution System سے لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

انسان اس نظام میں ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے۔ بشری ضروریات، رشتے ناطے، پسند ناپسند، حق وراثت سماجی رتبے انسانی رشتے چھوٹوں سے شفقت اور بزرگوں کے احترام واکرام کی اس نظام نے دھجیاں اڑادیں۔ ایک مریض کی صحت یابی کیلئے دوسرے معصوم صحت مند کے اعضاء جسم کو نکال نکال کر ہلاک کرنا کسی مرض کا علاج نہیں بلکہ کھلی جہالت اور ناانصافی وظلم ہے۔

اس نظریہ اور سسٹم کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں۔ اپنی مختصر سی تاریخ میں سوشلسٹ

نظام نے غربت کے خاتمہ Eradication of Poverty اور مساوات Equality کے نام پر سماج کی بنیاد ہی کو ڈھا دیا اور دنیا کی کوئی قوم اور ملک اب بخوشی اس نظریہ کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ کئی اقوام بھوکوں مرنا پسند کر رہی ہیں لیکن اس نظریہ نعرہ اور نظام کو قبول کرنے کو تیار نہیں جس میں فرد واجتماعیت کی آزادی ہمیشہ کے لئے سلب کر لی جاتی ہے۔ کیمونزم کے نام سے غریب عوام بھی لرزہ براندام ہیں۔ دنیا اس بات سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے کہ غربت کے خاتمہ کیلئے روٹی کپڑا اور مکان کے نام پر مزید غلامی کی زنجیریں اور بیڑیاں کس طرح پہنائی جاتی ہیں۔

عصر حاضر کے نظاموں کو اگر غربت کے حل کے طور پر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کے مضر اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظاموں نے اپنے پسندیدہ اقوام کی ترقی کیلئے جو خدمات دیں وہ بے لوث اور بے غرض نہیں ہیں۔ بلکہ سیاسی معاشی غلامی کے طویل معاہدوں پر ان کا انحصار ہے۔ غربت کے خاتمہ کے لئے اقوام کے رہن رکھنے کا طریقہ کار انتہائی افسوسناک اور ذلت آمیز ہوتا ہے۔ جو اقوام موجودہ دور کے نظریات پر اعتماد کر کے غربت کے خاتمے کی کوششیں کرتی ہیں وہ حیاتی ترقی کی راہ اختیار کرتی ہیں اور جو تجربات سے فائدہ اٹھا کر خود اپنے منصوبوں کے مطابق غربت کے خاتمہ کیلئے اٹھ کھڑی ہوتی ہیں وہ زیادہ کامیاب ہیں۔

□☆□

اسلام

میں

غربت اور اسکا علاج

اسلام میں غربت اور اسکا علاج

اسلام نے زندگی کے ہر میدان اور ہر قدم پر رہنمائی کی ہے۔ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ انسان کی صلاحیت، محدودیت، ضروریات کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے قوانین حیات دیئے ہیں۔ اور انسانوں کو دوسرے نظاموں اور نظریہ کی طرح چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ ذات، وطنی غیر وطنی، لسانی غیر لسانی، امیر وغریب، عورت و مرد، رنگ نسل اور خاندانی طبقوں میں تقسیم نہیں کیا بلکہ انسانوں کی تقسیم ایمان اور کفر حق و باطل خیر و شر کی بنیاد پر کی۔ انسان کی قدر دانی، اکرام وتوقیر نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی۔ بلا تخصیص ہر مرد وزن مختی وغریب، امیر وفقیر ہر ایک کے لئے ایک پیمانہ اور ایک اصول حیات ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر دیا۔

رئیس دولت مند لوگوں کے سماجی رتبوں اور مقام یا پھر غریب مفلوک الحال لاچار لوگوں پر ترس کھا کر انہیں یونہی آزاد بلا گرفت وقیود کے نہیں چھوڑ دیا گیا۔ غنی اور غریب ہر دو عوام اہل اسلام کا لازمی حصہ اور جز ہیں اور ہر دو اسلام کی نظر میں یکساں Equal حیثیت رکھتے ہیں۔ اغنیاء و صاحب اموال پر چند فرائض اور ذمہ داریاں غریبوں کے مقابلے میں زائد عائد کی گئیں۔

دولت مندوں کی نجات اور بخشش کا اہم ذریعہ غریبوں و مسکینوں کی خدمت اور مدد کو بنا دیا گیا۔ اسلام کی عظمت، بلندی کا اہم پہلو یہ ہے کہ اس نے غریبوں کے مقام کو اونچا

اٹھایا عبادات، معاملات، مامورات میں انہیں برابر کا شریک رکھا اور عامۃ المسلمین کی قابل قدر صفوں میں لا کھڑا کیا۔ ''ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز۔ ملت اسلامیہ کے اٹوٹ اتحاد اور قوت و طاقت کی تشکیل کو انکی شمولیت کے بغیر ناممکن قرار دیا گیا، ہر انسان اولاد آدم ہے۔ تمام انسان اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہے اور انہیں زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔

ایمان اور کفر، انسانوں کی تقسیم کی اصل بنیادیں

اللہ تعالی نے انسانوں کی تقسیم کفر اور ایمان کی بنیاد پر کی ہے۔ جس قومیت خوشحالی اور معاشی بدحالی سے بہت اونچا اٹھا کر انسان کے عقیدۂ فکر کی بنیاد پر انھیں الگ الگ گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور دونوں کی دنیا میں عمل سعی وجدو جہد اہداف اور آخرت میں انجام بالکل مختلف قرار دیا گیا۔

فَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَاُعَذِّبُهُم عَذَاباً شَدِيداً فِي الدُّنيَا
والْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّن نّٰصِرِينَ ۔ (سورۃ آل عمران 56)

''پس جن لوگوں نے کفر کیا سو انہیں عذاب دوں گا سخت عذاب ہے
دنیا اور آخرت میں نہیں ان کا کوئی مددگار۔''

وَ اَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِم اُجُورَهُم
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ (سورۃ آل عمران 57)

'' لیکن ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو اللہ تعالی ان کا ثواب
پورا پورا دے گا اور اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا''

فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِم اُجُورَهُم

''پس جولوگ ایمان لائے ہیں اور صالح اعمال کئے ہیں ان کو انکا پورا
پورا ثواب عنایت فرمائیگا'' (سورہ النساء 173)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَ
اَجْرٌ عَظِيْمٌ
'' اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ جوایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے
لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجروثواب ہے۔'' (سورہ المائدہ 9)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا
'' جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم کسی شخص کو اسکی قدرت
سے زیادہ کوئی کام نہیں بتاتے۔'' (سورہ اعراف 42)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ
اَحْسَنَ عَمَلًا (سورہ الکہف 30)
'' یقیناً جولوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل
کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔''

ایمان اور عمل صالح کو انسان کی اصل فلاح نجات اور کامیابی کا ذریعہ اور کفر، عمل
السیأت کو انسانی تباہی، بربادی، دائمی سزاء آخرت میں سخت ترین عذاب جہنم کا مستحق قرار

دیا گیا۔ جزاء وسزاء انعام واکرام کی تمام بنیادیں ایمان اور کفر اور عمل صالح وعمل سیات پر مقرر کی گئی ہے۔ کسی دولت مند پر انعامات کی بوچھار اس لئے نہیں کی جائیں گی کہ وہ دنیا میں غنی اور مال دار تھا یا رئیسوں کی آل اولاد ونسل میں سے تھا نہ ہی کسی غریب مفلوک الحال پر ظلم وزیادتی کی جائے گی کیونکہ وہ دنیا میں بے کس اور بے یار ومددگار تھا نہ ہی کسی کافر غریب پر اس لئے رحم کیا جائے گا کہ وہ بیچارا غریب اور معاشی طور پر بدحال تھا کافر رئیس و غریب کے ساتھ یکساں معاملہ ہوگا اس طرح مومن غنی وغریب کے ساتھ بھی جزاء سزاء کا یکساں معاملہ ہوگا۔

ایمان عمل صالح میں جو جتنا زیادہ آگے ہوگا وہ اتنا زیادہ کامیاب اور صاحب اکرام و عزت والا ہوگا چاہے اس کے پیٹ بھوک سے چمٹ گئے ہوں۔ جسم پر لباس تار تار ہو گیا ہو یا تمام موسم کے رات دن اسکے کھلے سر پر کیوں نہ گزرے ہوں۔ کتنا ہی خستہ معاشی طور پر پریشان کن کیوں نہ ہو یہی شخص آخرت میں ایمان وعمل صالح کی بنیاد پر پُرنور چہرے کے ساتھ انبیاء وصدیقین شہداء اور صالحین کی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ یہی اس کی اصل کامیابی ہوگی۔

ایک دولت مند دنیا میں سرمایہ داروں میں نام رکھنے والا بنگلے ومحلوں میں رہنے والا اور Aeroplane ، Automobiles میں پھرنے والا نفیس ذائقہ دار کھانے کھانے والا جس کی حفاظت کیلئے فوج کی فوج ہو لیکن اگر یہ کافر مشرک اور عمل سیئات میں مبتلا شخص ہو تو اسکا انجام آخرت میں شیطان کے ساتھ ہوگا وہ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہوگا۔

اس کا بدترین انجام جہنم کی دہکتی کھائی ہوگی۔ انسانوں کی تقسیم کی یہ اصل دو بنیادیں ہیں اللہ تعالٰی نے جسے قرآن کریم میں کئی آیتوں میں واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔

انسانوں کی دو جماعتیں

غریب امیر کی کوئی تقسیم نہیں ہے:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَ أَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورہ المجادلہ 22)

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنے فیض سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ اللہ کا گروہ ہے یاد رکھو اللہ ہی کا گروہ کامیاب ہونے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام انسانوں کو ابتداء سے یوم آخرت تک دو گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ایک حزب اللہ دوسرے حزب الشیطان۔

حزب اللہ وہ ہے جو کامل ایمان کے ساتھ اسلام کے پیرو حق کے علمبردار، انسانیت کے خیر خواہ معروف خیر نیکی اور تقویٰ رضائے الٰہی کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔

حزب الشیطان وہ ہے جو ابلیس کے اصلی پیروکار ہیں جن کا کام شر فتنہ وفساد کفر یا باطل وطغیان کی سربلندی ہوتا ہے۔

حزب الشیطان کی یہ ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ کمزور ایمان والوں کو کسی نہ کسی بہانے صراط مستقیم سے ہٹا کر دنیا کا لالچ دے کر گمراہ کرے اور حق کے راستے سے ہٹا کر حزب اللہ

سے فرار کے راستے ہموار کرے۔ یا ان میں اتنی بے حسی پیدا کردی جائے کہ ان میں یہ تک ہوش نہ رہے کہ وہ کس امت اور ملت کے جز لاینفک ہیں انھیں کتنی باتوں کو رد کر کے اسلام کی روشن شارع پر چلنا ہے۔ جب حزب اللہ کے کارندے سستی اور تغافل کے شکار ہو جاتے ہیں تو اہل اسلام کے کمزور طبقوں میں گھسنے اور جگہ بنانے میں حزب شیطان کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اہل اسلام کی صفوں میں حزب الشیطان کا ان کی جگہ حاصل کر لینا ملت کے اس حصے کی تباہی کا نظارہ ہے وہ غربت میں ملت کا یہ عظیم عضو معاشی طور پر کمزور ہو ہو کر دین اللہ سے کوچ کرنے لگتا ہے۔

یہ دونوں جماعتیں جب ملت میں گڈمڈ ہو جاتی ہیں تو نفاق پیدا ہوتا ہے۔ پہلے تو حلال وحرام میں فرق مٹ جاتا ہے پھر اللہ کے حکم اور شیطان کے وسوسوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا نہ رشتہ نہ قرابت، اہل وعیال رشتہ داری، وطن جنس ملکیت قومیت رنگ خاندان برادریاں، غربت، تونگری سب کے سب ایمان کے مقابلہ میں اہمیت نہیں رکھتے اور نہ ہی انکی کوئی قیمت ہوتی ہے۔ یہ سب اس وقت تعلق خاطر میں آسکتے ہیں جب ایمان کے ساتھ حق کے ہمنوا اور علمبردار بن جائیں۔ جو حق کا ہمنوا اللہ و رسول کا مطیع ہوگا اس سے تمام رشتے ناطے تعلقات Connection اور Contacts ایک لمحے میں ہمیشہ کیلئے قائم ہو جاتے ہیں۔

محمد رسولؐ اور آپؐ سے پہلے مبعوث تمام انبیاء کی تعلیمات میں انسانوں کی تقسیم غنی اور غربت کی بنیاد پر نہیں ملتی۔ بلکہ ہمیشہ اللہ کی شریعت نے صرف ایمان وکفر اور حق و باطل کی بناء پر انسانوں کو تقسیم کیا ہے۔

ہمیشہ سے یہ ظالم' جاہل' مفاد پرست خودغرض دولتمندوں کی کوشش رہی ہے کہ وہ غریبوں کو دور سے دور رکھیں اور اگر بس چلے تو انھیں نسلوں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیں۔ غریب کو سماج اور اپنی صفوں سے نکال کر باہر کرنا ان کا محبوب مشغلہ اور کھیل ہے۔ اللہ تعالی نے ان تفریقات کو مٹا کر صرف ایک ہی تفریق ایمان و کفر کی رکھی ہے۔

غریب کون ہے ؟

اسلام میں غریب مسکین کی تعریف عام معنوں سے مختلف ہے۔ جو کوئی شخص معاشی بدحالی اور انتہائی خستہ حالی میں مبتلا ہو جسے بمشکل روٹی، کپڑا اور مکان میسر ہو، بھوک افلاس فاقہ کشی، گھانس پھوس کی جھونپڑی یا کسی سایہ میں اپنی اور اپنے خاندان کی گزربسر کررہا ہو سخت مالی تنگی سے دوچار زندگی گزار رہا ہو، دنیا ایسے شخص کو غریب کہتی ہے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے غریب کی الگ بڑی جامع تعریف بیان فرمائی ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ (سورہ البقرہ 273)

"صدقات کے مستحق صرف وہ غربا ہیں جو راہ اللہ میں روک دیئے گئے جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے بسی کی وجہ سے انھیں مال دار خیال کرتے ہیں تو ان کے چہرے دیکھ کر انہیں پہچان لے گا وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے تم جو کچھ مال خرچ کرو اللہ تعالی اسکا جاننے والا ہے۔

عام طور پر مہذب سلیقے کا لباس پہننے والوں کو صاف ستھری زندگی گزارنے والوں اور ہنس مکھ چہرے رکھنے والوں، بڑے مکانات میں رہنے والوں کو دنیا خوشحال، مال دار سمجھتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسے اشخاص جن کی زندگی کا بڑا حصہ قرضوں پر قرضے لینے اور تنگ دستی میں گزر رہے ہوں وہ اور انکے اہل خاندان اکثر فاقہ کشی میں گزار رہے ہوں اور جن کی ذرائع آمدنی محدود یا ختم ہو کر رہ گئی ہو انکے اندرونی معاشی حالات سے گو کہ سماج اچھی طرح سے واقف نہ ہو لیکن ایسے لوگ اسلام کی نظر میں مسکین غریب کہلائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریمؐ نے ایسے لوگوں کو مسکین و غریب قرار دیا ہے اور ان کی مدد کو لازمی قرار دیا ہے۔

حدیث

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ مسکین وہی نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے ایک لقمہ مل گیا۔ کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا۔ بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اُس کی ضرورت کا احساس کر لے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں تو انہیں اُن کی اس حالت سے جان لے گا۔

یہ لوگ کسی پر بوجھ نہیں ہیں کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں جس کے پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہے جو باوجود حاجت کے خودداری برتیں اور سوال سے بچیں۔ دیکھو قرآن کہتا ہے۔[1]

اسلام نے غریبوں مسکینوں اور محتاجوں فقراء کے معاشی مشکلات اور تنگدستی انکی گرتی

ہوئی معیار زندگی پر خصوصی توجہ دی ہے۔ انہیں ہر حال میں معاشی طور پر اوسط زندگی گزارنے اور معاشی پریشانیوں کو دور کرتے رہنے کی عظیم ذمہ داری تمام مسلمانان عالم پر عائد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ خصوصی احکامات نبی کریم ﷺ کے مکی اور مدنی ہر دونوں دور میں نازل فرمائے ہیں۔ اہل ایمان کی غربت اور مسکینی کا لحاظ مدینہ منورہ میں Economic Power بننے کے بعد یا تشکیل بیت المال کے بعد نہیں رکھا بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے پہلے ہی دور سے اسکو لازم و ملزوم قرار دیا۔ ایک جانب دعوت الی اللہ کا عظیم کام جاری تھا۔ دوسری جانب صحابہ اکرام بڑی بڑی قربانیاں اللہ کی راہ میں نچھاور کر رہے تھے۔ تیسری جانب نبی کریم ﷺ کی تحریک میں شمولیت سے بڑے بڑے مال دار بھی انتہائی خراب معاشی حالات سے دوچار تھے۔ دولت مندوں نے جیسے ہی دعوت نبوی پر لبیک کہا مصائب و مشکلات میں گھر گئے اور انکا مسکینوں سے ابتر حال ہو گیا۔ جو غریب تھے وہ اور بھی غربت کی کھائی میں گرنے لگے۔ باطل نے تمام ذرائع محدود کر دیے اور انہیں نان و شبینہ کے لئے محتاج کر دیا تھا۔ جب مدینہ میں اسلامی حکومت کی ابتداء ہوئی اس وقت مملکت کے اخراجات کا بڑا حصہ جہاد، فتوحات پر خرچ ہو رہا تھا ایسے وقت پر بھی اللہ تعالیٰ نے غریبوں اور مسکینوں کی انفرادی اجتماعی مدد و تعاون کرنے کا حکم نازل فرمایا۔ اسلام نے ہر لمحہ، خوشی، رنج و غم تقسیم و ترقی کے وقت غریبوں اور مسکینوں کا خاص خیال رکھا اور انکا ہمیشہ ایک حصہ مختص کیا گیا۔ ان کی سماجی پوزیشن کو کمزور کر کے نیچا دکھا کر یا ان کی ذلت و نا قدری کے ساتھ مدد کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

تفسیر ابن کثیر پارہ سوم سورہ بقرہ صفحہ 24

غرباء کے لئے عظیم ترین اعزاز

رسول ﷺ کے ساتھ عظیم ترین اعزاز

اللہ تعالی نے غریبوں اور مسکینوں کو عظیم ترین اعزاز عنایت کیا رسول کریم ﷺ کی ذات طیبہ کے مال کے ساتھ مساکین وغرباء کا بھی حصہ رکھا۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (الحشر 7)

"وہ مال اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے دیا یتیموں کو دلوایا ہے وہ اللہ کا ہے اسکے رسول ﷺ اور رسول ﷺ کے رشتہ داروں یتیموں مساکین ومسافرین کا ہے۔"

اسلام نے غرباء مساکین وفقراء کو اتنا فکری اور عملی طور پر بلند کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر حصے میں سے انکا حصہ رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ کے خود مالی حالات انتہائی کمزور تھے آپؐ خود غربت اور شدید معاشی تنگی کے دور سے گزر رہے تھے ایسے وقت اللہ کا یہ حکم کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غرباء مساکین کا حصہ لازمی ہے۔ سرمایہ داروں اور رئیسوں اور اغنیاء کو سخت پریشانی میں مبتلا کردیا تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا انقلاب کہیں انہیں دولت سے محروم نہ کردے اور غریبوں کو انکی صف میں لا کھڑا کردے۔ کیونکہ ایک جانب سرمایہ داری نظاموں پر اور ایک فاسد سرمایہ دار پر کاری ضرب تھی۔ سرمایہ داروں کے سرمایہ کو تحفظ فراہم کیا گیا اور ساتھ میں سرمایہ داروں کو سرمایہ کے رکھنے استعمال کرنے اور خرچ کرنے کے اصول بتلائے گئے تو دوسری جانب غرباء کیلئے انکا ایک حصہ مقرر کرکے ان کے لئے عزت اور توقیر کا معاملہ کیا گیا۔

والدین کے ساتھ غرباء کا حق

دوسرا اعزاز

غرباء و مساکین پر اللہ تعالیٰ نے دوسرا بڑا احسان یہ کیا اور تعلیم دی کہ محترم قابل قدر والدین پر خرچ کرنے کے ساتھ غرباء مساکین پر خرچ کیا جائے ۔ جتنی اہمیت والدین پر خرچ کرنے کیلئے دی گئی ان کے ساتھ غرباء کو بھی شریک کردیا گیا۔

- وَّ بِالوَالِدَينِ اِحسَانًا وَّ ذِی القُربیٰ و الیَتٰمٰی وَ المَسٰکِینِ
"نیک سلوک کیا کرو اپنے والدین رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ۔" (سورہ بقرہ83)
- قُل مَآ اَنفَقتُم مِّن خَیرٍ فَلِلوَالِدَینِ وَالاَقرَبِینَ وَ الیَتٰمٰی وَ المَسٰکِینِ وَابنِ السَّبِیلِ (سورہ بقرہ215)
"کہہ دو جو کچھ مال تم خرچ کرو ماں باپ اور رشتہ داروں یتیموں اور مسافروں پر بھی خرچ کیا کرو۔"
- وَّ بِالوَالِدَینِ اِحسَانًا وَّ بِذِی القُربیٰ وَ الیَتٰمٰی وَ المَسٰکِینِ
"والدین کے ساتھ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں کے ساتھ اور غریبوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔" (سورہ النساء36)

غریب مہاجروں کا حق

تیسرا اعزاز

اسلام میں مجاہدین انصار کے ساتھ مہاجروں کا اونچا درجہ ہے مہاجروں میں خاص کر وہ مہاجر جو غریب ہوں ۔ دور دراز کے مقامات سے نقل مکان کئے ہوں، حالت کی خرابی

یا فتنہ فساد، جنگ وجدل کی وجہ سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کا راست حق ہے۔

- لِلفُقَرَآءِ المُهٰجِرِينَ الَّذِينَ أُخرِجُو مِن دِيَارِهِم وَ أَموَالِهِم يَبتَغُونَ فَضلاً مِّنَ اللّٰهِ (سورہ الحشر 8)

''غریب مہاجروں کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے جدا کردیئے گئے وہ اللہ کے فضل اور رضاء کے طالب ہیں۔''

عاملین کے ساتھ غرباء ومساکین کا حق

چوتھا اعزاز

غرباء کے حق کو کئی لوگوں کے ساتھ جوڑا گیا اور کسی نہ کسی طرح انکی ضروریات زندگی اور گزر بسر کے اخراجات کو پورا کرنے کی ذمہ داری عام مسلمانوں پر ڈالی گئی ہے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ ہم پر غریب مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری نہیں اسی لئے اسلام نے بار بار کئی طرح سے انکے حقوق کو محفوظ کردیا۔

- إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِينَ وَ الْعٰمِلِينَ عَلَيْهَا (سورہ التوبہ 60)

''یہ صدقات تو حق ہے غریبوں کا محتاجوں کا اور کارکنان صدقات کا۔''

عاملین زکوۃ وصدقات کے ساتھ غریبوں اور محتاجوں کا حق رکھا ہے۔

مال غنیمت میں حصہ

پانچواں اعزاز

اللہ کے راستے میں دشمن کے خلاف جہاد کی کامیابی پر جو مال و دولت اور اثاثے مجاہدین کے ہاتھ لگیں وہ صرف مجاہدین اسلام کی حق ملکیت نہیں ہیں۔ مال غنیمت کو صرف

مجاہدوں، سوسائٹی کے خوشحال لوگوں میں آپسی تقسیم پر اسلام نے روک لگایا اور مال غنیمت کا غریبوں مسکینوں فقیروں کو حقدار بنادیا عوام الناس میں یہ بھی دوسری رعایا کی طرح حق دار ہے۔

وَاعلَمُوآ اَنَّمَا غَنِمتُم مِّن شَیءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِی القُربیٰ وَ الیَتٰمٰی وَ المَسٰکِینِ (سورہ انفال 41)

"جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسولؐ کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا۔"

ترکہ کی تقسیم کے وقت غریبوں کا حصہ

چھٹا اعزاز

ترکہ کسی شخص کو اپنے خونی رشتے کی بنیاد پر ملتا ہے۔ ایسے رشتہ دار جو راست خونی رشتہ رکھتے ہیں انکے درمیان اموال و اثاثہ جات کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غریبوں اور مسکینوں پر مزید احسان یہ کیا کہ ترکہ کی تقسیم کے وقت غریبوں کا خیال رکھتے انہیں بھی کچھ دے دینے کا حکم دیا ہے۔

وَ اِذَا حَضَرَ القِسمَۃَ اُولُوا القُربیٰ وَالیَتٰمٰی وَ المَسٰکِینُ فَارزُقُوھُم مِّنہُ (سورہ النساء 8)

"اور جب تقسیم ترکہ کے وقت دور کے رشتہ دار، یتیم اور غریب لوگ آجائیں تو ان کے حصہ میں سے کچھ ان کو بھی دیا کرو۔"

صرف غریب حق خدمت لے سکتا ہے

ساتواں اعزاز

مال دار کو یتیم کے مال میں سے خرچ لینے سے منع کیا گیا ہے۔صرف غریب خدمت گزار کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ یتیموں کے مال میں سے حق خدمت Service Charges لے سکتا ہے۔مسکین جو بھی خدمت کر رہا ہے اس سے اسکی تنگدستی میں مزید اضافہ نہ ہو جائے۔کچھ گزارا بھی ہو جائے۔غنی آدمیوں کو یتیم کے مال میں سے خرچ لینے سے منع کر دیا گیا ہے۔غریب کے لئے یہ جائز اور امیر کے لئے ناجائز فرمادیا ہے کہ یتیم کے مال میں سے اپنا خرچ لیا کرے۔غریب کو اللہ تعالیٰ نے اس کی کھلی اجازت دی ہے۔

- وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُل بِالْمَعْرُوفِ (سورہ النساء6)

  ''اور جو غریب ہو وہ معروف طریقے کے مطابق کھائے۔''

- وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ (سورہ النساء6)

  ''اور غنی آدمی ان کے مال سے پرہیز کرے۔''

فقراء ومساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب

اسلام میں فقراء و مساکین اور غریبوں کو کھانا کھلانے کی افضلیت اور ترغیب دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کئی آیتوں میں مسلمانوں کو اس بات کی توجہ دلائی ہے کہ انہیں کھانا کھلاتے رہو۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

(سورہ انسان8)

''اور اس کی محبت میں مسکینوں یتیموں، قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

فَكُلُوْا مِنهَا وَ اَطعِمُوْا البَآئِسَ الفَقِيرَ (سورہ الحج 28)

'' پس تم بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

غرباء کو کھانا نہ کھلانے کے خلاف سخت وعید

جو مال دار اور خوشحال آدمی غرباء مساکین وفقراء کو کھانا نہیں کھلاتے انکے خلاف سخت ربانی وعیدیں نازل ہوئی ہیں۔ جہاں کھانا کھلانے کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہیں ایسے لوگوں کی سرزنش بھی کی جو غرباء کو کھانا نہیں کھلاتے ہیں تردد اور بخل سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کئی سورتوں میں منظر کشی کرتے ہوئے مجرموں کے اہم جرم کو یاد دلاتا ہے کہ یہ شخص دنیا میں غریبوں کو کھانا نہیں کھلاتا تھا۔

- وَلَا يَحُضُّ عَلىٰ طَعَامِ المِسكِينِ (سورہ الحاقہ 34)

  ''اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب ہی دیتا تھا۔''

سورہ المدثر میں بھی مجرمین کے بڑے جرائم میں سے ایک جرم کی یاددہانی کروائی گئی وہ ہے غرباء کو کھانا نہ کھلانا۔''

- وَلَم نَكُ نُطعِمُ المِسكِينَ (سورہ المدثر 44)

  '' مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

- وَلَا تَحٰضُّونَ عَلىٰ طَعَامِ المِسكِينِ (سورہ الفجر 18)

  '' اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے۔''

- وَلَا يَحُضُّ عَلىٰ طَعَامِ المِسكِينِ (سورہ الماعون 3)

  ''اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے۔''

گناہوں کا کفارہ ـــــ طعام المساکین

کبیرہ گناہوں کے علاوہ کوئی ایسا سماجی جرم قرآن کریم میں بار بار نازل نہیں ہوا جس طرح غریبوں کی مدد، اور انہیں کھانا نہ کھلانے کے سلسلہ میں نازل ہوا۔ جرائم کی لسٹ میں اللہ تعالیٰ نے غریب کی مدد نہ کرنے کے جرم کو بھی شامل کیا۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ جہنم کی آگ ایسے مجرمین کا ٹھکانا ہوگی۔

فرائض کی چوک کو عدم ادائیگی اور صغیرہ گناہوں (Small Penalty) کفارہ کی ادائیگی کا بڑا ہی عمدہ مفید اصول دیا گیا۔ صغیرہ گناہوں کی معافی طعام المسکین پر یقینی قرار دی گئی۔ رمضان کے فرض روزہ چھوٹ جانے پر بھی توبہ استغفار کے ساتھ غریب کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا گیا۔

- وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ (سورہ بقرہ 184)

  ''جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے وہ روزے کے بدلے مسکین کو کھانا کھلاوے۔''

  روزہ رکھنے کی عدم استطاعت پر ایک اور آیت میں فرمایا:

  فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا (سورہ المجادلہ 4)

  ''اور جو استطاعت نہیں رکھتا وہ 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔''

- فَكَفَّارَتُهُ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا (سورہ المائدہ 5)

  ''کفارہ دے، مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر روزے رکھے۔''

یہ اللہ کا حق ہے کہ مومن بندے فرض عبادت رمضان کے روزے رکھے۔ جب اللہ کا حق پورا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک عبادت کے کفارہ کو سماجی ضروریات کی طرف موڑ دیا۔ اور اللہ نے اپنا حق نہ ادا کرنے والے کو جو سزا دی وہ ہے غریبوں کو کھانے

کھلائے ۔ گناہوں کا کفارہ ایسا رکھا کہ وہ غرباء کیلئے ایک حق بن گیا۔ خالق کائنات غریب بندوں کو ضروریات کی تکمیل کے لئے جگہ جگہ حق اور گنجائش فراہم کر دیا یہی غریبوں پر اللہ کا رحم وکرم ہے۔

قسم کا کفارہ

انسان اپنی سچائی اور صداقت کو ثابت کرنے کے لئے قسم کھاتا ہے اسلام میں قسم کی بڑی اہمیت ہے جس نے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ کے پاس قابل گرفت اور گناہ گار ہے اس گناہ کی معافی کیلئے اللہ تعالیٰ نے طعام المسکین کا کفارہ مقرر کیا۔

وَلٰکِن یُؤَاخِذُکُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الاَیمَانَ فَکَفَّارَتُہٗ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسَاکِینَ مِن اَوسَطِ تُطعِمُونَ اَھلِیکُم اَو کِسوَتُھُم اَو تَحرِیرُ رَقَبَۃٍ (سورہ المائدہ 89)

" البتہ ان قسموں پر ضرور مواخذہ کرے گا جو تم جان بوجھ کر کھاتے ہو۔ تو ایسی قسموں (کو توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔"

مال میں غریبوں کا حق ـــ غریبوں کی بطور ان کے حق کے مدد

مال کے حق کے سلسلہ میں بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے عام انسان یہی سمجھتا ہے کہ مال میں صرف آل اولاد اور قرابت داروں کا حصہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مال میں غریبوں کا حصہ بھی مقرر کر دیا ہے۔

فَاٰتِ ذَاالقُربیٰ حَقَّہٗ وَالمِسکِینَ وَابنَ السَّبِیلِ ذٰلِکَ

خَيرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ المُفلِحُونَ

"قرابت دار مسکین اور مسافر ہر ایک کو اس کا حق دو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ جو خدا کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔" (سورہ الروم 38)

اسلام نے اہل وعیال کی پرورش دیکھ بھال اور ان کی خوشحال زندگی وترقی کی ضمانت کی حفاظت کو لازم قرار دیا ہے۔ یہ مرد مومن کے لئے بحیثیت شوہر، باپ، بھائی، بیٹے اور ذمہ دار خاندان کے مالی معاشی ذمہ داریوں کا بار بطور فرض کے اٹھائے یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے کہ چاہے تو ذمہ داری کا بار اٹھالے یا پھر یونہی چھوڑ دے۔ اسلامی عائلی قوانین کا ایک اہم بنیادی قانون ہے اس فرضِ منصبی سے کوئی فرد فرار اختیار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اپنے خاندان کی ذمہ داریوں کے ساتھ قرابت داروں غرباء ومساکین اور مسافروں کا بھی خیال رکھا جائے اور انہیں جو کچھ بھی دیا جائے وہ بھیک اور زبردستی نفس پر بار ڈال کر نہ دیا جائے بلکہ بطور حق کے ادا کیا جائے ۔ ہر خوشحال مسلمان کی آمدنی اور خرچ میں انکا خاص حصہ رکھا جائے اور انکی مالی مدد بطور حق کے کی جائے۔ اسلامی اصول حیات دنیا کے تمام ادیان ومذاہب اور قوانین سے ممتاز ہے۔ اسلئے کہ یہ آفاقی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دائمی بھی ہے۔ اسلام نے جب کسی بات کی ترغیب دی ہے تو اسکے کلیات کا حکم بھی دیا ہے۔ تاکہ بندہ مومن پورے خلوص، ذوق، شوق اور رضائے الٰہی کے لئے اسے تن من دھن لگا کر اس عمل خیر کو حسن خوبی سے تکمیل کرتا رہے۔ فرد جیسے جیسے مکلّف، صاحب استطاعت اور صاحب نصاب و مستحکم بنتا جاتا ہے ویسے ویسے اس پر ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دولت کی صحیح خطوط پر تقسیم اور ملت کے کمزور حصہ کی تعمیر نو کیلئے بخل، کنجوسی، حب المال سے اجتناب کرتے ہوئے بلا کسی لالچ وطمع دبانے کی امید کے ہر فرد کی آمدنیوں میں غرباء ومساکین کا

مستقل ایک حق بنادیا گیا ہے۔ حقداروں کے حق کی ادائیگی میں تساہلی تردد، حق اڑا لینے ، کے مترادف ہوتا ہے۔ غربا ءومساکین کی بار بار امداد الجھن ذہنی تناؤ پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ اگر قرض (دین) تو یقیناً کچھ جھنجلاہٹ کی بات ہوسکتی تھی لیکن یہ تو حق ہے جوادا کر دینا ہے ۔اور یہ وہ تجارت ہے جو کبھی ماندنہ پڑنے والی ہے" تجارت لن تبور "اور جنت کے عوض نفسوں اور مالوں کو خرید لیا گیا ہے ۔اسکا مشتری Vendee اللہ تبارک تعالی ہے۔ یہ عظیم کاروبار جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق وخلیفہ سے کیا ہے وہ فلاح وکامرانی اور نجات کا ہے۔غریبوں کے حق کی ادائیگی خیر کے تمام کاموں میں اہم اور افضل ہے۔ تاکہ غریب مسلمان ہمیشہ ہماری ملت کا اور جسم کا اٹوٹ صحت مند حصہ بنے رہیں۔ تاکہ باطل پرستوں کو اس بہانے مسلمان غریبوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا موقع ہاتھ نہ لگ جائے یا غریب مسلمانوں کے مدد کے نام پر چور دروازوں سے اہل کفر اور دشمنان اسلام ہماری صفوں میں گھس آئیں۔

قصوروار مسکین بھی مدد کا مستحق ہے

غرباء کی مدد کرنے والا شخص ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ جسکی وہ مدد کر رہا ہو وہ نیک صفت اور بے گناہ ہو اور قصوروار نہ رہے۔ چھوٹے بڑے گناہوں کے عادی غریب کی مدد کرنے سے اپنے کو باز رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں بھی شرطیہ مدد اور تعاون اور انفاق فی سبیل اللہ سے منع فرمایا ہے۔

غرباء ومساکین کی غلطیوں اور گناہوں کی وجہ سے کہیں دینے والا ہاتھ نہ روک لے۔ دینے والے کا کام تو یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر دیتا رہے۔ بسا اوقات انکی معیوب کارستانیاں، تکلیف دہ حرکات، گستاخیاں، الجھن اور نفرت پیدا کر دیتے ہیں ایسے وقت عفو

درگزر سے کام لینا چاہئے اور معاف کر دینا چاہیے۔ ان کی ایمانی کمزوریاں غلطیاں، شرارتیں نادانیاں جاری مالی امداد و تعاون امداد میں کوئی فرق نہ لائے۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ اَن يُؤتُوٓا اُولِى الْقُرْبىٰ
وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لْيَعْفُوْا
وَلْيَصْفَحُوْا (سورہ النور 22)

"تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو اللہ کے راہ میں نہ دینے کی قسم نہ کھائیں بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہئے۔"

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی۔ جب آپؓ نے حضرت مسطحؓ بن اثاثہ کے ساتھ کسی قسم کا سلوک کرنے سے قسم کھالی تھی کیونکہ بہتان صدیقہؓ میں بھی یہ شامل تھے وہ مسکین شخص تھے اور حضرت صدیقؓ ہی ان کی پرورش کرتے تھے یہ مہاجر تھے اتفاق سے انکی زبان کھل گئی انہیں نصیحت کی حد بھی لگائی گئی تھی۔

جب یہ آیت حضرت صدیقؓ کے کان میں پڑی تو پھر سے حضرت مسطحؓ کو جو کچھ دیا کرتے تھے جاری کر دیا قصوروار سے اجتناب کرنے سے بہتر ہے کہ قصور نظر انداز کر دیں اور اپنے قصوروں کی اللہ سے معافی کا بہترین ذریعہ قصوروار مسکین کو بھی کچھ دیتے رہنا ہے کیونکہ قصوروار مسکین بھی مدد کا مستحق ہے۔

حدیث نبویؐ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں گا اور اپنا صدقہ لے کر نکلا پہلی رات کو ایک زانیہ کو دوسری

رات کو مال دار اور تیسری رات کو چور کے ہاتھوں صدقہ دے گیا۔ صبح لوگ چرچا کرنے لگے کہ فاسق کو صدقہ دیا گیا۔ اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ) اور اس نے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے زنا کار عورت کا تو اس نظر سے کہ شائد وہ اس دن زنا سے باز رہے، مال دار کو دیا گیا صدقہ اس لئے قبول ہوا کہ شائد اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں لاؤ میں بھی دوں اور وہ خرچ کرے اللہ تعالٰی کے دیئے ہوئے مال سے اور چور کا صدقہ اس لئے کہ شائد وہ چوری نہ کرے۔ (مسلم شریف)

صدقہ دینا اور غریبوں پر خرچ کرنا افضل ہے

حضرت عبداللہؓ نے کہا رسول ﷺ نے فرمایا اور آپؐ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

حکیم بن حزامؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔
(مسلم کتاب زکوۃ 58)

خوشحال مومنوں کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمیشہ دینے والے بنیں اور مال کو جمع کر کے گن گن کر نہ رکھیں۔ دینے والا ہاتھ بہتر ہے امداد لینے والے ہاتھ سے یہ ایک عمومی اصول بنا دیا گیا ہے تا کہ بلا وجہ اچھے صحت مند با صلاحیت لوگوں کو سستی کاہلی کی عادت نہ پڑ جائے اور ہاتھ پھیلانے والے نہ بنیں بلکہ تندرست سماج کیلئے دینے والوں کی کثرت ضروری ہے اگر مانگنے والوں کی بہتات ہو جائے تو ملت میں غربت اور معاشی بدحالی کا شکار ہو کر ہزاروں ایمانی، معاشرتی مسائل جنم لینا شروع کر دیں گے۔

زکوٰۃ

اسلام نے اپنے نظام عبادات میں ایک عبادت ایسی رکھی ہے جو مال دولت سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلامی عبادت کا دوسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ فقہی اصطلاح میں زکوٰۃ صرف اس مالی مادی امداد کو کہتے ہیں جو مخصوص مقدار دولت کا مالک اور متصرف اپنی دولت پر ایک معین مقدار ایک سال کی مدت ختم ہونے پر غریب مستحق مسلمانوں میں بطور فرض کے تقسیم کرے۔

اسلام میں نماز ، روزہ ، حج ، یہ تینوں عبادتیں حقوق اللہ میں ہیں اور زکوٰۃ ایک واحد عبادت ایسی جو حقوق العباد میں شامل ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ قرآن کریم نے جہاں نماز کا حکم دیا اسکے فوری بعد اکثر مقامات پر زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ زکوٰۃ کا حکم مکی اور مدنی دونوں آیتوں میں ملتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ جو کچھ فاضل بچے وہ خدا کی راہ میں تقسیم کردیں آئندہ کیلئے بچا کر نہ رکھیں۔

(۱) ہجرت کے بعد تجارت، زراعت زمین اور جاگیر سے آمدنیاں شروع ہوئیں کسی قدر معاشی حالت مستحکم ہوئے تو معین مقدار اور مدات کے ساتھ زکوٰۃ کا نصاب دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کا دعوتی اسلوب قرآنی تھا جس طرح قرآن کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو جوڑے رکھا گیا اس طرح آپؐ بھی نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی تعلیم دیا کرتے تھے یہی ترتیب و ترکیب متعدد حدیثوں میں ملتی ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا اِنَّ اللّٰہَ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ　　　　(سورۃ توبہ 5)

" پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو انکا راستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

* فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنَ

" پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کریں تو دین میں تمہارا بھائی ہے۔"　　　　(سورۃ توبہ 11)

* قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ وَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ

(سورۃ المومنون 1-4)

" کامیاب ہوئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں، اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔"

* ھُدًی وَّ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ　　　　(سورۃ النمل 2,3)

" خوشخبری مومنوں کے لئے جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔"

* " لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ

الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ... (سورہ البقرہ 177)

''نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو مگر نیکی یہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر یوم آخرت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر، اور اسکی محبت پر رشتہ داروں کو مال دیں اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافر کو اور سوال کرنے والوں کو، گردنوں کے آزاد کرانے میں اور قائم کریں نماز، ادا کریں زکوۃ...''

" وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ‎ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔ (سورہ السجدہ: 6-7)

''خرابی ہے مشرکوں کے لئے جو زکوۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔''

" لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (سورہ التوبہ 54)

''وہ خرچ نہیں کرتے مگر نہ خوشی سے''

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسولؐ سے بیت تین باتوں پر کی تھی نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔ 05 ہجری میں جب وفد عبدالقیس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپؐ نے عبادات میں پہلے نماز پھر زکوۃ کا حکم دیا۔ 09 ہجری کو نبی کریمؐ نے حضرت معاذ ؓ کو اسلام کا داعی بنا کر یمن بھیجا تو اسلام کے فرائض کی یہ ترتیب بتائی کہ پہلے ان کو توحید کی دعوت دینا، جب وہ مان لیں تو ان کو بتانا کہ دن میں پانچ وقت کی نماز ان پر فرض ہے جب وہ نماز پڑھ لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے دولتمندوں کی جانب سے

ان کے غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب اہل عرب نے بغاوت کی اور زکوۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف تلوار کھینچ لی۔ اور فرمایا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کریگا میں اس سے لڑوں گا زکوۃ مال کا حق ہے۔

زکوۃ کے ذریعہ ایک ایسی عبادت کو قائم کیا جو مادّی ہونے کے باوجود خالص روحانی ہے۔ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی تو دیگر مذاہب اور قدیم و جدید نظریات کے پیروکار بہت باتیں کرتے ہیں لیکن اسلام نے فرضیت کے ساتھ دولت مندوں کو پابند کر دیا کہ بہرصورت بندوں کا حق بخوشی ہر سال نکال کر اپنے مال سے دینا ہوگا۔ یہ اسلام کی عملی تدابیر یں جو غریبوں کی امداد کے لئے کی گئیں سماج کے تمام محتاج چاہے وہ قرابت دار ہوں یا اجنبی، ہر اندھے، بوڑھے، کوڑھی، مفلوج، بیوا، یتیم، بے گھر، مہاجر ابن سبیل، قیدی، مظلوم، معتوب، تمام ایسے لوگوں کا حق زکوۃ میں رکھ دیا ہے پھر عاملین، مبلغین، داعیان حق، اہل خدمات شرعیہ کا بھی زکوۃ میں حصہ رکھا۔ دولت مند اپنی زکوۃ کی تقسیم کے وقت ان میں سے کسی کو بھی رد نہیں کرسکتا۔ اسلام نے ان لوگوں کو صرف جنت کی بشارتیں اور آخرت کے بعد ملنے والی کامیابی کے حد تک نہیں رکھا بلکہ دنیا میں روحانی بشارتوں اور رحمانی تسلیوں کے ساتھ غریب محتاجوں کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے جو عملی تدبیریں ہیں وہ ہے نظام زکوۃ۔

انفرادی فرضیت کو اجتماعیت سے جوڑ کر غریبوں کا حصہ شامل کر دیا۔ یہ فرض صرف کمانے والے مردوں کی حد تک محدود نہیں کر دیا بلکہ ملکیت رکھنے والے ہر مرد و خاتون دونوں پر فرض کیا۔ باپ اور شوہر کی آمدنی درتر کہ سے بیٹی، بیوی جب سونا، چاندی کی مالکہ بن جاتی ہے تو اس پر بھی نصاب زکوۃ عائد ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت کسب مال سے نہیں ہے بلکہ ملکیت مال و دولت سے ہے۔ زکوٰۃ ہر غنی طبعی پر واجب ہے جو جائز ذرائع اور آمدنیوں سے جو ملکیت بنائی گئی یا ترکے و وراثت میں ملی ہو اس سے تو اس پر اسلام زکوٰۃ کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے۔

دھوکہ، فریب، لوٹ مار، جوا، سود، چوری غبن سے حاصل کردہ دولت سے جو غنی بن جائے وہ غنی غیر طبعی ہے۔ یہ حصولِ دولت اسلامی تعلیمات کے سخت خلاف ہے زکوٰۃ ایسا ہی شخص تقسیم کرسکتا ہے جو غنی طبعی ہو۔ غنی طبعی کی جانب سے دی جانے والی زکوٰۃ غریبوں کا حق ہے۔ اسلام نے نظام زکوٰۃ کو اتنا وسیع و عمیق بنیادوں پر بنایا کہ دنیا کے تمام معاشی نظام اور مروجہ طور طریقے اس کے سامنے مجہول نظر آتے ہیں۔

نظام زکوٰۃ کو بیت المال کے ذریعہ اسلام نے قائم کیا اور جاری کیا وہ ماہرین معاشیات کے لئے ہمیشہ ایک نا قابل یقین غربت کا عملی علاج ہے۔ جن پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ وہ اموال جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔

1 تجارتی مال 2 سونا چاندی
3 مویشی (جانوروں) 4 معدنیات 5 فصل (زرعی پیداوار)

زکوٰۃ کے مصارف

زکوٰۃ کے حق دار آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔

1 فقیر و مسکین 2 فی الرقاب غلاموں کی گردنیں چھڑانے اور قیدی کو رہا کرانے
3 قرض داروں کی امداد 4 فی سبیل اللہ
5 عاملین 6 مولفۃ القلوب 7 ابن سبیل

اسلامی تعلیمات میں زکوٰۃ اور نظام زکوٰۃ کی طویل تفصیلات ہیں جس کو یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں ہیں اسلئے اختصار کیساتھ مضمون تیار کیا گیا۔

غربت

اور

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ

اسلام میں غریب لوگوں کی مدد اور تعاون کے تفصیلی احکامات و ترغیبات قرآن کریم میں نازل کیے گئے ہیں ان کے علاوہ غربت کے خاتمہ اور غربت کے حدود آداب و اخلاقیات کا بڑا ذخیرہ نبی کریمؐ کی سنت اور انکی تفسیر و تشریح احادیث میں مذکور ہیں۔ غربت کی مجبوریوں، پریشانیوں، تکالیف و مصائب اور اس میں انسان کی حیثیت، اخلاقی و نفسیاتی کیفیت و حالات کا کوئی ایسا جز نہ ہوگا جو نبی کریمؐ کی سنت اقوال اور تلقینات کی فہرست میں نہ شامل ہو۔

غلاموں کے ساتھ سلوک، غلاموں کا قصور معاف کرنا، غلاموں کو آزاد کرنا، یتیموں کی پرورش، بیواؤں کی خبر گیری، حاجتمندوں کی امداد، اندھوں کی دستگیری، قرض داروں پر احسان، قرض خواہوں کا قرض لوٹا دینا، بیماروں کی خدمت، ضعیفوں کی مدد، فریادیوں کی فریادرسی، دوسروں کی مصیبت پر خوش نہ ہونے اور لوگوں کی تکالیف و مصائب پر تماشہ بین

بنے رہنے کی ممانعت، نفس انسانی کا احترام، فضول خرچی کی ممانعت، کبر و غرور و تکبر کی مذمت، ظلم و زیادتی، تعصب کی سخت گیری کی ممانعت، غمخواری و غمگساری، لالچ سے کراہیت، رضا بالقضاء آہ و بکا کی ممانعت، خیانت اور فریب کی ممانعت۔ غربت میں بلند و اعلیٰ کردار، ملاقات مجلس طعام، لباس نشست و برخاست، سونے جاگنے کے آداب معاملات معمولات وسلوک کے احکام کا عظیم ذخیرہ نبی کریمؐ نے انسانوں کو عطا کیا۔

نبی کریمؐ دعوت کے ابتدا ہی سے معاشی تنگی اور سخت مالی مشکلات سے دوچار تھے۔ آپؐ کی دعوتی انقلابی تحریک کی ابتداء سے مخالفین اسلام نے سماجی معاشی حالات اتنے تنگ کردئے تھے کہ آپؐ کو طویل عرصہ تک غربت سے گزرنا پڑا۔ غربت کی تکالیف اور خوفناکیوں سے آپؐ بذات خود اچھی طرح واقف تھے، اور اسکا سامنا کرتے رہے آپؐ غربت کی پرواہ کئے بغیر اپنی عظیم ترین نبوی رحمانی انقلاب کی کوششوں میں منہمک رہے۔ امیری اور غریبی کے فرق کو مٹا کر ہر ایک کو اپنے شانہ بشانہ لیکر چلتے رہے۔ ایمانی جذبہ اور فلاح آخرت کے ذوق میں امراء اور اغنیاء بھی اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا کر غریبوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ مکی دور نبوت میں داعی اعظمؐ اور داعیان حق غربت میں گھرے رہے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی مدنی دور بھی معاشی تنگیوں سے دوچار تھا۔ آپؐ کی سنت مبارکہ یہ تھی جو بھی فاضل آپؐ کے پاس رہ جاتا تھا وہ لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، نبی کریمؐ نے کوئی ملکیت اور جائیداد اپنے ترکے میں نہیں چھوڑی۔ آپؐ نے اپنے ترکے میں انسانیت کی فلاح کیلئے کتاب اللہ اور سنت رسول کو چھوڑا۔ آپؐ نے کبھی نہ دولت مندی، امارت اور سرمایہ داری کی کوئی خواہش کی، اور نہ اس کو کوئی خاص مقام اور علیحدہ اعلیٰ رتبہ عطا کیا۔ امیر و غریب سب یکساں ہیں جو اہل تقوی ہیں وہ ہی سب سے ممتاز و قابل احترام و اکرام ہیں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہیگا تو اللہ اس کی

ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کریگا تو اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔(صحیحین)

اللہ اپنے بندہ کی مدد اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ (ترمذی)

جب رسولؐ کے پاس کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو آپ صحابہؓ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو تو تمہیں بھی ثواب ملے گا۔ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ اگر کچھ اور نہ ہو سکے تو بے کس حاجت مند کی مدد ہی کیا کرو اور یہ بھی فرمایا کہ بھولے بھٹکے ہوئے اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے اور جو شخص راستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹادے۔خداوند تعالیٰ اسکے اس کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے۔(۲)

اسلام کے آغاز میں غلاموں اور غریبوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے تھے۔کمزور زیردستوں بندھوا مزدوروں،غلاموں باندیوں کی حفاظت اور حمایت کو آپؐ نے لازمی بنایا۔اسی لئے آپؐ کی دعوت پر جزیرۃ العرب کے رئیسوں اور مال داروں سے پہلے یہاں کے غلاموں اور کنیزوں نے لبیک کہا۔

زید بن حارثہؓ،خباب بن الارتؓ،بلال حبشیؓ،یاسر یمنیؓ،عمارؓ،صہیب رومیؓ،ابوفکیہؓ، عامر بن فہیرہؓ اور سالمؓ غلاموں میں اور لبینہؓ،زنیرہؓ،نہدیہؓ ام عبیسؓ اور سمیہؓ لونڈیوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔سب نے اسلام کی محبت میں مظالم برداشت کئے اور بڑی بڑی قربانیاں دیں اور بعض نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں دے کر شہادت پائی۔نبی کریمؐ نے غلاموں کی آزادی ،غریبوں کے ساتھ حسن سلوک کو اپنی تحریک کا لازمی حصہ بنالیا

---

۱) صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المومنین اور باب صدقہ
۲) ترمذی کتاب البر والصلۃ

تھا۔غریبوں کی مدد اور غلاموں کی آزادی کو بڑے ثواب کا کام قرار دیا۔مکہ کی مخالفانہ ماحول میں بھی حضرت خدیجہؓ،حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے اہل ثروت مسلمانوں نے بہت سے غلاموں کو کافروں سے خرید کر آزاد کرایا تھا۔حضرت حکیم بن حزامؓ نے جو فتح مکہؐ کے دن اسلام لائے اسلام کے بعد سو غلام آزاد کئے۔حضرت عائشہؓ نے صرف ایک قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے،حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک ہزار اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تین ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔رسول کریمؐ نے اپنے آقاؤں،مالکوں اور سیٹھوں کو رب یا مولیٰ کہنے اور غلام و نوکر کو عبد (بندہ) کہنے پر ہمیشہ کے لئے پابندی عائد کردی۔سرمایہ داروں مالکوں کی حد سے زیادہ اکرام و احترام اور غلاموں کے لئے ذلت کے الفاظ کا بھی خاتمہ کردیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ جن کو تم غلام کہتے ہو اسکو کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور اس پر اتنا کام کا بار نہ ڈالو کہ بھاری ہو جائے اور بھاری کام دے تو اس کے کام میں خود بھی شریک ہو کر اس کو مدد کرے، نبی کریمؐ کے اس حکم پر صحابہؓ نے اس طرح عمل کیا کہ ان کے غلاموں اور آقاؤں کے درمیان تمیز مشکل ہوگئی تھی۔ بے گھر غلاموں اور نوکروں کو آقاؤں اور مالکوں کا غلام بنا کر نہیں بلکہ ایک طرح سے گھر کا رکن اور ممبر بنا کر رکھا۔

غریب،فقیر،مسکین،غلام،امیر سرمایہ دار سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے۔"

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کریگا اور جو کسی نگہداشت پر آسانی کریگا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت

میں اس پر آسانی کریگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے ہر فرد اور گروہ کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ دولت مندوں اور عزت والوں کے ساتھ رعایت اور عام لوگوں کیساتھ سختی برتنے سے منع کیا اور فرمایا فیصلہ دولتمند کی خاطر نہ کرو اور نہ محتاج پر ترس کھاؤ فیصلہ ٹھیک ٹھیک کرو۔ اور کسی طاقتور کے دباؤ میں آ کر فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

نبی کریم ﷺ نے آپس میں بدگوئی و بدکلامی نفرت، حسد، نفاق، نفرت اور ایک دوسرے کو برے لفظوں اور تحقیر کے خطابوں سے پکارنے کی ممانعت کی ہے۔ مسلمان چاہے قوت اور طاقت کے غرور میں کمزور بے بس لوگوں سے نہ بدزبانی اور فحش کلامی کرے۔ پورا سماج امیر و غریب تمام غیر مہذب باتوں سے اجتناب کرے۔

نبی کریم ﷺ نے جو سنت پیش کی ہے کہ دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ذاتی ضرورت پر مقدم رکھا جائے خود بھوکا رہے اور دوسروں کو کھلائے، خود تکلیف اٹھائے اور دوسروں کو آرام پہنچائے۔ آپ ﷺ نے صحابہ اکرامؓ میں ایک دوسرے ضرورت مندوں اور حاجت رواؤں کے لئے ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا انصار کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ جب مہاجر بے خانماں ہو کر، اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آئے تو انصار نے انکو ہاتھوں ہاتھوں لیا۔ ہجرت کی وجہ سے جو مسلمان غریب ہو گئے تھے۔ تو نبی کریمؐ نے بنی نضیر کی زمین دو انصاریوں کے ماباقی ساری زمین مہاجروں میں تقسیم کر دی۔

بحرین جب فتح ہوا، تو نبی کریمؐ نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ میں اس کو انصار کی جاگیروں میں تقسیم کر دینا چاہتا ہوں۔ انصار نے کہا جب تک ہمارے مہاجر ساتھیوں کو بھی اتنا ہی نہ

ملے ہم کو یہ منظور نہیں۔

ایک مرتبہ ایک مسلمان خاتون نے اپنے ہاتھ سے ایک چادر بن کر نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کی آپ ﷺ نے ضرورت مند ہو کر اس کے تحفہ کو قبول کرلیا۔ اسی وقت ایک غریب مسلمان نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ یہ مجھے عنایت کردیجئے آپؐ نے اسی وقت اتار کر ان کے حوالے کردی۔ صحابہ نے ان کو ملامت کی اور کہا تم جانتے تھے کہ رسولؐ اللہ کو اس کی ضرورت تھی اور آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے تم نے کیوں مانگ لی! بولے ہاں میں نے تو برکت کے لئے لی ہے۔

ایک دفعہ ایک بھوکا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا بیت النبویؐ میں اس وقت پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ غربت کی وجہ سے گھر میں کوئی غذا نہ تھی آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص آج کی رات اس کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ تعالی اس پر رحم فرمائے گا۔ صحابی اس مہمان کو گھر لے کر گئے پوچھا گھر میں کچھ ہے۔ بیوی نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے۔ صحابی نے کہا بچوں کو چراغ بجھا کر سلا دو، اور ہم دونوں رات بھر بھوکے رہیں گے۔ البتہ مہمان پر ظاہر کریں گے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بھیجے گئے غریب اللہ کے مہمان ہیں پھر اس مہمان کو کھانا کھلایا۔ صبح کو رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی تمہارے اس حسن سلوک اور ایثار سے بہت خوش ہوا۔

خودداری اور عزت نفس کی نبی کریمؐ نے تعلیم دی ہے۔ زندگی کے ابتر حالات میں بھی انسان کو اپنی عزت نفس اور خودداری کی حفاظت کا طریقہ سکھایا ہے۔ جس میں خودداری نہیں ہوگی اسمیں نہ فکر کی بلندی ہوگی اور نظر اور بصارت، نہ اخلاق کی رفعت، نہ اسکی طرف لوگ متوجہ ہوں گے نہ کسی سماج میں اسکو وقار حاصل ہوگا۔ غربت و افلاس بے بسی مسکینی اور

لاچارگی و مجبوری میں بھی نبی کریمؐ نے خودداری کی تعلیم دی ہے۔ صحابہ اکرامؓ خودداری اور عزت نفس کے احساس سے معمور رہتے تھے اور فانی مادی باتوں کی خواہش میں پڑ کر اپنی اصلی حیثیت کو فراموش نہ کرتے تھے۔ چال، ڈھال، اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ملنے جلنے کھانے پینے اوڑھنے میں خودداری اور شریفانہ رکھ رکھاؤ کی قدم قدم پر حفاظت کرتے تھے۔

غریبوں اور بے حال لوگوں کو رسول ﷺ نے خودداری کے ساتھ سنجیدگی اور متانت آداب و سلیقہ بھی سکھایا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال الجھے ہوئے تھے تو فرمایا کہ کیا اس کے پاس بال کے سدھارنے کیلئے کنگھا نہیں ہے۔ ایک شخص کے کپڑے میلے دیکھے تو فرمایا کیا کپڑے دھونے کے لئے اس کو پانی میسر نہ تھا۔ ایک شخص نہایت ہی کم حیثیت کے معمولی کپڑے پہن کر آیا فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا اونٹ، بکری، گھوڑے تمام سب کچھ ہیں۔ ارشاد ہوا جب اللہ نے تم کو مال دیا ہے تو اللہ کے فضل اور احسان کا اثر تمہارے جسم سے بھی ظاہر ہونا چاہئے۔ ہمیشہ فقیروں کی حالت بنا کر اور تباہ کن حالت بنائے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ غریب مفلوک الحال خستہ معیشت کا سماج بگڑتا ہوا تنزل پذیر نمونہ نہ بن جائے۔

نبی کریم ﷺ لوگوں کی ضرورتوں اور حوائج کا اس قدر خیال فرماتے تھے کہ ایک مخبوط الحواس عورت آئی اور کہا مجھے آپ ﷺ سے ایک ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے کام کیلئے جس گلی میں لے چلو میں چلنے کیلئے تیار ہوں۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ گئے اور اس کے کام کو انجام دیا۔ ضرورت مندوں کی مدد اور خدمت سے کبھی پیچھے نہیں ہٹا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے غربت میں بھی اعلیٰ معیاری اقدار کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک بدّو نے اونٹ کا گوشت فروخت کیا تھا۔ آپ ﷺ اس خیال سے کہ گھر پر چھوارے ہیں گوشت لے کر گھر پہنچے تو پتہ چلا کہ چھوارے نہیں پھر آپ نے دوبارہ اس بدّو کو گوشت واپس لے لینے کو کہا۔ اس پر بدّو واویلا مچانے لگا کہ میں نے چھوارے کے بدلے گوشت فروخت کیا تھا مجھے چھوارے ہی چاہیے۔ پھر نبی کریم ﷺ گوشت کو ایک انصاریہ کے پاس بھجوادیا تاکہ چھوارے دلوا کر بدّو کا سودا پورا کرادیا جائے۔ بدّو چھوارے لیکر نبی کریمؐ کے حسن معاملے سے بے حد متاثر ہوا اور کہا کہ محمد! اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے قیمت پوری دی اور اچھی دی۔ یہ ہے نبی کریم ﷺ کا غربت میں یہ اسوۂ حسنہ۔

ایک دن ایک بدّو آیا اور رسول اللہ ﷺ پر اس کا کچھ قرض تھا۔ بدّو نے نہایت سختی سے گفتگو شروع کی۔ صحابہؓ نے اس کی گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا کہ تجھے خبر ہے تو کس سے گفتگو کر رہا ہے۔ بولا میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ رسول ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہئے کیونکہ اس کا حق ہے، اس کے بعد قرض ادا کرنے کا حکم دیا اور اس کو اس کے حق سے زیادہ دلوادیا۔

غربت اور مسکینی کے باوجود معاملات کو غربت سے خلط ملط نہیں ہونے دیا بلکہ معاملات کو ٹھیک ٹھیک رکھنے کی تعلیم دی اور غربت و مسکینی کے نام پر معاملات بگاڑنے سے سختی سے منع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ غربت میں وہی ہوتا تھا جو عام حالات میں ہوا کرتا تھا آپؐ نے شدید غربت میں اخلاق حسنہ حقوق و فرائض فضائل اخلاق آداب طریقے اور اسلوب کو برقرار رکھا انسان کے اعلیٰ اقدار اور معیار سنجیدگی وقار کو ہر حال میں بلند و بالا

رکھا۔ غربت کے مصائب کو صبر توکل خود اعتمادی کے ذریعہ کنٹرول میں رکھنے کی تربیت دی۔ پیٹوں پر پتھر باندھ کر ایمانی قوت عزم و حوصلہ کے ذریعہ دنیا کی عظیم قوت بن گئے۔ نصب العین کے حصول میں غربت کوئی رکاوٹ نہیں بن سکی۔

نبی کریم ﷺ غریبوں، مجبوروں بے کسوں، محتاجوں کے ہمدرد و محسن خادم بنے رہنے کی سنت ملت اسلامیہ کیلئے چھوڑ گئے۔ یہ ملت کا فریضہ ہے کہ غربت کے خاتمہ کیلئے اسوۂ حسنہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں۔

□☆□

اس مضمون کی تیاری میں سیرت النبی جلد ششم سے مدد لی گئی۔

غریبوں اور امیروں کی
قابلِ اصلاح کمزوریاں

کبائر سے اجتناب

غرباء ومساکین کے لئے بھی !

حلت وحرمت کے احکام طبقات اور درجوں، سماجی رتبوں کے اعتبار سے نہیں دیئے گئے۔ بلکہ سماج کا ہر طبقہ چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو یا متوسط وعام ہو ہر ایک کے لئے حرام اور حلال کے معیار ایک ہی ہیں۔ متقی زادے یا امیر زادے کیلئے ایک اور غریب وعام فرد کے لئے دوسرا نہیں ہے۔

کوئی مسلمان کسی بھی حرام کاموں میں ہرگز ملوث نہیں ہوسکتا۔ صرف ایمان کی کمزوری کی وجہ سے حرام کاموں کی طرف راغب ہوسکتا ہے۔ قرآن نے سماج کے طبقوں کے اعتبار سے حرام وحلال کا آئین نہیں دیا بلکہ تمام لوگوں امیر وغریب عورت ومرد جوان و بوڑھے ہر ایک کیلئے ایک ہی قاعدہ ایک ہی حکم نازل ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ غریب ومسکین لوگوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو حرام کے معاملے میں سختی سے اجتناب کرتے ہیں لیکن مشاہدات میں یہ بات کھل کر سامنے آئیگی کہ غریب بستیوں کی آبادی ایمانی کمزوریوں اور حرام کاریوں میں مبتلا رہتی۔ ہے جس کا انکار کرنا مشکل ہے۔

اللہ تعالی نے حرام گوشت کھانے، زنا، چوری، شراب جوا اور قتل ناحق کو مسلمانوں کے

لئے حرام قرار دیا ہے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے قران کریم میں بار بار اس سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی اور اس پر دنیا و آخرت میں سخت سزائیں رکھی گئی ہیں۔

شراب، جوا، زنا متوسط طبقے کے مقابلے امیر و غریب دونوں طبقوں میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے، رہا دوسرے حرام کام جیسے چوری حرام گوشت قتل ناحق، خودکشی کا Ratio غریب مسلمانوں میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے ہوسکتا ہے کئی غریب بستیاں انتہائی نیک صالح بھی ہوں۔ یہاں ان ہی غریب بستیوں کے متعلق بحث کی جارہی ہے جو حرام میں ملوث ہیں یا ہونے کے خدشات شدید طور پر لاحق ہوں۔

دولت مند، مال دار لوگوں میں عیش وعشرت کا رجحان بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ کسی حرام کام میں پھنس جانے کا خدشہ لگا رہتا ہے اسی طرح متوسط اور غریب طبقے میں بھی امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ آسانی اور شدید تنگی میں حرام اور ذنوب کی طرف رغبت انکی ایمانی اور فطری کمزوریوں کی بنیاد پر ہوتی ہے لیکن حالات ماحول ذرائع اور قربت کی وجہ سے حرام کام روزانہ کا معمول بن جاتا ہے اور فسق اور فجور اس کا عادی بن جاتا ہے۔

غریب بستیوں میں حرام کام کھلے عام دیکھے جاسکتے ہیں یہ بات ایک حقیقت ہیکہ ان کی زندگیوں میں بے شمار حرام باتیں روزانہ کا معمول اور عادت بن چکی ہیں کوئی اس لئے حرام میں مبتلا نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ غریب ہے یا کوئی داعی، اور مصلح انہیں اس لئے اصلاح کے عمل سے دور نہیں رکھ سکتا ہے کیونکہ غریب لوگ اپنی اصلاح میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اس قسم کی سوچ قرآنی فکر کے خلاف ہے ہر کوئی جو مسلمان ہے اسے حرام باتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اور تمام لوگوں کو نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔

شراب اور جوا

- يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِنَّمَا الخَمرُ وَ المَيسِرُ وَ الاَنصَابُ وَ الاَزلَامُ رِجسٌ مِّن عَمَلِ الشَّيطٰنِ فَاجتَنِبُوهُ لَعَلَّكُم تُفلِحُونَ

(سورہ المائدہ 90)

"اے مومنو! شراب جوا اور استانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

شراب اور جوا ایسی تباہ کن حرام عادت ہے جس سے شرابی کے گھر خاندان کی بنیادیں ہل جاتی ہیں بڑی ہی مشکل سے مزدوری اور کام ملتا ہے معصوم بچے عورتیں کھانے کے لئے ترستے ہیں باپ، بیٹا، اور گھر کے مرد شراب کے اس بری طرح عادی ہوتے ہیں کہ انہیں دنیا میں کچھ نظر نہیں آتا مست کرنے والی شراب بے شمار جگر، معدہ اور پھیپھڑے کے مہلک امراض میں مبتلا کر دیتی ہے۔

عورتوں اور معصوم بچیوں کی محنت مزدوری پر بھی رحم نہیں کھاتا بلکہ شراب پی کر بچے کچے چند روپیوں پر ہی جوا کھیلتا ہے ان میں کی اکثریت اوسط عمر پانے سے پہلے موت کا شکار ہو جاتی ہے۔

آج غریب مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی بڑی وجہ و سبب شراب اور جوا ہے یہ دعوت الی اللہ اور خدمت فی سبیل اللہ کا کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ ان غریب مسلمانوں میں اصلاح کا کام کریں اور شراب جوا نشہ آور چیزوں کو ان سے چھڑا کر رہیں۔

زنا

- وَلَا تَقرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيلًا

"اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو حقیقت یہ ہے کہ وہ سراسر بے حیائی ہے
اور بدترین راستہ ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل 32)

اللہ تعالی نے زنا کو ہر مسلمان پر حرام قرار دیا ہے۔ اس سے اجتناب کرنا فرض ہے غریب مسلم بستیوں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرد عورتیں سب قریب قریب مل جل کر رہتے ہیں اس میں ناجائز تعلقات قائم ہوجاتے ہیں۔ زنا کی حرمت کا ہرگز خیال نہیں رکھا جاتا ۔رشتوں اور غیر محرموں میں فرق مٹادیا جاتا ہے۔ ہر کوئی ہر ایک کا رشتہ دار ہر کوئی ہر ایک کے گھریلو معاملات میں دخیل ہوتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے بے لگام تعلقات سے ہماری غریب بستیوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ تمام حرام تعلقات کو کاٹ کر حلال جائز رشتوں کو قائم کرنا اور استوار کرنا اولین فرض ہے تعلقات و روابط کا دائرہ اتنا وسیع نہ کرلیا جائے جس سے زنا کے خدشات بڑھ جائیں۔

چوری

چوری اسلام میں حرام ہے۔ اللہ تعالی نے چوری کرنے والوں کو سخت سزا دینے کا حکم فرمایا ہے:

وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا
نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورہ المائدہ 38)

"اور چوری کرنے والا مرد اور عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ
ان کے کئے ہوئے جرم کا بدلہ ہے اور خدا کی طرف سے عبرتناک سزاء
اور خدا غالب و حکمت والا ہے۔"

مسلم سماج چاہے کتنی ہی غربت، افلاس، بھوک، فاقہ کشی کا شکار نہ ہوجائے چوری

کی اجازت کسی فرد کو نہیں دی گئی ہے۔ چوری ڈاکہ زنی کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

معاشی طور پر کمزور غریب افراد زیادہ تر چوری میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ چوری کے الزام میں جتنے لوگ پکڑے جاتے ہیں یا جیلوں میں ہیں ان میں کی اکثریت غریب مفلوک الحال لوگوں کی ہے۔

انہیں چوری اور حرام کام سے باز رکھا اور چھٹکارہ یقیناً دلایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے مسلسل اصلاحی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ سخت مشقت کا عادی بنانا ہر اہل خیر کی ذمہ داری ہے۔

حرام گوشت

اللہ تعالیٰ نے مردار کا گوشت، سور کا گوشت اور بہتا ہوا خون مسلمانوں کیلئے حرام قرار دے دیا ہے۔

- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (سورہ المائدہ 3)

  ''تم پر حرام کیا گیا مردار خون سور کا گوشت وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو اور جو گلا گھٹ کر مر جائے اور جو ٹکر کھا کر مر جائے اور وہ بلندی سے گر کر مر جائے اور وہ بھی حرام ہے جسے درندے پھاڑ کر کھا جائیں۔ سوائے اس کے جس کو تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح نہ کیا گیا ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے حرام کردیا ہے

- مردار کا گوشت
- بہتا ہوا خون
- گلا گھٹ کر یا پھانسی سے مرجائے
- ٹکر کھا کر مرجائے
- بلندی سے گر کر مرجائے
- جسے درندہ پھاڑ کر کھا جائے
- اور جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو
- سور کا گوشت
- وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

غریب بستیوں میں اکثر ایسا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے جو مردہ ہوتا ہے۔ غریبوں کی قوت خرید کے لحاظ سے پولٹری فارم کی مری ہوئی مرغیاں، کبھی مرے ہوئے اور ذبیحہ بکرے گائے بھینس کا گوشت ملا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ معلوم ہونے کے باوجود انتہائی غریب فاقہ کرنے والے لوگ اسے لیکر استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ سستے داموں پر دستیاب ہوتا ہے۔ غریب مسکین حضرات کو اس جانب توجہ دلانا ضروری ہے تاکہ وہ حرام گوشت کو ہرگز نہ کھائیں غریب و مسکین لوگوں کیلئے وہ تمام باتیں حرام ہیں جو اللہ نے تمام مسلمانوں کیلئے حرام رکھی ہیں۔ غربت کے نام پر اپنے آپ کو آزاد رکھنا یا ملت کے مصلحین وزعماء کی کوئی توجہ نہیں ہونا محض اس لئے کہ یہ فقیر لوگ ہیں یہ تصور کرنا کہ "اسلام تو سماج کے تعلیم یافتہ باشعور خوشحال لوگوں سے قائم ہے اور یہ سماج کا حصہ ہم پر ایک بار اور وبال ہے" صحیح نہیں ہے۔ یہ ملت اسلامیہ کا اٹوٹ حصہ ہے انکا ہر طرح سے لحاظ اور خیال رکھا جائے انکی اصلاح کی طرف اولین توجہ دی جائے۔

قتل ناحق

قتل ناحق کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ہر ذی نفس کی جان اللہ کی امانت ہے

اسلام نے مخصوص صورتوں میں قتل کی اجازت دی ہے۔ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کا قتل جاہلیت، ظلم و بربریت کا نتیجہ ہے۔

عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ غریب نو جوان کو نوکری اور ملازمت نہیں ملتی اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے بعض نوجوان قتل کا کنٹرکٹ (Contract Murder) حاصل کرتے ہیں۔ایک دوسرے سے انتقام لینے یا راستے میں حائل لوگوں کا قتل بہ آسانی ان غریب نو جوانوں کے ہاتھوں کروایا جاتا ہے۔مسلم غریب بستیوں کے نوجوانوں میں بعض جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور بعض Bail پر آ کر قتل کر جاتے ہیں اور بعض طویل سزائیں کاٹتے ہیں جیل کو آنا جانا رات دن کا محبوب مشغلہ ہے۔

- وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَ اَعَدَّلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (سورہ النساء 93)

  ”اور جو شخص مسلمان کو قصداً قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا۔خدا اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا ہی زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

- وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل 33)

  ”اور نفس کو قتل نہ کرو جس کو اللہ حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ

خودکشی کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔غربت افلاس، پریشانیوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنفُسَكُم (سورہ النساء 29)

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے قتل ناحق اور خودکشی کو حرام قرار دیا ہے انسان شدید ترین دشمنی اور انتقام کی آگ میں ناحق کسی ذی نفس کا نہ قتل کرے اور نہ ہی پریشانیوں و مصائب سے تنگ آکر صبر کا دامن چھوڑ کر خودکشی کر لے۔ غریب، معاشی طور پر بدحال لوگ بھی اپنی زندگی میں بھی کوئی اسلامی حکم حلال و حرام کو نافذ نہیں کرنا چاہتے۔ یہ اپنی پسند ناپسند ضرورت شوق کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان میں کی اکثریت محتاط نہیں ہوتی جس کی وجہ اسلام کے بنیادی تعلیمات سے فرار اختیار کرنے والوں کو پابند شریعت بنانا اور اصلاح کے لئے انہیں ابھارنا بڑے نیک کاموں میں سے ایک ہے۔

□☆□

غریب اپنی کمزوریوں پر توجہ دیں

سحر جادو اور توہم پرستی

غریب لوگوں میں سحر جادو توہم پرستی آج بھی عام پائی جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جتنی بداعتقادیاں تھیں کم وبیش وہی مسلمانوں کے غریب طبقے میں داخل ہوگئیں ہیں اور یہ مختلف صورتوں میں آج بھی ہمارے درمیان پائی جاتی ہیں ۔توہم پرستوں کے یہاں شواہد اور عقلی دلائل کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بلکہ دنیا کے ظاہر مادی فوائد اور جانی مالی خیر و برکت مطلوب ہوتی ہے اتفاقی حادثات، آفات ارضی وسماوی، کسی خاص پرندہ کا مرنا، کتے کا بھونکنا، کوے کا خاص وقت پر پکارنا، بلی کا جانا، کالے اور لال چونٹیوں کا نکلنے کو شگون، خوشخبری اور بربادی سے جوڑلیا جاتا ہے۔ بیماری مصائب وآلام سے چھٹکارے کے لئے کاہنوں، ٹونکے کرنے والوں اور جاہل عاملوں سے رجوع ہوتے ہیں خواہ وہ شرک یا بت پرستی کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ عاملوں اور بھان متی کے ذریعہ بیماری اور زندگی کے مصائب کے علاج معالجہ کا پختہ یقین اب بھی پایا جاتا ہے جھاڑ پھونک کرنے والے بھولے بھالے غریب مسلمانوں کو اپنے فریب میں پھانستے رہتے ہیں۔

- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهِ (سورہ الحج 11)

"اور بعض لوگ وہ ہیں جو خدا کی بندگی کنارہ کھڑے ہوکر کرتے ہیں (یعنی

دل سے نہیں کرتے) اگر ان کو فائدہ پہنچا تو ان کو اطمینان ہو جاتا ہے
لیکن اگر مبتلائے مصیبت ہوئے تو فوراً وہ برگشتہ ہو جاتے ہیں۔"

ایک جانب دیوی دیوتاؤں اور جنات سے کام لینے والے عاملوں پنڈتوں کا چرچا ہوتا ہے دوسری جانب کسی چور، قاتل، جانی دشمن، مفقود الخبر کا پتہ چلانے کیلئے عجیب و غریب من گھڑت حرکتیں اور کرتوت کئے جاتے ہیں۔ جس جانب من مانی دماغ چلا گیا تو وہ ہی چور، قاتل دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ حقیقت، دلائل شواہد کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ابتداء سے انتہا تک اوہام پرستی کا راج ہوتا ہے اس میں غریب بستیوں کی خواتین بڑے پیمانے پر ملوث ہیں۔ اللہ کے سواء جن غیبی طاقتوں یعنی سحر وعلم الغیب وشیاطین، ارواح خبیثہ اور اس طرح کی دوسری جھوٹی قوتوں کی غیبی قدرت وتصرف کا اعتقاد سراسر گمراہی ہے۔ ارواح خبیثہ سے بچنے کیلئے نذر چڑھائی جاتی ہے قربانی دی جاتی ہے تعویذ، گنڈے پلیتے، ٹونے ٹوٹکے، دھاگے باندھنا، گھروں میں حصار بندی کیلئے کیلے ٹھوکنا، پانی چھڑکنا، اور اسی طرح کے جن اعمال، اقوال، اذکار میں کسی غیر اللہ سے غیبی مدد یا جس میں کلمہ شرک ہو یہ تمام اعمال کفر قرار پاتے ہیں۔ اس قسم کے کافرانہ باطل فاسد خیالات سے اجتناب کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو دعاء سکھائی فسیکفیکم اللہ پس اللہ ہی کافی ہے۔

- اِيَّاكَ نَعْبُدُو وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ　　(سورہ فاتحہ)

  "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔"

  سحر جادو ٹوٹکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى • اِنَّهٗ مَن يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى　　(سورہ طہ 74-73)

"بے شک ہم ایمان لائے اپنے رب پر کہ وہ بخش دے اور اس کے بارے میں جو تو نے ہمیں جادو سے مجبور کیا اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ بیشک وہ جو اپنے رب کے سامنے آیا مجرم بن کر تو بیشک اس کے لئے جہنم ہے نہ وہ اس میں مرے گا، اور نہ جئے گا۔"

"ابوداؤد میں ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول ﷺ ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے منتر ہمارے سامنے پیش کرو اگر ان میں شرک کی کوئی بات نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں"

ایک صحابی نے ایک بیمار پاگل پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ اچھا ہوگیا اس نے ان کو انعام دیا۔ انہوں نے آکر رسول ﷺ سے واقعہ عرض کیا فرمایا میری عمر کی قسم! ہر جھاڑ پھونک باطل ہے۔

"بے شک جھاڑ پھونک گنڈے اور میاں بیوی کو چھڑانے کے تعویز شرک ہے۔"

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

ان ہی صحابی کے گھر میں ایک بڑھیا آیا کرتی تھی گھر والوں نے اس سے کسی بیماری کا کوئی ٹوٹکا کرایا ایک دھاگہ پڑھ کر اس نے باندھ دیا تھا۔ وہ گھر آئے تو اس دھاگے پر ان کی نظر پڑی انھوں نے ہاتھ بڑھایا اور اس کو توڑ کر پھینک دیا پھر فرمایا کہ عبداللہ کا خاندان شرک کی باتوں سے مستغنی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جھاڑ پھونک، گنڈے اور میاں بیوی کو لڑانے و چھڑانے کے تعویز شرک ہیں۔

بعض صحابہ نے مکار جادوگروں کے قلع قمع کے لئے ان کے قتل کا حکم دیا تا کہ انسانوں کے دلوں میں انکا جو خوف و ہراس بیٹھا ہوا ہے وہ دور ہو اور ان کے اس عاجزانہ قتل ہونے سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں کوئی غیر معمولی طاقت نہیں وہ بالکل بے بس ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا علم توڑ دیا اور اعلان فرمایا:

نہ چھوت ہے نہ بدفالی ہے نہ پیٹ میں بھوک کا سانپ ہے نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ)

ایک اور صحابی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"پرندوں کی بولی سے فال لینا ان کے اُڑانے سے فال لینا اور کنکری
پھینک کر یا خط کھینچ کر جال بنانا شیطانی کام ہے۔"

ایسے تمام حضرات جو جھاڑ پھونک اور عملیات کے ذریعہ مصائب و آلام سے نکلنا چاہتے ہیں یا علاج و معالجہ کرواتے ہیں انہیں اپنے عقیدہ کی ایمان کامل کی بنیادوں پر تعمیر نو کرنا چاہئے۔ اعتقادات کی اصل تمام تر بنیادیں خالق ہے مخلوق نہیں۔ وہ ہی مقتدر، محافظ، مربی اور مالک و ھالک کل شئی ہے۔ یہ ایمان کی کمزوری ہے کہ مسلمان معبود کو چھوڑ کر عبد پر انحصار کرے۔ حلُّ المشکلات مصائب اور آلام میں راحت دینے میں صرف اور صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہے۔

خیانت

- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا أَمَـٰنَـٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (سورہ انفال 27)

سیرت النبی جلد چہارم بحوالہ ابوداؤد ابن ماجہ (صفحہ 228)

"ایمان والو! جانتے بوجھتے اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہو۔"

- وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (سورہ آل عمران 161)

"اور جو خیانت کرے گا تو اپنی خیانت سمیت قیامت میں حاضر ہو جائے گا۔"

معاشی تنگی اور مال کی حرص وطمع میں کوئی بھی شخص خیانت کر سکتا ہے۔ اہل ایمان کو امانت داری کی تعلیم دی گئی ہے۔ غریب لوگوں کے پاس جن افراد کی بھی امانتیں ہوں انکی حفاظت کریں اور قول، مال، علم و معلومات میں خیانت نہ کریں۔

وعدہ خلافی

غربت میں حالات سخت مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ کوئی امید اور کوئی توقع صحیح وقت پر ہونے نہیں پاتی بے بسی میں وعدہ کو پورا کرنا محال ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وعدہ خلافی کی عام سی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایسے وعدوں سے اجتناب کیا جائے جو پورے کیے جا ہی نہیں سکتے۔ غربت کی وجہ سے رقمی معاملات میں سب سے زیادہ وعدہ خلافیاں ہوتی ہیں۔ وعدہ کے مطابق قرضے واپس لوٹنے سے قاصر رہتے ہیں یا رقومات کا غبن کرنے والے بھی کبھی وعدہ پورا نہیں کرتے۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (سورہ التوبہ 77)

"نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نفاق کا روگ ہو گیا

رقم کیلئے دن میں جھوٹ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے متعلق فرمایا:

- وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (سورہ الحج 30)

  ''اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔''

- اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ (سورہ النور 7)

  ''اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔''

- تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ یُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ وَ اَکۡثَرُہُمۡ کٰذِبُوۡنَ (سورہ شعراء 11)

  ''شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر، لا ڈالتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں۔''

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ (سورہ زمر: 1)

  ''بیشک اللہ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے احسان نہیں مانتا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جھوٹ، گناہ (ذنوب) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ ذوق میں اور بولتے بولتے آدمی اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔[1]

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جنت میں لے جانے والا کام کیا ہے۔ فرمایا سچ بولنا جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کا کام کرتا ہے اور وہ ایمان سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولنا جب

---

1 صحیح بخاری کتاب الادب

رقم کیلئے دن میں جھوٹ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے جھوٹ کے متعلق فرمایا:

- وَ اجتَنِبُوا قَولَ الزُّورِ　　(سورہ الحج 30)

"اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔"

- اَنَّ لَعنَتَ اللّٰہِ عَلَیہِ اِن کَانَ مِنَ الکٰذِبِینَ　　(سورہ النور 7)

"اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔"

- تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیمٍ یُّلقُونَ السَّمعَ وَ اَکثَرُھُم کٰذِبُونَ　　(سورہ شعراء 11)

"شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر، لاڈالتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں۔"

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھدِی مَن ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ　　(سورہ زمر: 1)

"بیشک اللہ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے احسان نہیں مانتا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جھوٹ، گناہ (ذنوب) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ ذوق میں اور بولتے بولتے آدمی اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔[1]

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جنت میں لے جانے والا کام کیا ہے۔ فرمایا سچ بولنا جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کا کام کرتا ہے اور وہ ایمان سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولنا جب

---

1. صحیح بخاری کتاب الادب

بندہ جھوٹ بولے گا تو گناہ کے کام کرے گا تو کفر کرے گا اور جو کفر کرے گا دوزخ میں جائے گا۔[1]

نبی کریمؐ کے اقوال سے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ برائی کی وسعت اتنی ہے کہ یہ کفر تک پہنچا سکتی ہے جس سے زیادہ بری چیز کوئی دوسری نہیں اور جس کے لئے نجات کا ہر راستہ آخرت میں بند ہو جائے گا۔

تجسس اور غیبت نہ کرو

عام طور پر چوراہوں گلی کے نکڑوں، چائے خانوں، بھٹیار خانوں، ٹھیلہ بنڈیوں پر غریب محنت کش لوگ ہمیشہ جمع رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے ہوتے ہیں اور کرید کرید کر ایک دوسرے کے عیب نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مومن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے برادر اسلام کی کمزوریاں تلاش کرتا رہے اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی غیبت کرنا ان کا روزانہ کا معمول بن جاتا ہے۔ مجلس "غیبت اور بہتان" جمائے رکھنا اس طرح ہے جیسے مرے ہوئے بھائی کا اجتماعی طور پر گوشت کھانا۔

- وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ (سورہ الحجرات 12)

  "اور کسی کے تجسس میں نہ لگے رہو ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تم ضرور نفرت کرو گے۔"

- هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (سورہ القلم 1)

---

[1] مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۷۶

''لوگوں پر آوازیں کسنے اور چغلیاں کرنے والا ہے۔''

- وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ　　(سورہ ہمزہ 1)

''ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا اور (ان پر) آوازیں کستا ہے اس کی بھی بڑی تباہی ہے۔''

ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کریں۔ کہا گیا اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں تو فرمایا اگر عیب اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔
(ابو داؤد کتاب الادب فی الغیبہ)

غریب سوسائٹی میں چال، جھگی، جھونپڑی کے سامنے صبح وشام جمع ہو کر مرد و خواتین بے محار باتیں کرتیں ہیں اور گپ شپ کا محور تجسس تحقیر، استکبار اور غیبت ہوتا ہے۔ اس سے اجتناب کرنا ہر مومن کا فریضہ ہے۔

بے حیائی کے کام

مومن کو اللہ نے بے حیائی اور فواحش سے بچنے اور اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ غریب بستیوں میں رہائش کی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ مکانوں کے کھلے عام ہونے کی وجہ سے مرد عورتیں لڑکے، لڑکیاں سب مل جل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط رہنے کی وجہ سے بے حیائی وفحش میں مبتلا ہونے کا قوی امکان رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ

وَ البغىَ بِغيرِ الحَقِ (سورہ الاعراف 33)

''اے رسول ﷺ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو صرف یہ چیزیں حرام کی ہیں بے حیائی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے گناہ بغاوت، اور ناحق ہے۔''

عصر حاضر میں حیاء اور بے حیائی کے اصول باطل کی جانب سے پلٹ دیے گئے ہیں ایسے بے شمار اعمال واقوال گانے اور رقص بے حیائی کے کاموں میں شامل ہے۔ الکٹرانک میڈیا، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ، انٹرنٹ جیسے تفریحی آلات ہمارے سماج کے ہر طبقے میں بے حیائی کو عروج پر لے جانے کے اہم ذریعے ہیں۔ ان تمام ذرائعوں سے اجتناب کرنا اور دور رہنا ضروری ہے۔

گواہی چھپانا

- وَلَا تَكْتُمُو الشَّهَادَةَ وَ مَن يَّكْتُمهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعمَلُونَ عَلِيمٌ (سورہ بقرہ 283)

''اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے یقیناً اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

زندگی کے معاملات میں عدل و انصاف کے لئے گواہی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ گواہی حقدار کو حق دلوانے ظالم کو ظلم سے روکنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ گواہی کو چھپانا اللہ کو سخت ناپسند ہے اور اسلامی نظام عدلیہ کے اصولوں کے مغائر ہے۔

زندگی کے کئی امور میں غریب حضرات گواہ ہوتے ہیں جب معاملہ کسی کے خلاف سخت فیصلہ اور سزاء کا ہوتا ہے تو یہ لوگ گواہی کو خوف ولالچ میں چھپاتے ہیں۔ اور گواہی چھپانے

کیلئے اچھی خاصی رقم وصول کی جاتی ہے۔ گواہی چھپانا مومن کے لئے سزاوار نہیں ہے اور نہ ہی ایک مومن بھی گواہی دینے میں کترائے۔

مال دار اپنی کمزوریوں پر توجہ دیں

مال واروں خوشحال لوگوں میں دولت کی فراوانی کی وجہ سے اکثر مخصوص برائیاں اور کمزوریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ سرمایہ اور مال کی موجودگی چاہے طویل عرصہ سے نسل در نسل ملتی رہے یا اچانک دولت کی ریل پیل ہوجائے ہر دو صورتوں میں عام طور سے مزاج، تعلقات لین دین شب وروز کی نجی مصروفیات میں خاصی تبدیلی آجاتی ہے۔ تکبرانہ لہجہ، آمرانہ انداز، مدلل باتوں کو سنی ان سنی کردینا اپنی بے بنیاد باتوں کو مسلط کرنا، بڑوں سے بدتمیزی چھوٹوں پر زور زبردستی، غریب عزیز اقارب سے دوری، اہل علم اور اہل دین کا عدم اکرام وتوقیر اور مہمانوں کی عزت خاطر تواضع میں لاپرواہی غرباء ومساکین سے یکسر دوری اور نفرت فقراء سے جھڑک جھڑک کر بات کرنا۔ اپنی نجی دعوتوں اور گھریلو مجالس سے محتاج نادار مفلوک الحال لوگوں کو دور رکھنے سے کئی کمزوریاں اور برائیاں پیدا ہوجاتی جس سے بچنے اور اجتناب کرنے کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔

غرور وتکبر

یہ انسان کی کمزوری ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ اسے کوئی نعمت سے نوازتا ہے وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اکڑ کر بات کرنا اکڑ کر چلنا، بات بات پر پیسہ اور دولت کا زعم جتانا، اپنی خودی کو ہواؤں کے رخ پر اڑاتے رہنا بلند و بالا ظاہر کرنا، اپنی صلاحیتوں، تونگری اور قوت، خوبصورتی، فنی مہارت، علمی دولت پر ناز اور غرور کرنا جیسی عام برائیاں اور کمزوریاں مال داروں اور سرمایہ داروں میں پیدا ہوجاتی ہیں۔

غرور وتکبر ایک ایسی برائی اور گھناونا گناہ ہے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ نے سخت وعیدیں بار بار نازل فرمائیں۔ اللہ کو شرک کے بعد اگر کوئی سخت ناپسند بات ہے تو وہ بندہ کا غرور وتکبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

- وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ　(سورہ لقمٰن 18)

  "اور لوگوں سے منہ ٹیڑھا نہ کرو، اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو، یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والے اور خود پسند ہوں۔"

- وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا　(سورہ بنی اسرائیل 37)

  "زمین پر اکڑ کر نہ چلو تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔"

- فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ　(سورہ لقمٰن 33)

  "تو تم کو دنیا کی زندگی غرور (دھوکے) میں نہ ڈال دے اور کہیں دھوکہ دینے والا غرور (دھوکے) میں نہ ڈال دے۔"

- وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ　(سورہ الحدید 23)

''اور نہ تم خوش ہو اس پر جو اس نے تمہیں دیا اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر ایک اترانے والا فخر کرنے والا کو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مغرور حکمرانوں اور اقوام کے سلسلے میں تفصیلی واقعات بیان کئے ہیں اور پھر بطور عبرت اور درس کے انکے غرور وتکبر کا انجام بیان کیا انسان دنیا میں آخر کس بات پر غرور کرے وہ اپنی پیدائش سے پہلے کے مراحل اور پھر سکرات اور موت کے مراحل پر غور کرلے کہ آخر اسکا وجود کس چیز سے ہوا اور وہ دنیا میں ساتھ کیا لے آیا تھا۔ پھر چند روزہ زندگی کے بعد مرتے وقت ساتھ کیا لے جائے گا اگر وہ بادشاہ عالم بھی ہو یا Science & Technology کا علامہ دہر ہو موت کی آغوش میں جاتے ہی کچرہ کی طرح مٹی میں ملا دیا جاتا ہے۔

مومنوں کو غرور جیسی خوفناک برائی سے بچنا ضروری ہے۔ خاندان اور مال دار سوسائٹی کے نوجوان بچے، عورتیں، مرد، سب اس برائی کی اصلاح کریں اور ایک تواضع وانکساری غرور وتکبر سے پاک محبت، خلوص والفت والی سوسائٹی کو بنانے کی کوشش کریں۔

خودستائی

اغنیاء اور دولت مند لوگوں میں ایک اور عام برائی پائی جاتی ہے وہ ہے خودستائی اور اپنی تعریفیں آپ کرنا۔ اپنے آباواجداد کے کارناموں کے جھوٹے قصے انکی سخاوت، شجاعت بہادری، علم وہنر کے گن گاتے رہنا۔ پھر اپنی گزری ہوئی زندگی کی مختصر تاریخ کو تاریخ الذہبی بنا بنا کر پیش کرنا۔ جو کام زندگی میں نہیں کئے وہ اپنے سر لینا دولت مندوں کی عام کمزوری ہوتی ہے ان کمزوریوں کو دور کرنا اور اس گناہ سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ اَتَوْاوَّ يُحِبُّونَ اَن يُّحْمَدُوا

- بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ　　(سورہ آل عمران 188)

"جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے کاموں پر ان کی تعریف کی جائے جو فی الواقع انہوں نے نہیں کئے ہیں در حقیقت ان کے لئے دردناک سزا ہے۔"

- فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ　　(سورہ النجم 32)

"اپنی پاکبازی نہ جتاؤ وہ خوب واقف ہے کہ کون پرہیزگار ہے۔"

اللہ کو یہ سخت ناپسند ہے کہ انسان ایسے کاموں کو اپنے سر لے جو اس نے نہیں کئے ہیں۔ جہاں اُسے اللہ نے کچھ دولت سے نوازا روزانہ باضابطہ طور پر اپنی مجلس شبانہ جمائے رکھنے کا م شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں چند حواریاں جمع ہو کر بڑے صاحب کی جھوٹی تعریفیں انکی خاطر مدارات اور انکی شخصی باتیں خوب بولی اور سنی جاتیں ہیں ایسی مجالس پر اللہ کی رحمت نہیں ہوتی جس میں لگا تار صرف انسانوں کی تعریفوں کا معمول ہو۔ تعریف تو اللہ کی ہونی چاہئے شکر اور شکریہ اللہ کا بجالانا چاہیے اور انسان خودستائی کرنے کے بجائے اللہ سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے دعاء کرے۔

بخل

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مال دار بنایا ہے وہ مال کو رکھنے خرچ کرنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے کے معاملے میں کئی غلطیوں اور خرابیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صحیح خطوط پر کمائے ہوئے مال کو خرچ کرنا نہیں جانتے اس میں مال داروں میں مال سے محبت کا رجحان جب بڑھ جاتا ہے تو بخل سے کام لیتے ہیں بخل انفاق تو کل اور تعاون کی ضد ہے۔ ایک شخص

کو اللہ نے مال کی امانت دی اسکا کام ہے کہ وہ اسے گن گن کر اور جمع Deposit کر کے خوش نہ ہو بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے مدات کے مطابق خرچ بھی کرتا جائے۔ جو مدات پر خرچ کرنے کی اسلام نے تعلیم دی ہو اور ان مدات پر خرچ نہیں کیا گیا تو یہ بخل کہلاتا ہے۔ مال جمع کرنے والے اور بخیل کے متعلق اللہ نے سخت عذاب کی وعیدیں دی ہیں۔

- كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا

(سورہ الفجر 17-20)

"یہ سب کچھ نہیں، بات یہ ہے کہ تم یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور غریبوں کو کھلانے پر ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال و دولت کو بڑی محبت سے جمع کر رکھتے ہو۔"

- الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (سورہ ہمزہ 2)

"جس نے مال اکٹھا کیا اور اسے بار بار گنتا رہا وہ یہ سمجھے گا کہ اس کا مال اسے امیر کر دے گا ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔"

- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بہتر ہے بلکہ ان کے لئے برا ہے جس (مال) میں انہوں نے بخل کیا عنقریب قیامت کے

دن طوق بنا کر پہنایا جائیگا۔" (سورہ آل عمران 180)

زندگی میں جو لوگ بخل سے کام لیتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے دنیا کی ترقی کیلئے ضروری ہے کہ ایک شخص حسب ضرورت وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہے مفید خرچ صحت مند زندگی اور اچھے سماج کی نشانی ہے۔ جو شخص اللہ پر یقین رکھتا ہو اس کیلئے آخرت کی کامیابی اصل کامیابی و نجات ہے لیکن اس نجات کیلئے جب دنیا میں ہی اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے خاندان کی زندگی کو صحیح نہج پر چلانے کیلئے کوئی خرچ برداشت کرتے ہیں تو پھر خیر کے راستے کیسے بنیں گے۔ کوئی ترقی یافتہ قوم بخیل نہیں ہوتی اور بخیل قوم نے ہرگز کبھی ترقی نہیں کی یہ اللہ کا قانون قدرت ہے۔ بخل سے دنیا میں پستی اور آخرت میں ناکامی حاصل ہوتی ہے۔

فضول خرچی

دولت مندوں اور خوشحال لوگوں میں بے دریغ خرچ کرنے کی بھی عادت پڑ جاتی ہے فضول خرچی انکا محبوب مشغلہ بن جاتی ہے۔ ہر چھوٹی بڑی شئے نظر آئی خرید لیا۔ ذرا ذرا سی بات پر اسٹار ہوٹلوں میں دعوتیں گھروں پر پر لطف کثیر لوازمات کے ساتھ بار بار طعام کا اہتمام ہوتا ہے فضول خرچی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ افراد خاندان کو کار کی سہولتوں کے ساتھ کتے اور بلیوں کے لئے بھی Pick up vans بکریوں اور پالتوں جانوروں کیلئے پنکھے اور ایر کولر۔ تین تین سو سوٹ اور جوتوں کی جوڑیاں جمع کی جاتی ہیں۔ بچہ گھر میں تولد ہو، شادی کی سالگرہ، بچوں کی سالگرہ، مانجہ، دسواں، چہلم، بچوں کی کامیابی، مہمانوں کی آمد و رفت پر بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کی دعوتوں میں کی جانے والی فضول خرچی ایک الگ مستقل موضوع ہے۔ فضول خرچی کرنے والا شخص اس خام خیالی میں رہتا ہے کہ

پیسہ کی ریل پیل ہمیشہ جاری رہے گی دوسرے یہ کہ شاہی خرچ سے لوگ سخی، غنی داتا کہیں گے، تیسرے یہ کہ فضول خرچی سے سماج میں ایک مقام اور رتبہ حاصل ہو جائے گا تبذیر ایک حماقت ہے مبذرین کھوکھلی بنیادوں پر زندگی کے قلعے تعمیر کرتے ہیں۔ اللہ نے تبذیر سے سخت منع فرمایا ہے۔

- وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا　(سورہ بنی اسرائیل 27-26)

"اور مال و دولت کو بے جانہ اڑاؤ جو لوگ مال کو بے جا اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان خدا کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

ریا کاری سے اجتناب

- وَمَا اَنْفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ اَو نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ

"تم جتنا کچھ خیرات کرو اور جو کچھ نذر کرو اللہ تعالی بخوبی واقف ہے۔"　(سورہ بقرہ 270)

- اِن تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ اِن تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُم وَ يُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّاٰتِكُم

(سورہ بقرہ 271)

"اگر تم صدقے اور خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ طریقے سے مسکینوں کو دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالی تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔"

حدیث : صدقہ کا ظاہر کرنے والے مثل بلند آواز قرآن پڑھنے والے کے ہے

اور اسے چھپانے والا آئینہ پڑھنے والے کی طرح ہے اس آیت سے صدقہ جو پوشیدہ دیا جائے اسکی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات لوگوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ سات لوگوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنا صدقہ اس قدر چھپا کر دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر نہ ہو۔

افضل صدقہ وہ ہے جو پوشیدگی کے ساتھ حاجت مند کو دیا جائے ابن حاتمؒ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ پوشیدگی کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ خواہ فرض ہو خواہ نفلی اس کی پوشیدگی ہمارے لئے افضل ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا ستر گنا فضیلت رکھتا ہے۔

صدقات میں اعتدال

- وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (سورہ بنی اسرائیل 29)

  "نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ ہی کھلا چھوڑ دو اور ملامت زدہ عاجز ہو کر رہ جاؤ۔"

- وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (سورہ الفرقان 67)

  "اور جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور تنگی اور بخل سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ ان کے درمیان اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے

ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے بندے پر اتنا ہی بار ڈالا ہے جتنا کہ وہ اٹھانے کی سکت و قابلیت رکھتا ہو ۔اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینا اور انفاق فی سبیل اللہ میں دے دینا تقویٰ کے اعلیٰ ترین علامتوں میں سے ہے لیکن اگر ایک مال دار اپنی تمام عائلی معاشرتی سماجی ذمہ داریوں سے منہ موڑ کر صدقات میں اعتدال نہ رکھے تو ہوسکتا ہے کہ بعد میں اسکے ذریعہ آمدنی اور مال و دولت کی فراوانی ختم ہو جائے اور وہ کہیں تنگ دست و کنگال بن کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔اسی لئے اللہ نے صدقات میں اعتدال کی ترغیب دی ہے۔

اسلام میں غربت کے آداب

اسلامی سوسائٹی کا ہر حصہ زندگی کے تمام معاملات میں انتہائی مہذب باادب اور اخلاق حسنہ کا پیکر ہوتا ہے۔ زندگی کے روزمرہ کے تمام امور میں جہالت اور بدتمیزی اور اکھڑپن بے تہذیبی بے رخی کا اسلام نے مکمل خاتمہ اور صفایا کر دیا ہے۔ اسلامی سوسائٹی میں مزید ایسی کوئی جگہ اور گنجائش قطعی باقی نہیں رہی جس سے اخلاقیات وشائستگی کمزور پڑ جائے مودّب اور شائستہ ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے جو ساری ملت کے لئے لازمی ہے۔ آداب وشائستگی میں نبی رحمت کا ساری انسانیت میں کوئی ثانی نہیں ان کی ملت بھی مکارم اخلاق کے لئے مامور کی گئی ہے۔ چاہے غریب ہو یا امیر ہر مسلمان کیلئے حد وآداب ضروری ہیں۔ کسی مجبور ترین یا صاحب قوت وطاقت کو بغیر کسی حدود وآداب کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا گیا ہے۔

اسلام میں غربت کے آداب کے چند اہم نکات:

1 سوال کرنے کی ممانعت
(شدید حالات میں سوال کرنے کی اجازت)
2 صبر
3 توکل
4 خودداری
5 قرض حاصل کریں تو دستاویز لکھوالیں
6 امانتداری
7 حق پر جمنا
8 حرص دنیا کی مذمت

اسلام بدترین معاشی بحران میں بھی محنت مشقت توکل الی اللہ نہ چھوڑنے اور ساتھ ہی ساتھ رضائے الٰہی اور فلاح آخرت کی فکر میں منہمک رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ غریب تنگ دست اور معاشی طور پر پریشان حال لوگوں کو آداب بتلائے گئے ہیں۔ تاکہ غربت سے بیزار ہوکر ایسی راہ اختیار نہ کرلے جو گمراہی اور ضلالت کی ہو، اور تحقیر ونفرت کی وجہ نہ بن جائے۔

قرضوں کے بوجھ، فاقہ کشی، اہل وعیال کی بنیادی ضروریات کی عدم تکمیل، رہنے کیلئے مکان کی عدم دستیابی سے پریشان ہوکر مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوجائے۔ اور نہ ہی ایمان کا دامن چھوڑے اور نہ عمل صالح اور خیر سے بے اعتنائی اختیار کرے۔ طویل عرصہ تک غربت کے شکنجے میں پھنسے رہنے سے کئی ایمانی، اخلاقی کمزوریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس لئے اسلام نے ایسے حالات سے دوچار لوگوں کیلئے بھی ہدایتیں اور اصول دیئے ہیں۔

سوال کرنے کی ممانعت

اسلام نے غریبوں کی تنگی وپریشانی میں بھی ان کے وقار، عزت نفس کو برقرار رکھنے اور اونچا کرنے کیلئے اصول بتلائے جس سے پروقار بردوبار صحت مند اسلامی سماج کی تشکیل میں آسانی ہوتی ہے۔

یہ بات اسلامی معاشی آداب کے خلاف ہے کہ غریب ضرورت مند مسلمان بھائی اپنی محتاجی سے عاجز ہوکر دردر ٹھوکریں کھاتا بھیک مانگتا پھرے۔ اور ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے کا عادی بن جائے اور سماج اسے بھکاری قرار دے دے۔

حدیث: حکیم نے کہا نبی ﷺ سے مال مانگا تو آپؐ نے دیا پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا کہ جس نے لیا اس کو بغیر مانگے پالیا۔ دینے والے کی خوشی سے نہ زبردستی

تقاضا کر کے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے نیچے کے ہاتھ سے۔　　　(کتاب زکوۃ مسلم شریف)

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ...تم سوال میں ہٹ نہ کیا کرو اس لئے کہ اللہ کی قسم مجھ سے جو مانگتا ہے کوئی چیز اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز جو خرچ ہوتی ہے اور میں اس کو برا مانتا ہوں تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔
(کتاب زکوۃ صحیح مسلم)

شدید ترین حالت میں سوال کرنے کی اجازت

اسلام میں غیر ضروری طور پر بار بار سوال کرنے اور کھل کر مانگنے کی ممانعت ہے لیکن غرباء وفقراء کی شدید احتیاج کے بدتر معاشی صورت حال کے پیش نظر سوال کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

سالمؒ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ مال دیا کرتے تھے اور میں کہتا تھا مجھ سے جو زیادہ محتاج ہو اس کو عنایت کیجئے یہاں تک کہ ایک بار مجھے آپؐ نے کچھ مال دیا اور میں نے عرض کیا مجھ سے زیادہ جسے ضرورت ہو عنایت کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اسے لے لو جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے آیا اس کو لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ آئے تو اس کا خیال بھی نہ کرو۔　　　(مسلم کتاب زکوۃ صفحہ 64)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جن کے ہاتھ تلے مال نہ ہو اس کو فقیر نہیں کہتے بلکہ وہ بھی فقیر ہے جو محتاج ہو گر اپڑا ہو کچھ کھاتا پیتا کماتا بھی ہو۔

قتادہ کہتے ہیں فقیر وہ ہے جو سوال سے بچنے والا ہو اور مسکین وہ ہے جو سائل

ہو۔لوگوں کے پیچھے لگنے والا اور گھروں اور گلیوں میں گھومنے والا فقیر ہے۔

حرص دنیا کی مذمت

آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ترقی عروج پر ہے ہر روز دنیا میں صرف ترقی اور ترقی ہی کی خبریں ہیں۔ بڑے بڑے کارخانے، بڑے بڑے ثمرات سے بھرے باغات، محل نما خوبصورت مکانات، اونچی اونچی آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتیں تیز رفتار خوبصورت کاریں نت نئے Products کا سیلاب انسان کے اندر حرص طمع اور لالچ پیدا کر دیتا ہے۔

اسلام نے اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ حصول آمدنی کو احسن قرار دیا ہے۔اپنی سلسلہ وار آمدنیوں سے بہت زیادہ اونچا اٹھ کر دنیا کی ترقی کی لا متناہی خواہشات کرنا حرص دنیا ہے۔ جس کی سخت مذمت کی گئی۔امیر اور غریب خوشحال و بدحال کو حرص دنیا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

• حدیث: حضرت انسؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر آدمی کے دو جنگل ہوں مال کے تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا ہے اور (قبر کی) مٹی ہی آدمی کا پیٹ بھر سکتی ہے۔ (مسلم کتاب زکوۃ)

• عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہٗ نے رسول ﷺ سے روایت کیا کہ فرمایا اگر آدمی کا ایک میدان مال سے بھرا ہوا ہو تو بھی چاہتا ہے کہ برابر اور ہو۔آدمی کا جی کسی چیز سے نہیں بھرتا۔سوائے مٹی کے اور رجوع ہوتا ہے۔

حرص دنیا ایک ایسا مرض ہے جو کسی کو لگ جائے تو وہ حرام اور ناجائز حدود و قیود کو توڑ کر طمع و لالچ میں بہت دور نکل جاتا ہے۔24 گھنٹے ایک ہی لو و لگن ہوتی ہے کہ کسی طرح سے بس مال آجائے۔

صبر

شدید معاشی ابتر حالات میں بھی غریب صبر کرے۔ بے روزگار، تجارت میں نقصانات کی عدم ادائیگی، روٹی کپڑا اور مکان کی تنگی، رشتے داروں دوست احباب کی عدم توجہی ،حقارت ونفرت پر خود صبر کرنا اور اہل خاندان کو صبر پر گامزن کرنا ہر مومن کی اولین ذمہ داری ہے۔صبر نیکی وتقویٰ کا اہم جز ہے۔

- وَاصبِر عَلیٰ مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِن عَزمِ الاُمُورِ (سورہ القمان17)
  "اور برداشت کران مصائب کو جو تجھے پہنچیں بلاشبہ یہ بڑے عزم کے کام ہیں"
- وَ الَّذِینَ صَبَرُوا ابتِغَآءَ وَجهِ رَبِّهِم (سورہ الرعد22)
  "جو اپنے پروردگار کی رضا کی خاطر صبر کرتے ہیں۔"

ابو سعیدؓ نے کہا انصار کے چند لوگوں نے رسول ﷺ سے کچھ مانگا آپؐ نے ان کو دیا انہوں نے پھر مانگا پھر دیا، یہاں تک کہ جب تمام ہوگیا جو کچھ آپ کے پاس تھا تو آپؐ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے مخفی نہیں رکھتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کو بے پرواہ رکھے اللہ اس کو بے پروا کر دیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈالے اللہ اس پر صبر آسان کر دیتا ہے اور کوئی عطائے الٰہی اور کشادگی سے زیادہ بہتر نہیں۔ حالت کی سنگین اور بار بار تنگدستی سے پریشان حال شخص کو استقامت کے ساتھ حق پر جمار ہنا مشکل ہو جاتا ہے خدشہ یہ لگا رہتا ہے کہ کہیں خوف کھا کر کبھی لالچ میں آ کر حق سے پیر نہ اکھڑ جائیں۔ بلکہ شدید بھوک فاقہ کشی اور غربت میں بھی حق سے چمٹے رہیں۔

- استَعِینُوا بِاللّٰهِ وَ اصبِرُو اِنَّ الاَرضَ لِلّٰهِ یُورِثُهَا مَن یَّشَآءُ مِن

عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ　　(سورہ الاعراف 128)

" اللہ ہی سے مدد چاہو اور حق پر صبر کے ساتھ جمے رہو، زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے۔"

- وَ اتَّبِع مَا یُوحیٰ اِلَیکَ وَ اصبِر حَتّیٰ یَحکُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَیرُ الحٰکِمِینَ　　(سورہ یونس 109)

" اور آپ اس ہدایت کی پیروی کرتے رہیے جو آپ کی طرف بہ ذریعہ وحی بھیجی جارہی ہے اور اس پر صبر کے ساتھ جمے رہیے۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

رَبَّنَـا اَفرِغ عَلَینَا صَبرًا وَّ ثَبِّت اَقدَامَنَاوَ انصُرنَا عَلَی القَومِ الکٰفِرِینَ　　(سورہ بقرہ 250)

" اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے، ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔"

- اُولٰٓئِکَ یُـجزَونَ الغُرفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَ یُلَقَّونَ فِیهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا خٰلِدِینَ فِیهَا حَسُنَت مُستَقَرًّا وَّ مُقَامًا　(الفرقان 75)

" جو اپنے صبر کا صلہ اونچے محل کی شکل میں پائیں گے سلام و تحیات سے وہاں ان کا استقبال ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے کیسا ہی اچھا ہے یہ ٹھکانہ اور کیسی اچھی ہے یہ قیام گاہ۔"

توکل

سخت مالی پریشانیوں اور غربت کی انتہاء پر بار بار رونے اور اپنے حال پر واویلا کرنے

سے منع کیا گیا ہے۔ غریب حضرات کو اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ اللہ رب العالمین پر مکمل توکل کریں۔

نبی کریمؐ اور صحابہ اکرامؓ کی دور میں بدترین معاشی حالات سے گزرتے رہے ایسے حالات میں اللہ پر توکل تمام ہلاکت خیز مشکلات پر اور ہمت و استقلال، صبر وسکون کے ساتھ قابو پانے میں کامیاب رہے۔ نجی مسائل اور اجتماعی غربت پر کنٹرول کا بہترین سہل طریقہ کار اللہ پر توکل اور مکمل بھروسہ ہے۔

انسان جب اپنی صلاحیتوں، مجبوریوں اور حالات کی سنگینیوں سے بے بس ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا اس کے لئے ایک خوفناک اور ہولناک بن جاتی ہے تو ایسے وقت توکل علی اللہ مجبور مومن کا حقیقی سرمایہ حیات ثابت ہوتا ہے۔ توکل کریں، توکل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور توکل سنت انبیاء و خاتم رسولؐ ہے۔

- اِنِ الحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَ عَلَیہِ فَلیَتَوَکَّلِ المُتَوَکِّلُونَ

  ”نہیں حکم سوا اللہ کے، اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اس پر بس چاہیے بھروسہ کرنے والے بھروسہ کریں (سورہ یوسف 67)

- ذٰلِکُم اللّٰہُ رَبِّیَ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَ اِلَیہِ اُنِیبُ (سورہ شوریٰ 10)

  ”وہی ہے اللہ میرا رب اس پر میں نے بھروسہ کیا، میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

- تَوَکَّلنَا وَ اِلَیکَ اَنَبنَاوَ اِلَیکَ المَصِیر (الممتحنۃ 4)

  ”ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا، اور تیری طرف ہم نے رجوع کیا، اور تیری

ہی طرف لوٹ کر آتا ہے۔"

- وَمَا لَنَآ اَلاَّ نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْهَدٰنَا سُبُلَنَا وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (سورہ ابراہیم ۱۲)

"اور ہمیں کیا ہوا؟ کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں اور اس نے ہمیں ہماری راہیں دکھادی ہیں اور تم ہمیں ایذا دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کرینگے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔"

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ المائدہ 11)

"اور ڈرو اللہ سے اور مومن صرف اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔"

خودداری اور وقار

مال داروں اور خوشحال لوگوں کی دولت، شان وشوکت اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ترقی غریب ومسکین لوگوں کے دلوں کو مسوس کر رکھ دیتی ہے اور افسوس، ترس، بے بسی، سے ذہن پراگندہ، مزاج متنفر ہو جاتا ہے۔ لیجاہٹ منافرت، استنکار کا شکار ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خودداری اور وقار کی تعلیم دی ہے۔

- وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (سورہ طہٰ 131)

"اور نگاہ بھی نہ اٹھاؤ دنیوی زندگی اور اس شان وشوکت کی طرف جو ہم نے ان میں سے مختلف گرہوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دی ہے اور تیرے رب کا دیا ہوا حلال رزق ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔"

قرض حاصل کریں تو دستاویز لکھوالیں

معاشی تنگی اور شدید مال کی کمی کی وجہ سے جب بھی قرض کی ضرورت پڑے قرض لیتے وقت لکھوا لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تا کہ قرض لوٹاتے وقت کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو جائے اور نہ ہی کوئی قرض دبا لینے کا الزام لگائے۔ یا من مانی طور پر قرض دینے لینے کے بجائے قرض دبا لے۔

- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ　　(سورہ بقرہ 282)

  ”اے ایمان والو! جب کسی مقررہ مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو لکھائی پڑھائی کرالیا کرو۔“

  وَ الْيُمْلِلِ الَّذِى عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِى عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ

  (سورہ بقرہ 282)

  ”اور املا اس شخص کو کرانا چاہیے جس پر حق آتا ہے اور اسے اللہ کا خوف رکھنا چاہئے کہ معاملہ میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔ لیکن قرض لینے والا خود نا سمجھ یا کمزور ہو یا خود بول کر مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے ولی کو چاہیے کہ انصاف کے ساتھ کاغذ لکھوا دے۔“

غریبوں کو اس بات کی تاکید کی گئی کہ جب قرض لیں تو محتاط رہیں اور اسکو لکھا لیں قرض کی رقم لوٹانے میں کمی زیادتی اور نہ ہی وعدہ خلافی ہو۔ سوسائٹی میں موضوع بحث بننے اور لوگوں کے بے جا اعتراضات کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھا گیا۔ مقروض کے پاس قرض

خواہ کی امانت ہوتی ہے۔قرض کو بہر حال بغیر ٹالے اور بہانے کئے وقت پر لوٹا دینا لازمی ہے۔اس لئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- وَ الْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوا

(سورہ بقرہ 177)

''اور نیک لوگ وہ ہیں جو عہد کریں تو پورا کرتے ہیں۔''

رہن

جب بھی پیسہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے اور اس کے پاس قیمتی شئے اور جائیداد ہے تو اسے خطیر رقم کی ضرورت نہیں ہوتی یا پھر اس جائداد اور ہیرے جواہرات قیمتی اشیاء کا کوئی خریدار نہیں ملتا اسی صورت میں حاجت مند سرمایہ دار اور دولت مند کے پاس اپنی جائیداد یا اشیاء کو رہن بالقبض رکھ کر رقم بطور قرض حاصل کرتا ہے تا کہ متوقع آمدنی کے بعد اس قرض کو ادا کر کے رہن بالقبض واپس حاصل کر لے۔اسلام میں قرض کے حصول کیلئے رہن بالقبض کی اجازت ہے۔

- وَإِن كُنتُم عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَم تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقبُوضَةٌ فَاِن اَمِنَ بَعضُكُم بَعضًا فَليُؤَدِّ الَّذِى اؤتُمِنَ اَمَانَتَهُ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ (سورہ بقرہ 283)

''اور اگر تم ہو سفر پر اور نہ تم پاؤ کوئی لکھنے والا تو گروی رکھنا قبضہ میں پھر اگر اعتبار کرے تمہارا کوئی کسی کا تو چاہئے کہ لوٹا دے جو شخص امین بنایا گیا اس کی امانت اور ڈرے سے اللہ اپنے رب سے۔''

قرض حاصل کرنے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ جائداد قیمتی اشیاء بطور رہن کے

قرض دہندہ کے پاس رکھوا دے۔ قرض دہندہ کیلئے بھی بطور رہن کے جائداد یا شئے قرض خواہ سے حاصل کرے۔

رہن بالقبض کے معاملہ میں قرض دہندہ کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے ہونے والی آمدنی کو لے۔ جائداد جب تک مقروض کے نام پر ہے اور اس کی حق ملکیت ہے اس وقت تک اس جائداد کا کرایہ یا کھیت کا محاصل کا وہی حقدار ہوگا۔ قرض دہندگان آمدنیوں کو مقروض کے حوالے کردے۔ ورنہ یہ محاصل سود کی تعریف میں شامل ہوجائے گا۔ قرض دہندہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ منقولہ وغیر منقولہ جائداد کو واجبی یا بازاری قیمت پر خریدے یا ملکیت کو مدت رہن ختم ہونے کے بعد مابقی قیمت ادا کرنے کے بعد ہی وہ کرایہ اور محاصل و آمدنی جائز قرار پائے گی۔

اکثر بالقبض کے امانتوں سے سالہا سال تک آمدنیاں قرض دہندہ اپنے تصرف میں لیتا ہے جو اسلامی معاشی اصولوں کے مغائر ہے۔

امانت داری

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ جس عہد پر بھی فائز رہیں یا کسی کمیٹی وفرد کے خزانچی ہوں یا دوسروں کی مال و دولت بطور امانت رکھی ہو رائے و معلومات امانت ہو تھوڑے سے دنیوی فائدے کیلئے اسمیں سے ذرہ برابر خیانت نہ کرے۔ غریب افراد کہیں پریشانی سے خیانت نہ کربیٹھیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا (سورہ النساء 58)

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے حوالے کردو۔"

حق پر جمے رہنا

حالت کی سنگینی اور بار بار تنگدستی سے پریشان حال شخص کے لیے استقامت کے ساتھ حق پر جمار ہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خدشہ یہ لگا رہتا ہے کہ کہیں خوف کھا کر کبھی لالچ میں آ کر حق سے پیر نہ اکھڑ جائیں۔ بلکہ شدید بھوک فاقہ کشی اور غربت میں بھی حق سے چمٹے رہیں۔

- اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (سورہ الاعراف 128)

  "اللہ ہی سے مدد چاہو اور حق پر جمے رہو، زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے۔"

- وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (سورہ یونس 109)

  "اور آپ اس ہدایت کی پیروی کرتے رہیں جو آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی جا رہی ہے اور اس پر جمے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

- رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقرہ 250)

  "اے ہمارے پروردگار رب! ہم پر صبر انڈیل دے، ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔"

غریبوں کی امداد کے حدود وآداب

اسلام نے اغنیاء اور امراء کو انفاق فی سبیل اللہ، زکوٰۃ، صدقات کی تقسیم کے حدو آداب سکھلائیں ہیں۔ ہر دولت مند مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کے وقت وہ آداب ملحوظ رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔

1۔ سائل کو جھڑکو نہیں

انفاق فی سبیل اللہ اور غریب محتاجوں کی مدد و تعاون کو اسلام نے دولت مندوں کے مزاج اور فطرت کز وفرز و رزیان رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اسکے اصول آداب وحدود بھی لوگوں کو سکھلائے ایسا نہ ہو کہ مالی امداد غریبوں اور کمزور سماج کے لئے دردسر بن جائے حقارت نفرت کے ساتھ جھڑک جھڑک کر احسانات جتلا کر جابرانہ، قاہرانہ برتاؤ غریب مجبور بے بس پریشان کن لوگوں کے ساتھ کیا جائے۔

اسلام نے خلوص، ایثار محبت صلہ رحمی مشفقانہ برتاؤ کے ساتھ غرباء وضرورت مندوں کی مدد کی تاکید کی ہے۔ سخی وداتا Donor کو ایسے اصول وآداب سکھائے گئے جس سے فرد کا احترام اور سماج کا توازن اور معیارات مساویانہ سطح پر قائم اور دائم رہتے ہیں۔

کوئی دولت مند، سخی، غنی کی مدد بھی کر رہا ہو تو وہ غریب کی مدد کے ذریعہ دنیا بنانے سے بڑھ کر اپنی آخرت کی کامیابی اور نجات کی تیاری کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ایک نیکی کے بدلے لاکھوں نیکیاں اور اجر عظیم دے گا۔ آخرت اور یوم الحساب کا حقیقی سامان و

توشہ انفاق فی سبیل اللہ ہے یہ تو محض اللہ کا کرم اور خصوصی عنایت ہے کہ اس نے دولت کی خصوصی نعمت دی ورنہ غریب اور امیر میں طبیعت کی تمام خوبیاں خرابیاں وکمزوریاں کم و بیش یکساں پائی جاتی ہیں۔ اگر غریبوں میں پیدا کرتا یا غریب بنائے رکھتا تو پھر غربت کی کھائی سے نکلنا بڑا ہی مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ اللہ نے انسان کو دولت کی جو نعمت دی ہے یہ اسکا شکرانہ ہے جو انفاق فی سبیل اللہ کی شکل میں غرباء ومساکین کو احترام ادب وآداب اور خلوص سے دینے کا حکم ہے۔ جب سائل، مانگنے والا، اور اپیل کرنے والا مدد کا طالب ہو تو ایسے شخص کو جھڑکنے سے منع کیا گیا ہے۔

- وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورہ ضحیٰ 9)

"اور سائل کو جھڑکو نہیں۔"

غریبوں کی جو کچھ مدد کی جائے وہ اللہ کی خشیت اور خندہ پیشانی نرم رویہ احسن طریقہ سے کی جائے احسان جتلا کر اس کو اسکے خاندان کے افراد کو سخت برا بھلا کہہ کر طنز وطعنے دیکر مدد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اپنے رویہ اور سلوک کو عمدہ رکھنے اور ان سے خوش خلقی سے پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

2۔ غریب مومنوں کا اکرام

سماج میں بہت ساری خرابیوں میں سب سے بڑی خرابی لوگوں کی معاشی حالت Financial Position کے اعتبار سے ان کی تعظیم واکرام کیا جاتا ہے یہ ایک انتہائی ناپسندیدہ اور اسلامی سوسائٹی کے لئے معیوب قرار دیا گیا ہے۔ ہر انسان چاہے وہ امیر ہو یا غریب جاہل ہو یا تعلیم یافتہ ہر دو صورتوں میں انکا احترام اور اکرام آداب زندگی کا لازمی جز ہے۔ دولت امارت، تعلیم اور رتبوں کے اعتبار سے جہاں احترام وتعظیم ہے وہیں غرباء اور

مساکین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اکرام رکھا ہے۔ اللہ کی نظر میں تم میں جو سب سے زیادہ نیک پرہیزگار اور متقی ہے وہی سب سے زیادہ قابل احترام واکرام ہے۔ تمام عام مسلمان کے احترام اور عزت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- وَ اِذَ جَآءَ کَ الَّذِینَ یُؤمِنُونَ بِاٰیٰتِنَا فَقُل سَلٰمٌ عَلَیکُم کَتَبَ رَبُّکُم عَلیٰ نَفسِهِ الرَّحمَۃَ (سورہ الانعام 54)

 "اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیے تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔"

3۔ مشفقانہ برتاؤ

اسلام مسلمانوں کو آپس میں شفقت اور ہمدردی سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور غریب کمزور و مستضعفین سے مشفقانہ برتاؤ کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ تمام مومنوں کے ساتھ یکساں مشفقانہ برتاؤ کریں۔

- وَ اخفِض جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ المُؤمِنِینَ

 "اور آپ اپنے شفقت کے بازو پھیلا دیجئے ان مومنین کیلئے جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔" (سورۃ الشعراء 215)

جو نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں چاہے کتنے ہی غریب مفلوک الحال ہی کیوں نہ ہو ہر ایک کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا جائے۔ ان شفقت میں دلی جذبات کا اظہار ہو۔

4۔ رحم اور نرم رویہ

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ رحم دل اور نرم رویہ اختیار کرنے والا بنے۔

مال و دولت کے نشہ میں اور امیری کے زعم میں غریب مفلوک الحال لوگوں کے ساتھ سختی اور بے رحمی سے پیش نہ آئے بلکہ ہر حال میں رحم و کرم اور نرم رویہ شیریں گفتگو کو ترجیح دے۔

- فَبِمَا رَحمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُم وَلَو كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ القَلبِ لَانفَضُّوا مِن حَولِكَ　　(سورہ آل عمران 159)

"یہ خدا کی رحمت ہی تو ہے آپ ان لوگوں کے لئے نرم دل ہیں ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہوتے تو یہ سب آپ کے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔"

5۔احسان

نیک سلوک انسان، فیاضانہ برتاؤ اور ضرورت مندوں کو ان کے حق سے زیادہ دینا مومن کی بہترین صفات میں سے ہے۔ بلا کسی لالچ طمع مفاد اور منفعت کے دوسروں کے ساتھ مدد و ہمدردی اور تعاون کرے اسے احسان کہتے ہیں۔

- وَ اَحسِن كَمَآ اَحسَنَ اللّٰهُ اِلَيكَ　　(سورہ القصص 77)

"اور احسان کر جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔"

6۔ایثار

مسلمانوں کو آپس میں ایثار و قربانی کی تعلیم دی گئی ہے ایک دوسرے کی ضروریات کی تکمیل کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینے اور اہمیت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

- وَ يُؤثِرُونَ عَلٰى اَنفُسِهِم وَلَو كَانَ بِهِم خَصَاصَةٌ وَمَن يُّوقَ شُحَّ نَفسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ المُفلِحُونَ　　(سورہ الحشر 9)

"اوران کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ ان کو خود احتیاج ہو
اور جو شخص تنگ دلی سے بچالیا گیا تو وہ مراد پانے والے ہیں۔"

7۔ سخاوت

- اَلَّذِینَ یُنفِقُونَ اَموَالَھُم بِالَّیلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَ عَلَانِیَۃً فَلَھُم اَجرُھُم عِندَ رَبِّھِم وَلَا خَوفٌ عَلَیھِم یَحزَنُونَ (سورہ بقرہ 274)

"جولوگ اپنا مال شب و روز کیلئے چھپے خرچ کر رہے ہیں ان کا اجران کے لئے نہ کوئی خوف ہے اونہ کوئی غم۔"

8۔ کسی غریب کو حقیر نہ سمجھو

- وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ (سورہ لقمان:18)

"اور (غرور) لوگوں سے گال نہ پھلاؤ۔"

9۔ نادار مقروض کے ساتھ نرمی

تنگ دست نادار لوگ جو قرض کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں اور جنکے پاس واقعی کوئی ذرائع نہ ہوتو ایسے مقروض کو مزید مہلت پر مہلت دینے کی تاکید کی گئی۔ قرض کی واپسی کا مطالبہ اتنا شدت اختیار نہ کرجائے کہ وہ ظلم میں شامل ہوجائے۔ ظلم زیادتی سے مفلوک الحال غریب لوگوں سے قرضوں کی واپسی کی کوشش کرنا اسلامی اخلاق کے خلاف بات ہے۔

- وَ اِن کَانَ ذُو عُسرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلیٰ مَیسَرَۃٍ وَ اَن تَصَدَّقُوا خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ (سورہ بقرہ 280)

" اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اس کو مہلت دیدو اور اگر تم سمجھ سے کام لو تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مقروض کو قرض خیرات میں بخش دو۔"

قرض واپس لینے کا حق ضرور ہے لیکن غریب و مسکین کو جو قرض لوٹانے میں طویل عرصہ تک کسی حیثیت اور موقوف میں نہیں ہے تو اسے معاف کر دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرض دہندہ مقروض کو ہمیشہ کیلئے معاف کر دے۔ اور سوسائٹی میں اس بات کا چرچا نہ کرے کہ اسنے میرے قرض کو دبالیا ہے۔ احسان جتلا کر قرض کو معاف کرنا اسلامی اخلاق کے خلاف بات ہے۔ مقروض کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کے دل ودماغ کو ٹھیس پہنچے اور ذلت محسوس کرے۔

10۔ اداب خیرات وصدقات (ریاکاری سے اجتناب)

- وَمَا اَنفَقتُم مِّن نَّفَقَةٍ اَو نَذَرتُم مِّن نَّذرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعلَمُهٗ (سورہ بقرہ 270)

" اورتم جتنے کچھ خیرات کرو اور جو کچھ نذر کرو اللہ تعالی بخوبی جانتا ہے۔"

اگر تم صدقے اور خیرات کو ظاہر کرو تو بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ طریقے سے مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالی تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 7 لوگوں کو قیامت کے دن اللہ تعالی اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا

کوئی سایہ نہ ہوگا۔ 7 لوگوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنا صدقہ اس قدر چھپا کردے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر نہ ہو۔

افضل صدقہ وہ ہے جو پوشیدگی کے ساتھ حاجت مند کو دیا جائے۔ ابن حاتم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ پوشیدگی کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ صدقہ خواہ فرض ہو خواہ نفلی زکوٰۃ یا خیرات اس کی پوشیدگی اظہار سے افضل ہے۔

ابن عباس سے مروی کہ پوشیدہ صدقہ دینا ستر گنا فضیلت رکھتا ہے۔

□☆□

تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ 271 کی تفسیر میں

دولت کی تقسیم کا اسلامی قاعدہ

دولت کی تقسیم کا اسلامی قاعدہ فاضل آمدنی رکھنے والوں اور ضرورت مند حاجت مندوں کیلئے مفید و کارآمد بنایا ہے۔دولت کی تقسیم کی ابتداء انفرادی انفاق سے شروع ہوکر اجتماعی نظم زکوٰۃ ونظم بیت المال تک محیط ہے۔اس کا دائرہ سماج کے امیر سے لیکر مفلس تک پھیلا ہوا ہے۔غربت کے خاتمہ کیلئے دولت کی صحیح خطوط پر تقسیم کو ایک جانب امیروں کیلئے فرض اور رضا کارانہ طور پر لازمی قرار دیا گیا دوسری جانب غرباء کے حقوق کو بھی محفوظ کر دیا گیا۔ امانتوں Collection & distribution of donations کی وصولی و تقسیم کی اسلامی قاعدہ کے مطابق نگرانی ہو اور ہر وقت محتاجوں ضرورت مند غریبوں کے ہاتھوں میں پہنچنے کو یقینی بنایا جائے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۃ الحشر)

''اللہ تعالیٰ نے جو مال باقی اپنے رسول اللہ ﷺ کو دلوایا وہ اللہ کا ہے اور اس کے رسول ﷺ کا اور قرابت داروں، یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا تا کہ وہ تم میں سے اغنیاء کی دولت ہی نہ بن جائے جو کچھ رسول تمہیں دے دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ بلا

شبہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"   (سورہ الحشر 7)

- لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ   (سورہ الحشر 8)

"ان فقراء مہاجرین کے لئے جن کو ان کے گھروں سے اور مالوں سے نکالا گیا۔ وہ اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہی لوگ صادق الایمان ہیں۔"

دولت صرف چند ہاتھوں میں مرتکز نہ رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس کی تقسیم کا ایسا بہتر انتظام ہو کہ ہر ضرورت منداس سے فیض پائے۔ "لَا یَکُوْنُ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ"" کا حکم غریبوں کی تائید انکی عملی مالی مدد کو لازمی بتاتا ہے اور دولت مند صاحب ثروت عاملین زکوٰۃ منتظمین بیت المال ائمہ و قائدین کہیں ملی و عوامی دولت و سرمایہ پر سانپ نہ بن بیٹھیں۔ جب Economic Crisis سخت معاشی بحران پیدا ہوتا ہے اور آبادی کا ایک اچھا خاصہ حصہ غربت کی لپیٹ میں آجاتا ہے تو حرص، طمع، بخل، خودغرضی، مادّیت، اموال پرستی، حب المال کا مرض عام ہونے لگتا ہے۔ اور دولت سمٹ کر ایک چالاک طبقے کے پاس جمع ہوجاتی ہے دوسرے مذہبی لوگوں میں ایسا طبقہ ابھر آتا ہے جو ملت سے جمع کردہ ملت کی اجتماعی امانت کا ٹھیکہ دار بن کر اس کا بڑا حصہ اپنے نفس اور خاندان کے تصرف میں لاتا ہے۔

اسلام انفرادی ذاتی ملکیت کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ مسلم سوسائٹی میں دولت کے بتدریج Systamatic اضافے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دولت کی تقسیم کا اسلامی قاعدہ موجودہ اشتراکی، سرمایہ دارانہ اقتصادی نظاموں سے بالکل مختلف ہے۔

اسلام نے صرف دولت مند بن جانے کے بعد اصول و ضوابط نہیں دیئے بلکہ اس نے

حصول اور ذریعہ دولت سے ہی بنیادی قاعدہ دیا ہے۔

چوری چھپے ذخیرہ اندوزی Black Marketing جھوٹی کساد بازاری ناپ تول میں کمی بیشی، دھوکہ دہی، معین وقت گزر جانے کے بعد کاروبار، بغیر لکھائی پڑھائی کے لازمی شرائط کی من مانی تبدیلی، سود، غیر معینہ کمیشن اور غیر معروف ذرائع سے حاصل کی جانے والی آمدنی پر روک لگا دیا ایسے تمام معیوب ذرائعوں سے دولت اکھٹا کرنے سے سخت منع کیا گیا ہے۔ ہر فرد اپنی ذہنی جسمانی صلاحتیوں اور موجودہ وسائل و ذرائع کو استعمال کر کے چھوٹی بڑی صاف و شفاف تجارت کے ذریعہ دولت مند بن سکتا ہے ہر دولتمند کو اسکی دولت کے ایک حصے کی تقسیم کو اسلام لازمی قرار دیتا ہے۔ تقسیم کی دو حصوں میں زمرہ بندی کی گئی ہے۔ ایک حصہ فرض کا ہے دوسرا رضا کارانہ Voluntary طور پر تقسیم کا ہے۔

دوسرا حصہ انفاق فی سبیل اللہ جو رضا کارانہ Voluntary طور پر نیکی گناہوں کی بخشش، تقویٰ و پرہیزگاری آخرت میں فلاح اور رضائے الٰہی کیلئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے کئی مدّات ہیں جن میں سے اہم ترین مدّات جو مختص کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں :

- فقیر مسکین
- مفلوج اپاہج
- یتیم
- ابن سبیل (مسافر)
- اسیر (قیدی)
- غلاموں کی گردنیں چھڑانے
- غریب مقروض لوگوں کے قرض کا بوجھ اتارنے
- دعوت الی اللہ
- جہاد فی سبیل اللہ

یہ وہ مدّات ہیں جو ایک دولت مند مسلمان کیلئے ہمیشہ توجہ کے طالب ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان پر بار بار توجہ دلائی ہے اور اسے کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسکے ذریعہ ان خصلتوں اور کمزوریوں پر کنٹرول کرلیا جاسکتا ہے جو دولت مند بن جانے سے عام طور پر

پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

انفرادی کمزوریوں کو دور کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ برادران اسلام کی عمومی معاشی و مالی پریشانیوں اور مشکلات کے حل میں دولت مند مسلمان آگے بڑھ بڑھ کر اپنا حصہ ادا کرے ایک دولت مند مسلمان کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ غریب مفلوک الحال بے بس، مسکین برادران اسلام کی بھوک، فاقہ کشی، آدھے پھٹے ہوئے کپڑے، جس سے جسم ہمیشہ نیم برہنہ رہے سخت دھوپ کی تمازت، شدید بارش طوفان اور کڑاکے کی سردی میں اپنے اہل خاندان، خواتین، معصوم بچوں، بزرگوں اور ضعیفوں کے ساتھ کھلے آسمان تلے موت و حیات کی کشمکش میں شب و روز گزارے اور وہ یہ سب کچھ بے حسی کے ساتھ دیکھتے رہیں۔

دولت کی تقسیم کے اسلامی قاعدہ میں دونوں باتیں اہمیت کی حامل ہیں ایک تو دولت مند مسلمان انفرادی طور پر راست خود تقسیم کرے، دوسرے دولت کی تقسیم کا کام اجتماعی طور پر ایک امیر و شوریٰ کے تحت نظم جماعت کے ساتھ ہو۔ اور مسلم سوسائٹی میں بیت المال کا نظم ٹھیک ٹھیک اسلامی بنیادوں پر قائم ہو، انفرادی اور اجتماعی طور پر مسلمانوں کی دولت کو ضرورت مند مسلمانوں کی ترقی میں خرچ کرنا ایمان اور اسلام کا حصہ ہے۔

اجتماعی طور پر دولت کی غریبوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کا نظم مضبوط نظام محاسبہ سے جڑے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عاملین انفاق فی سبیل اللہ کو اپنے تصرف میں لا کر حساب کتاب کو غائب کر دیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کے مدات میں جمع کی جانے والی چھوٹی بڑی رقومات تمام کے تمام اللہ اور راست امت اسلامیہ کی امانت ہے۔

اس امانت کی بھرپور حفاظت اور صحیح خطوط پر ضرورت مندوں میں تقسیم لازمی ہے ورنہ دولت کی تقسیم کا اسلامی قاعدہ تباہی کا شکار ہو جائے گا۔

غریب مسلم بستیوں کے شرعی مسائل

غریب مسلم بستیوں میں کھانے کے علاوہ سب سے بڑا بنیادی مسئلہ مکان کا ہوتا ہے جھونپڑی یا کمرے اتنے تنگ تاریک اور چھوٹے ہوتے ہیں کہ بامشکل کوئی ایک خاندان صحیح طریقہ سے پیر پھیلا کر سوسکتا ہے۔ Single Room Tenament کی وجہ سے مظلوک الحال خاندانوں کیلئے اسلامی شریعت کے عین مطابق زندگی بسر کرنا محال ہوتا ہے۔ کئی بنیادی اصولوں کوتوڑکر زندگی گزارنی پڑتی ہے اور کئی اسلامی اصول حیات ناقابل عمل ہوکر رہ جاتے ہیں۔

1۔ ان بستیوں کے غریب ماں، بیٹیوں کو اپنے زندگی کے بیشتر امور کھلے عام انجام دینے پڑتے ہیں۔ پکوان برتنوں کی صفائی، کپڑے دھونا، یا سلائی، وغیرہ آسمان تلے کھلے عام گنجان آبادی میں سینکڑوں لوگوں کے آنکھوں کے سامنے کرتے رہنا پڑتا ہے۔ 24 گھنٹے گھر کی خواتین کو پردہ کا اہتمام بالکل مشکل ترین ہوتا ہے اگر کریں بھی تو اس میں عملی مشکلات درپیش آتی ہیں۔

2۔ بشری ضروریات کی تکمیل کے لئے بھی ان لوگوں کو بڑے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے طویل قطاریں ایک طرف مردوں کی ہوتی ہیں دوسری طرف عورتوں اور لڑکیوں کی ہوتی ہیں۔ کئی کئی گھنٹوں بعد ایک دوسرے کا نمبر آتا ہے۔ مرد وخواتین کا اختلاط شب وروز جاری رہتا ہے۔ دیہی علاقوں میں دور دراز مقام سے پانی لایا جاتا ہے ایسے کئی روزمرہ کے کام ہیں

جو نامحرم مردوں اور عورتوں، لڑکیوں کے ساتھ ملکر کرنے پڑتے ہیں ہر حال انسان کو وقت بے وقت کئی باتوں کی ضرورت پڑتی ہے پھر ضعیف، بیمار، نومولود بچوں کی ماؤں وغیرہ کے لئے اور زیادہ تکلیف دہ مسائل ہیں۔

3۔ کھیتوں اور کارخانوں میں کام کرنے والی خواتین اور لڑکیاں حالات کی وجہ سے مجبور ہیں۔ مردوں کے ساتھ بلا کسی بنیادی سہولتوں کے مزدوری کرنے کیلئے بے حد مجبور ہیں جب تک مزدوری نہیں کرتے دو وقت کا کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ اس صورت حال میں شریعت کے اصول اور معیارات میں چھوٹ کو لمحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

مسلم علاقوں میں بے پردگی کا ایسا مسئلہ ہے جو بے حد مجبوری اور لاچاری، تباہ کن معاشی حالات کی وجہ سے پیچیدہ بنا ہوا ہے۔ علماء اکرام اس قسم کی طرز زندگی کو حرام ضرور قرار دے سکتے ہیں لیکن اس بھیانک مسئلہ کا حل صرف حرام قرار دینے سے نہیں ہوگا۔ ان بستیوں میں رہنے والی اکثریت اس زندگی سے بیزار اور تنگ ہے۔ انکی بے بسی اور لاچاری پر مزید تیل ڈال کر ملت کے اس حصہ پر حرام زندگی کا لیبل لگانا بے جا ہوگا۔ شریعت اسلامی میں بسا اوقات ایسے حالات میں صرف غریب بستیوں میں رہنے والوں پر ذمہ داری نہیں ڈالی جاسکتی بلکہ پوری ملت اس کے لئے ذمہ دار ہے۔

ان کے لئے جب تک بنیادی سہولتوں کا انتظام نہیں ہوتا۔ یا ملت اجتماعی طور پر ان سہولتوں کو بہم نہ پہنچادیتی اس وقت تک ان پر بعض شرعی حدود کا نفاذ مشکل اور بسا اوقات ناممکن ہوتا ہے۔

غربت اور عدم مساوات

معاشی طور پر کمزور لوگوں کے ساتھ سماج اور معاشرہ کا رویہ بدلا ہوا ہوتا ہے۔ اچھے خوشحال خاندانوں میں بھی جیسے ہی کوئی غربت کا شکار ہوجاتا ہے سارے خاندان کے تعلقات روابط اور رشتوں پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ خاندان کا ہر فرد انجان اور بے زار ہونے لگتا ہے۔

غریب رشتہ داروں کی آمد پر غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ غریب ضعیفوں اور بزرگوں کا احترام اور اکرام ختم ہوجاتا ہے۔ گھر کے خواتین بچوں اور نوکروں کے تیور بدل جاتے ہیں۔ غریبوں کے ساتھ عدم مساوات کا مرض کئی صدیوں سے ملت کو لاحق ہوگیا ہے۔ مجالس، نشستوں، مہمان خانوں، دسترخوانوں، اور دفتروں سے الگ کردیا جاتا ہے۔ عدم مساوات کا عالم یہ ہوتا ہے کہ غریب دوست احباب رشتہ داروں کے ساتھ ہم طعامی، ہم کلامی، دعوت سیر و تفریح عیب سمجھی جاتی ہے۔

مسلم سوسائٹی بھی اوروں کی طرح عدم مساوات کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ غریب بستیوں کے عوام کو سوسائٹی میں کوئی مقام میسر نہیں ہوتا۔ غریب کے بچوں کو تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں ملتا۔ اچھی جگہ ملازمت نہیں ملتی اور نہ غریب کے بچوں کو سوسائٹی کا پیار و محبت و شفقت ملتا ہے۔ اور نہ ہی انکی کہیں نمائندگی قبول کی جاتی ہے۔

پیٹ بھرے جاہل سرمایہ داروں اور متمول ساہوکاروں کی قدر و منزلت کی جاتی ہے۔

لیکن ایک شریف النفس غریب خود دار مسلمان بھائی کی عزت نہیں ہوتی ۔ پیدل راہ رو غریب مسلمان کو کسی حویلی سے پانی کا ایک گلاس نہیں ملتا مرسیڈیز اور BMW میں آنے والے اجنبی کو گھر کی کنجیاں حوالے کر دی جاتیں ہیں۔ غریب مسلمان چاہے، کتنا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو حیوانات کے جائے مقام پر کھڑا کیا جاتا ہے۔

صرف معاشی بدحالی مسلم سوسائٹی کے لئے مسئلہ نہیں ہے بلکہ سماجی عدم مساوات بھی ایک چیلنج بن گیا ہے۔ اس چیلنج کا مقابلہ ملت کے تمام حساس و غیور لوگوں کو کرنا ہے اور مسلم سوسائٹی سے عدم مساوات جیسی مہلک بیماری کو ختم کرنا ہے۔ صدقات اور زکوۃ کی حد تک تو غریب امیر کی تعریف کی جاسکتی ہے لیکن انہیں ملت کے روزمرہ کے اہم ترین ملی امور سے علیحدہ نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ اسلام کی تاریخ گواہ ہے بڑے بڑے اسلامی مفکرین، ائمہ و فوجی جنرلس اور قائدین غریب تھے۔ ملت کی قیادت اور خدمت میں انکی غربت کبھی آڑے نہیں آئی۔ معاشرہ میں عدم مساوات کا قبیح جنگل دراصل کفر کی تخم ریزی کی وجہ سے پروان چڑھا۔

عدم مساوات Inequality نے سماج کو مکمل دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے دونوں حصے ایک دوسرے سے کٹے ہوئے ہیں۔ ایک سماج کے لئے دو معیارات اور دو طرز و اسلوب نہیں ہو سکتے سزا اور جزا کا طریقہ کار دونوں کے لئے مختلف نہیں ہو سکتا ایک کے لئے آب حیات، دوسرے کے لئے سُم الموت، ایک کے لئے عیش و عشرت دوسرے کے لئے تعذیب را آمد یکا۔

دین داروں کی قطاریں مال داروں کے دولت خانوں پر دیکھی جاسکتی ہیں تو دوسری جانب دین داروں کے گھر پر غریبوں کی داد و فریاد پر باب و دریچہ بھی نہیں کھلتے ۔ عدم مساوات نے مسلم سماج کو بکھیر دیا ہے اور اسے بانٹ بانٹ کر تقسیم کر دیا ہے۔ نبی کریم

ﷺ نے دنیا میں سب سے پہلا جو انقلاب برپا کیا تھا وہ یہ تھا کہ تمام اللہ کے بندے ایک ہیں اور مساوی ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فوقیت نہیں ہے انسانی سماج میں مساوات کی ایک ایسی مثال قائم کردی جو دنیا کے تمام اقوام، معاشروں کمیونٹیوں کیلئے نمونہ ہے۔

مہاجرین، انصار، فارسی، رومی، عجمی سب مدنی دور نبوتؐ میں مل جل کر عزت واحترام کے ساتھ نہ صرف رہا کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے کو اپنی مال وجائیداد میں شریک بنالیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے خاندانوں میں شادی بیاہ کر کے رشتہ قائم کیے۔ مالک، حبشی، غلام، باندیوں اور جنگی قیدیوں کو آزاد کر کے نکاح کروانے لگے اور مال دار متوسط خاندانوں میں ضم کروا کر عدم مساوات کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔

عدم مساوات کے خاتمہ کیلئے اسلام نے جتنی عملی مثالیں قائم کیں اس سے دنیا کم واقف ہے۔ مدنی دور نبوت ﷺ میں باندیوں کو یوں ہی استعمال کر کے چھوڑ دیا جا سکتا تھا لیکن یہ مساوات کا رحمانی انقلاب تھا۔ کل کی لونڈیاں آج بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اکرام اور طابعین کی محترم مائیں بن گئیں۔ حبشی غلاموں کو انصاری خواتین کے شوہر بننے کا اعزاز ملا۔

اسلام نے ابتداء ہی سے ایک ہی طرز زندگی اور اصول حیات کی تعلیم دی ہے اور عدم مساوات کی تمام جڑیں اکھاڑ دی گئیں اور اسلامی مساوات قدر و قیمت، احترام واکرام آج بھی دنیا کیلئے مینار نور ہے۔

پُر نور تاریخ رکھنے والی کمیونٹی آج عدم مساوات کے دلدل میں پھنس گئی ہے اور راجہ پرجہ عوام خواص، صاحب زادے، پالکڑے، غریب اور امیر میں سماج کی تقسیم کردی گئی ہے۔ جس دور میں خلافت کا خاتمہ ہوا اور ملوکیت اور بادشاہت کا قیام عمل میں آیا اس وقت

سے عدم مساوات کا بدترین دور شروع ہوا۔ عدم مساوات شخصی حکومتوں میں پروان چڑھائی گئی، اور اسے تقویت غیر مسلم معاشرہ کی وجہ سے ملی۔ مسلم سماج میں عدم مساوات کا کبھی کوئی وجود بھی نہیں تھا، ذاتی مفادات، جھوٹے کروفر، غرور وتکبر، دولت کے گھمنڈ اور سرمایہ داری کے نشہ نے پیدائش سے لیکر موت تک ہر شئے جدا جدا کر دی گئی ہے۔

مسلم معاشرہ میں غلامی Slavery System ابتدائی حصہ میں ہی ختم کر دی گئی۔ لیکن انقلاب نبوی ﷺ کے کئی صدیوں کے بعد عدم مساوات نے پھر سے جنم لینا شروع کیا۔ ناخواندہ صنعتی، زرعی مزدوروں اور تعلیم یافتہ غرباء کے ساتھ مساوات نہیں ہے۔ بلکہ سلوک، رشتے قربت دوستی کی بنیادیں سرمایہ اور مال و دولت سے ہے۔ عدم مساوات کا غریب کی ذات اور سائکولوجی پر راست اثرات پڑتے ہیں جسکی وجہ سے غریب عوام جسمانی اور ذہنی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے معمول کی آمدنی کے محدود ذرائع غیر واضح نصب العین، فہم و ادراک کی کمی زندگی کے اہم امور سے عدم واقفیت، تعلیمی پستی ناخواندگی وجہالت میں اضافہ، تہذیب وتمدن، اسلوب حیات سے تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے۔ عدم مساوات کی لعنت متمول گھرانوں میں بھی پہنچ چکی ہے۔ والدین بھی غربت امارت کے سلسلہ میں تفریق کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غریب اولاد کے مقابلہ مال دار اولاد سے محبت دوگنی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح غریب والدین کے ساتھ مال دار اولاد کے سلوک بھی نازیبا ہوتے ہیں۔ مال دار بہو کی آؤ بھگت تو غریب خاندان سے لائی گئی بہو سے ذلت آمیز سلوک۔ گھر سے لیکر سماج اور معاشرہ معیشت تعلیم، تجارت، قیادت اور حکومتی عہدے بھی عدم مساوات کا شکار ہیں۔ پوری مسلم ملت عدم مساوات کی لعنت میں ڈوب رہی ہے۔ جو سوسائٹی تضادات، انتشاق، نفاق، اور عدم مساوات کی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتی ہے وہ ترقی اور فلاح کی صاف وشفاف شارع پر آنہیں سکتی اور نہ ہی کبھی

مفلسی اور اجتماعی تباہی و بربادی انکا پیچھا چھوڑ سکتی ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کیلئے عدم مساوات ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ ملت اسلامیہ کو عدم مساوات سے آزادی دلانے اور اس مہلک مرض سے نجات دلانے کیلئے مسلم کیمونٹی کے قائدین و جماعتوں اور سوشل ورکرس کو دوگنی محنت کرنی ہوگی۔ منصوبہ بند پروگرام کے تحت عدم مساوات کے خاتمہ کیلئے ایک طویل جدوجہد کا آغاز لازمی ہے تا کہ ملت سے عدم مساوات کا مکمل خاتمہ ہو سکے اور سوسائٹی کا ہر فرد مساوی حیثیت کا حامل بن جائے۔

□☆□

غربت کے خاتمہ کے لیے

تدابیر و تجاویز

تدابیر و تجاویز

- صحت و غربت
- تعلیم و غربت
- خود روزگاری
- بچت کی ضرورت
- خدمات المالیہ
- سوشل کیپٹل
- بیت التمویل

صحت اور غربت

Poverty & Health

صحت مندی بڑی نعمت ہے۔غریب بستیوں میں غربت کی وجہ سے ضعیف حضرات، خواتین اور بچوں کی صحت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔نت نئی بیماریاں اپنا گھر بنالیتی ہیں ۔صحیح وٹامن، بھر پور غذائیں نہیں ملتی ۔خراب عادتوں کی وجہ سے گھر کے مرد حضرات اپنی مختصر آمدنی کا ایک حصہ شراب اور جوے میں اڑادیتے ہیں۔شدید سے شدید بیماریوں کی صورت میں بھی علاج ومعالجہ پر خرچ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

دنیا میں غربت کی وجہ سے غریب آبادیوں میں کئی Infectious Diseases متعدی امراض پائے جاتے ہیں ۔ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی آبادی کا بڑا حصہ غریب ہے ۔اور شدید غربت کی وجہ سے صحت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور ہمہ اقسام کے امراض پرورش پاتے رہتے ہیں۔دوسرے اقوام سے کہیں زیادہ غریب مسلمان آبادیوں میں صحت کے معاملہ میں عدم توجہی عام ہے۔

افریقہ، ایشیاء کے بیشتر ممالک جیسے سوڈان ،سومالیہ، اتھوپیا، اریٹریا، کینیا، بورکینا فاسو Burkena Fasu،کیمرون Cameroon، ماڈگسیر Madagaser، نامبیہ Nambia، نائجر Niger، نائجیریا Nigeria،روینڈا Rowanda، سینگال Senegal،تنزانیہ Tanzania،زامبیہ Zambia، گھانا Ghana،جمیک

Jamaica، پیرو Peru، بولیویا Bolivia، افغانستان ، بنگلہ دیش ،فلپائن، سری لنکا، ہندوستان، برما، تھائی لینڈ، میں غریب مسلمانوں کی صحت کی خرابی اور امراض میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔غریب خاندانوں میں حسب ذیل امراض پائے جاتے ہیں۔

Heart Failure Tuberculosis Pneumonia/ Influenza

Lung Cancer, Liver, Colorectal cancer Disease, Melanoma, Heart Failure, Tuberculosis, Pediculosis Gastroenteritis, Scrabies, Jaundice, Anemia, Prostrate Disease, Coronary Artery Diseaxe, Meningitis Urinary Tract Infection.

شدید امراض میں بھی مریضوں کو ہسپتالوں سے رجوع نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے ہی مہلک امراض میں مبتلا ہو کر موت کا شکار ہوتے رہتے ہیں ۔ معاشی تضادات Social Economic Variaton کی وجہ ایک ہی قوم اور ملت میں معیارات اور طرز زندگی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔مسلمانوں کی صحت وتندرستی پر اولین توجہ دینے کی ضرورت ہے۔طبی ماہرین، Medical Professionals کے ذریعہ خدمات فراہم کی جائے تو غریب مسلمانوں میں پائے جانے والے امراض کی روک تھام میں کامیابی ملے گی اور ایک مساوی طور پر سدھار لانے اور صحت مند مسلم معاشرہ بنانے میں آسانی ہوگی۔

ایک ہی کمیونٹی کے کم آمدنی والے معاشی گروپ کے بچے ایک ہی مقام پر کثرت سے رہتے ہیں وہاں Diarrhoeal Disease کے بار بار پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے اور صحیح طرح کا علاج اور دواؤں کا استعمال نہ ہونے کی وجہ سے علاقے میں امراض کہیں نہ کہیں رہ جاتے ہیں۔والدین خاص کر ماں کی بے توجہی کی بناء پر بچے شدید مرض میں مبتلا ہو کر مرجاتے ہیں ۔والدین کا رویہ اور بچے پالنے اور پروان چڑھانے کی صلاحیت کی عدم

موجودگی۔اور امراض کی ابتدائی دنوں میں تشخیص وعلاج نہ ہونے کی وجہ سے بچے موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں اکثر طبی امداد اور خدمات کو والدین ٹھکرا دیتے ہیں، اور بچوں کو ویسے ہی مرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔اگر بچے بہتر معالجہ سے صحت مند ہو رہے ہوں تو والدین کو فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ بچے کو کس طرح سے پالیں گے۔غربت کی وجہ سے پرورش کرنے سے قاصر ہوتے ہیں غریب بستیوں میں زیادہ تر بچوں کی اموات Diarrhoea , Malnutrition کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

اموات Mortality اور مفلوج واپاہج Morbidity کرنے والے کہنہ امراض کی شرح وتناسب سے کسی بھی سماج کے صحت اور تندرستی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔غریب لوگوں میں نومولود بچوں کی شرح اموات معاشی طور پر مستحکم خاندانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے اور بچوں کو صحیح وقت ٹیکہ اندازی اور مناسب Vaccination نہ دینے کہ سبب کئی ایسے امراض لاحق ہوجاتے ہیں جس سے جسم کے کوئی نہ کوئی اعضاء مفلوج ہوجاتے ہیں یا مستقل طور پر متعدی بیماری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ماؤں کے ظلم وزیادتی سے بھی بچوں کے اموات ہوتے ہیں۔افریقہ اور ایشیاء کے غریب علاقوں میں نومولود بچوں کے چہرے یا پیٹ کو گرم دھات سے جلایا جاتا ہے کھانا میں کئے گئے سروے کے مطابق 5% بچوں کی اموات چہرے کو گرم داغ دینے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ماں کی جہالت کی وجہ سے بچوں کی اموات ہوتی ہیں۔ایک اور سروے کے مطابق ایک لاکھ بچوں میں 13 تا 20 بچے محض ماؤں کی مار پیٹ کی وجہ سے فوت ہوجاتے ہیں۔

1. Steinberg LD. Catalano R, Sooly D.
Economic Antecedents of Child Neglect
"Child Development 1981:52:975-85"

1۔غریبوں میں پائے جانے والی عام بیماریاں

(1) **Respiratory Diseases:**

Tuberculosis Bronchitis Asthma
Lung Cancer Bronchocarcinoma Pneumonia

(2) **Cardiovascular Diseases**

Coronary Artery Disease Myocardial Infarction
Rheumatic Arthiritis ASD VSD

(3) **Gastro Intestinal Diseases :**

Gastritis Gastroenteritis Alcholic Liver Disease
Oesophagitis Typhoid Hepatitis Pancreatic Cancer
Diabetes

(4) **Nervous System**

Hemiplegia Paraplegia T.B. Spine

(5) **Renal Diseases:**

Urinary Tract Infection Hydronephrosis
Renal Failure Glomerulonephritis

(6) **Hematological Diseases**

Anemia Lymphoma Hodgekins Disease
Leukemia Myeloma

2۔ مردوں میں پائے جانے والے امراض

1 Hypertension (High B.P)
2. BPH (Benign Prostrate Hypertrophy)
3. ALD (Alcoholic Liver Disease)
4. Diabetes Mellitus (High Sugar Level)
5. Scabies (Boys)

6. Sexual Diseases
7. Coronary Artery Disease (CAD)

3۔خواتین میں پائے جانے والے بعض امراض

1. Anaemia 2. Leucorrhoea 3. Pediculosis

4. B Complex Deficiency 5. DUB (Irregular Periods)

حاملہ عورتوں کے طویل طبی مسائل ۔ حاملہ عورتوں کی صحیح نگہداشت اور تشخیص نہیں ہوتی۔ Pre natal اور Antenatal طبی مسائل اور پیچیدگیوں کی تشخیص نہیں کروائی جاتی۔جسکی وجہ سے بچے کی پیدائش میں مشکلات آتی ہیں جاہلانہ Crude طریقہ استعمال کئے جاتے ہیں۔جسکی وجہ سے مزید صحت خراب ہوجاتی ہے۔

Maternity & Child Birth بچے کے پیدائش Delivery مقامی دائیاں جو طبی اصولوں Basic Principles of Medicine سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں مدد کرتی ہیں ۔شاذ ونادر غریب حاملہ عورتیں قابل تعلیم یافتہ ڈاکٹر سے رجوع ہوتی ہیں ۔ POST NATAL CARE جو فراہم کرنا چاہئے وہ حاصل نہیں ہوتا۔غریب حاملہ عورتوں اور Delivery کے جاہلانہ قدیم طریقوں کی وجہ سے Fetal Mortality Rate بھی زیادہ ہوتا ہے۔

بچوں میں پائے جانے والے امراض

POLIOMYELITIS TUBERCULOSIS PNEUMONIA
MUMPS. MEASLES RUBELLA
TYPHOID
SCABIES
RICKETTS
PARASITIC INFESTATIONS

MARASMUS
KWASHIORKAR

Professional & Environmental Disease

کسان اور صنعتی مزدوروں میں مختلف قسم کے پیشہ کے اعتبار سے امراض پائے جاتے ہیں۔جن کارخانوں Factories میں Health Hazard Process سے Products تیار ہوتے ہیں وہاں کے مزدوروں میں امراض کا پایا جانا لازمی ہے۔ Chemical کیمکل فیکٹری ہوں سگریٹ و ٹوبیکو Cement Industries, Glass ، Food grain processing units یا Melting Units Coal Mine ,Asbestos , Siderosis ،Manufacturing Units Soda اس طرح کئی سو ایسے Industries ہیں جہاں کے مزدوروں کی صحت خراب ہونا اور امراض میں مبتلا ہونا لازمی ہے۔ترقی یافتہ Most Developed Countries کے صنعتوں میں یہ مسائل نہیں ہیں مزدوروں کے صحت کے لئے بڑی رقومات خرچ کی جاتیں ہیں اور فیکٹریوں کو Pollution Free بنایا جاتا ہے۔

کاربوہائڈریٹس، فیٹس اور پروٹنس

کاربوہائڈریٹس Carbohydrate: کاربوہائڈریٹس بیج Starch اور شوگر Sugar شکر پر مشتمل ہوتے ہیں۔ Carbohydrates ہمارا جسم کے لئے گلوکوز اور توانائی فراہم کرتے ہیں۔

ایشیائی اور افریقی ممالک میں یہ سب سے سستی غذا میں شامل ہوتی ہیں فیٹس Fats اور Carbohydrates کے زیادہ مقدار سے صحت خراب ہوتی ہے اور وزن بڑھتا ضروری ہے پروٹین والی غذا کے بجائے Fats اور کاربوہائڈریٹس سے پُر غذائیں کھانے

سے خون میں Cholesteral Level میں اضافہ ہوجاتا ہے جسکی وجہ سے خون کی نالیوں میں چکنائی جمع ہوجاتی ہے اوردل کی خون کی نالیاں کی دیواروں میں Cholestral خون کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اورآ خر کار قلب کا دورہ Heart Attack ہوتا ہے۔
Fats کی مقدار میں جتنی کمی کی جائے اتنا صحت کیلئے بہتر ہے۔

فیٹس FATS

غذا کا اہم حصہ fats ہے یہ Carbohydrates ہوں یا پروٹین کے فی Unit کے وزن میں اضافے کرتے ہیں غذائی تیل جو Limoleic، Fatty Acid، اور Arachidonic Acids پر مشتمل ہوتا ہے جسم کوفراہم کرتے ہیں۔

جسم کو کئی قسم کے فیٹس کی ضرورت ہوتی ہے جسمیں اہم Triglycerides Phospholipids ہیں۔ مقدار اور معیاری فیٹس سے خون میں Cholestrol کا اضافہ ہوتا ہے۔ مونگ پھلی، سورج مکھی، مکی کے تیل میں زیادہ مقدار ہیں Poly unsaturated fatty acid جوخون میں بڑھگی نباتاتی تیل کے مقابلہ میں کم Cholesterol میں اضافہ کرتے ہیں۔

پروٹینس PROTEINS

پروٹینس جسم میں خلیے Cell کی پیداواراورحفاظت کیلئےضروری ہے۔ جسم کے رگ پٹھوں Muscles & Tissue Vital Fluids Blood Enzymes بنانے میں ضروری عنصر کا کام کرتے ہیں۔

ہاضمہ اور امراض Infectious وغیرہ کی روک تھام میں مددگار ہوتے ہیں Proteins دراصل Amino Acid پر مشتمل ہوتے ہیں جو Tissue کی تعمیر میں انیٹ

کا کام کرتے ہیں۔ غذائی Proteins میں 20 قسم کے Amino Acid پائے جاتے ہیں۔

پروٹینس کا بہترین ایک اور ذریعہ گائے کا گوشت ہے۔گائے کے گوشت کے سلسلہ میں طبی وسائنسی معلومات کی کمی کی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جبکہ غرباء کیلئے فوری دستیاب سستا مقوی غذائیت سے بھرپور گوشت ہے۔خون کے اضافے کیلئے جتنے ٹانک تیار ہوتے ہیں وہ سب بھینس اور گائے کے کلیجوں کا جوش آندہ ہوتے ہیں۔بھیڑ بکریوں کے کلیجی سے اچھی ٹانک تیار نہیں ہوتی۔گائے کے گوشت سے اجتناب کرنا اللہ کی ایک بہترین مقوی غذا ونعمت سے محرومی ہے اور سائنسی طبی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

FOOD AND NUTRITION مقوی تغذیہ

تندرستی اور اچھی صحت کیلئے اچھی غذائیں تمام عمر کے لوگوں کے لئے لازمی ہیں متوازن غذاؤں کا استعمال ضروری ہے جس میں 4 قسم کی غذائیں روزانہ استعمال کرنا ضروری ہے۔

1 Cereal اجناس
2 Fruits میوے
3 Vegetables ترکاری
4 Meat گوشت

غریب خاندانوں میں یہ متوازن غذائیں استعمال نہیں کی جاتی۔انکے یہاں اتنی رقم نہیں ہوتی کہ وہ اچھی غذا کا استعمال کرسکیں۔اجناس Cereals اور مرچی مسالوں پر ہی زندگی بھرا کتفاء کیا جاتا ہے۔روٹی، پیاز، آلو یا مرچی سے کھائی جاتی ہے کہیں چاول اور دال یا پھر چاول یا مرچی کا پاوڈر ان کی کل غذاء ہوا کرتی ہے۔نسل در نسل یہی غذا پر زندگی بسر کرتے ہیں۔اس لئے غریب افراد میں اکثر Nutrition کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔کئی

نسلوں سے مخصوص غذا کے استعمال اور Nutrition کی کمی کی وجہ سے مخصوص قسم کی ساخت بن جاتی ہے کئی امراض انہیں گھیر لیتے ہیں۔

غریب لوگوں کیلئے بھی مقوی غذاؤں کا استعمال ضروری ہے ترکاری اور اناج کے علاوہ سستے عام میوں کا جیسے پپیا، موز، جام کا کثرت سے استعمال کرنا چاہیے۔

Health Care Centre کا قیام

ضرورت اس بات کی ہے کہ غریب بستیوں میں معیاری ہیلتھ کیر سنٹر قائم کیے جائیں۔ ہلتھ کیر سنٹر کے ساتھ Laboratory اور Pharmacy دونوں منسلک ہونے چاہیے۔

ان دونوں سہولتوں کے بغیر Health Care Centre اپنے تقاضہ کو حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوتے۔ ساتھ ہی ساتھ Ambulance اور Mobile Medical Unit بھی رہنا چاہیے جس سے دور دراز دیہاتوں تک ان تمام سہولتوں کو بہم پہنچایا جاسکتا ہے۔

کرسچن مشنریز کو طبی خدمات میں بھی بڑی مہارت اور تجربہ ہے اس لئے وہ بڑی آسانی سے غریب بستیوں اور مسلم علاقوں میں طبی خدمات کے ذریعہ اپنی سرگرمیوں کا جال بچھا دیتے ہیں۔ اور غریب لوگوں کی ضرورتیں بھی مفت پوری ہوتی ہیں۔ ہزاروں ایسے علاقوں کی نشاندہی ہوسکتی ہے جہاں 90% مسلمانوں کی آبادی ہے اور وہاں کے غریب مسلمان کرسچن مشنری کے ہسپتالوں سے استفادہ کرتے ہیں اور انکی امداد سے مفت یا سستا علاج و معالجہ ہوتا ہے۔ اخلاق و شائستگی کے ساتھ مفت علاج مل جائے تو عام آدمی اس سے ضرور استفادہ کرے گا مسلمانوں کی صحت و تندرستی کو غیر مسلم ماہرین اور اداروں کے رحم و کرم

پر چھوڑ دینا ملت کی بڑی غفلت اور کوتاہی ہے۔ فوری اس پر توجہ دی جائے تا کہ ہمارے عوام کو راست مناسب علاج معالجہ کی سہولتیں ہمیشہ مہیا ہو سکیں۔

□☆□

ﷺ نے دنیا میں سب سے پہلا جو انقلاب برپا کیا تھا وہ یہ تھا کہ تمام اللہ کے بندے ایک ہیں اور مساوی ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فوقیت نہیں ہے انسانی سماج میں مساوات کی ایک ایسی مثال قائم کردی جو دنیا کے تمام اقوام، معاشروں کیمونٹیوں کیلئے نمونہ ہے۔

مہاجرین، انصار، فارسی، رومی، عجمی سب مدنی دور نبوتؐ میں مل جل کر عزت و احترام کے ساتھ نہ صرف رہا کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے کو اپنی مال و جائیداد میں شریک بنالیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے خاندانوں میں شادی بیاہ کر کے رشتہ قائم کیے۔ مالک، حبشی، غلام، باندیوں اور جنگی قیدیوں کو آزاد کر کے نکاح کروانے لگے اور مال دار متوسط خاندانوں میں ضم کروا کر عدم مساوات کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کردیا۔

عدم مساوات کے خاتمہ کیلئے اسلام نے جتنی عملی مثالیں قائم کیں اس سے دنیا کم واقف ہے۔ مدنی دور نبوت ﷺ میں باندیوں کو یوں ہی استعمال کر کے چھوڑ دیا جاسکتا تھا لیکن یہ مساوات کا رحمانی انقلاب تھا۔ کل کی لونڈیاں آج بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اکرام اور طابعین کی محترم مائیں بن گئیں۔ حبشی غلاموں کو انصاری خواتین کے شوہر بننے کا اعزاز ملا۔

اسلام نے ابتداء ہی سے ایک ہی طرز زندگی اور اصول حیات کی تعلیم دی ہے اور عدم مساوات کی تمام جڑیں اکھاڑ دی گئیں اور اسلامی مساوات قدر و قیمت، احترام و اکرام آج بھی دنیا کیلئے مینار نور ہے۔

پُرنور تاریخ رکھنے والی کیمونٹی آج عدم مساوات کے دلدل میں پھنس گئی ہے اور راجہ پرجہ عوام خواص، صاحب زادے، پالکڑے، غریب اور امیر میں سماج کی تقسیم کردی گئی ہے۔ جس دور میں خلافت کا خاتمہ ہوا اور ملوکیت اور بادشاہت کا قیام عمل میں آیا اس وقت

مدارس ں طلباء کو ہفتہ وار اناج کی تقسیم بھی زیادہ راغب نہیں کر پاتی۔ بعض مزدور پیشہ والدین مرف اناج کے حصول کے خاطر اپنے بچوں کو ہفتہ میں ایک یا دو دن بھیجتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بچوں کو تعلیم سے قریب کرنے کیلئے دوہرا کام کرنا پڑتا ہے۔ ایک تو اسکولوں کا قیام دوسرے مقامی دیہات کے مزدور پیشہ والدین کو تعلیم کی طرف راغب کر کے ان کے بچوں کو مدارس میں روزانہ حاضری کا پابند بنانا پڑتا ہے ہر چند دنوں میں بچوں کو سکول جانے سے روک لیا جاتا ہے۔ عام طور پر جن اساتذہ کے اندر تعلیمی خدمت کا جذبہ ہوتا ہے وہ بار بار ایسے والدین کے گھر جا کر تعلیم کی طرف توجہ اور ترغیب دلاتے ہیں اور گھر گھر جا کر بچوں کو جمع کرنے کی جستجو کرتے ہیں۔

ت اسلامیہ کا غربت سے نچلا طبقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہونے سے عاجز ہے۔ جتنے دوسرے طبقات اور قبائل ہیں وہ حکومت یا عالمی تعلیمی اسکیموں سے استفادہ کر کے بہت جلد خط غربت سے نکلتے جا رہے ہیں۔

ار ہم دوسرے طبقات، قبائل اور غریب ترین مسلمانوں کا تقابل کریں تو پتہ چلے گا کہ غریب ترین مسلمان کو دوہری تعلیمی سہولتیں دستیاب ہوتی ہیں۔ ایک جانب حکومتی اور خانگی رفاہی مدارس دوسری جانب دینی تعلیمی ادارے۔ ہندوستان کے بعض دیہی علاقوں میں ایسے مدارس کا قیام اور انکی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ غریب ترین مسلمان والدین کیلئے ایسے مدارس زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں وہاں بچوں کے مفت قیام و طعام کے ساتھ تعلیم کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ صاف ستھرا ماحول اور زندگی کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کے ساتھ بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے دیہاتوں میں عام خانگی مدارس Private School کا قیام، سرمایہ کی فراہمی اور ماہانہ اخراجات کی فراہمی مشکل

ترین کام ہے۔

دیہی علاقوں میں مسلمانوں کے رفاہی خانگی اسکولس اتنی کامیابی سے زیادہ عرصہ تک نہیں چل پاتے جتنے دینی مدارس کامیابی سے کام کرتے ہیں۔ دینی مدارس ملت کے تعلیمی ضروریات کا تکمیل تو نہیں کر سکتے۔

یہ بڑی افسوس کی بات ہے ملک کے جن ریاستوں اور علاقوں میں مسلمان انتہائی غریب اور خط غربت سے نچلی زندگی گزار رہے ہیں وہاں پر دینی مدارس کا جال بھی ہے۔ سیکڑوں ہزاروں دینی مدارس کام کرتے ہیں پھر بھی خواندگی کی شرح میں خاطر خواہ اضافہ نہیں دیکھا گیا۔

ریاست اتر پردیش اور بہار میں 17%-تا 20% فیصد مسلمانوں کی آبادی ہے۔ ہندوستان کے ان دو ریاستوں سے علماء و حفاظ کی بڑی تعداد فارغ ہو کر نکلتی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر خواندگی کی شرح دوسری ریاستوں سے بہت کم ہے۔ مسلمانوں کے رفاہی خانگی اسکولس پر توجہ دی جائے تو کارآمد اور ملت کی ترقی کے لیے بہتر رول ادا کر سکتے ہیں۔

غربت اور مدرسہ حاضری

اتر پردیش U.P شمالی ہندوستان کی بڑی اور طاقتور ریاست ہے یہاں سب سے زیادہ دینی مدارس ہیں۔ ضلع مرادآباد جہاں 40% فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے وہاں کے دیہی علاقوں میں مدارس کو جانے والے طلباء کا تجزیہ کیا گیا تو ان میں اسکول جانے والے طلباء کی

(انڈین ڈیلو پمنٹ میگل 9 (صفحہ 84)

1. Source 1. Census 1991 Wider Village Survey 1987-81
Indian Davolopment Page 192
2. Source .1 CENSUS 1991 WIDER VILLAGE SURVEYS 1987-81
INDIAN DEVELOPMENT PAGE 192

سب سے کم تعداد مسلمان طلباء کی پائی گئی ہے۔ مرادآباد کا ایک گاؤں پالن پور ہے جہاں سے علماء حفاظ کی بڑی تعداد سالانہ فارغ ہوکر نکلتی ہے۔ اس گاؤں کے اعداد شمار قابل غور ہیں۔

طبقات Caste/ Community	افراد کی تعداد No. Of Persons	خواندگی کی شرح 7 سال سے زیادہ عمر		اسکول جانیوالے طلبا کی شرح 10-6 سال کی عمر	
		لڑکے %	لڑکیاں %	لڑکے %	لڑکیاں %
ہندو • ٹھاکر	283	56	19	50	46
• کاسچھ	8	100	100	-	-
• مورادا	294	39	02	63	25
• جٹب	133	12	0	33	0
مسلمان	140	20	02	31	20

پالن پور کے قریب کے تمام گاؤں کے سرکاری اور خانگی مدارس Private School کی حاضری کا حساب شامل کیا گیا ہے۔ 1993ء میں کئے گئے سروے کے موقع پر کاسچھ طبقے کے 6 تا 10 سال کی عمر کے کوئی طلباء وطلبات مدارس میں زیر تعلیم نہیں تھے۔

خواندگی کی شرح (7 سال اور اس سے بڑی عمر)

طبقہ	خاتون %	مرد %	دونوں کا اوسط %
ہندو	71	92	82%
شیڈول کاسٹ	22	43	33
شیڈول ٹرائبس	5	24	15
مسلمان	15	30	22

دینی مدارس اور جامعات سے فارغ ہونے والے طلباء کی بڑی تعداد وہی پسماندہ

علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ طلباء تعلیم کی فراغت کے بعد منبر کی خطابت، مسجد کی امامت اور مدارس کے مدرسین کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھال لیتے ہیں۔

ان میں جو طلباء ذہین اور فعال ہوتے ہیں انہیں عام تعلیمی میدان میں اپنے جوہر دکھلانے کے لئے سہولتیں دستیاب ہونے کے باوجود استفادہ نہیں کرتے۔ جسکی وجہ سے توازن کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی شرح دوسرے طبقات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ دینی مدارس کے فارغ طلباء اعلیٰ تعلیم کے لئے عام یونیورسٹیوں کا رخ لسانیات ادب Literature جیسے B.A، B.O.L اور M.A اور پیشہ وارانہ Professional Courses میں اکثریت صرف یونانی قدیم طبی کورس Unani Medicine میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اوران کو دوسرے Professional Courses میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔

جنوبی ہند کی دو ریاستوں کیرالا اور تامل ناڈو میں دینی مدارس کی تعلیمی خدمات وسیع بنیادوں پر فراہم کی جاتی ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم طلباء کیلئے لازمی ہے جسکی وجہ سے عام 12ویں جماعت اور اعلیٰ تعلیم کی حصول میں کوئی دقت پیش نہیں آتی یہ طالب علم پر منحصر ہوتا ہے کہ اپنی ذہنی صلاحتیوں کا استعمال کر کے اعلیٰ تعلیم کے حصول میں دوسرے طبقات کے ہم قدم رہیں۔

ان دو ریاستوں کے مسلمانوں کی خواندگی وتعلیم یافتہ لوگوں کی شرح دوسری ریاستوں کیلئے قابل تقلید ہے۔ جنوبی ہند میں تعلیمی جدوجہد کی وجہ سے زندگی کے ہر میدان میں مسلمان دوسرے طبقات کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ تعلیم، تجارت، سیاست، انتظامیہ ،میڈیا، ہر میدان میں انکا وجود اور ترقی ایک مثال ہے۔

Accessibility of Primary Schools: دیہی ناخواندہ علاقوں میں

پرائمری اسکولس دوردراز علاقوں میں قائم ہوتے ہیں۔ بچوں کو اوسطاً 3 تا 4 کیلومیٹر کے فاصلے طے کرکے اسکول جانا پڑتا ہے۔ جن گاؤں اور دیہاتوں میں بس کا معقول انتظام نہیں ہے وہاں تو تعلیم کا حصول آج بھی مشکل ترین ہے۔ مزدور پیشہ والدین کے لئے یہ بار گراں و ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کو صبح اول وقت اپنے کام پر جانا پڑتا ہے۔ ایسے وقت بچوں کو اسکول پر چھوڑنے اور روانہ کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

قریب میں جو سرکاری مدارس ہوتے ہیں وہاں علاقائی زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے جبکہ مسلمان طبقے کی اکثر زبان دوسرے طبقوں کے مقابلے میں مختلف ہوتی ہے ۔رفاہی اداروں اور مسلمانوں کی فلاحی تنظیموں کی اولین توجہ مسلم غریب بستیوں کے قریب ایسے مدارس کا قیام عمل میں لانا وقت کی اہم ضرورت ہے جہاں مفت تعلیم کے ساتھ غریب بچوں کے قیام وطعام اور آمدورفت کا انتظام بھی ہو۔ کئی مزدور پیشہ والدین بچوں کو تعلیم دلانے کے خواہش مند ہونے کے باوجود اس بات سے قاصر ہیں کہ بس کا کرایہ برداشت کریں۔ عالمی سطح پر تعلیمی تنظیمیں ایک اسکول کا معیار قائم کیا ہے جو نونہال نسل کی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

خانگی مدارس Private Schools

خانگی مدارس Private Schools دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کسی عام تعلیمی ادارے Educational Institution دوسرے دینی و رفاہی Religious & Social Institutions کی جانب سے قائم کئے اور چلائے جاتے ہیں۔

خانگی مدارس میں Educational Institution دینی تعلیمی رفاہی اداروں کو متحرک دیکھا گیا ہے۔ ایسے خانگی مدارس جسے صرف بلانفع ونقصان ملی بنیادوں پر چلایا جاتا

ہے وہ بہت کم ہے۔ دینی اور ملی خانگی تمام اسکولوں کے انتظامیہ میں بیشمار کمزوریوں اور انتظامی مہارت کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔ دینی مدارس میں علماء کی گرفت ہوتی ہے۔ اسکول کمیٹی کے پاس اچھے منتظمین نہیں ہوتے ہیں۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ طلباء و اساتذہ کے ساتھ سخت ناانصافیاں کی جاتی ہیں۔ اساتذہ کی تنخواہیں زرعی مزدوروں کے برابر بھی نہیں ہوتی اور طلباء کو انتہائی کسمپرسی میں رکھا جاتا ہے۔ ہاسٹلس میں معمولی قسم کی بغیر پروٹین اور بغیر وٹامنس والی غذائیں دی جاتی ہیں۔ بچت کی طرف زیادہ رجحان ہونے کی وجہ سے اسکول اور طلباء کے ضروریات کی تکمیل نہیں کی جاتی۔

مقامی حضرات کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں انہیں فن تعلیم اور تعلیمی میدان کی کماحقہ ضروریات سے واقفیت نہیں ہوتی۔ وہ نئے ٹکنک اور طریقہ کار Method سے واقف نہیں ہوتے جسکی بناء پر اسکول قدیم ترین مروجہ طریقے پر چلتا ہے۔ بلکہ ہر انتظامی کمیٹی اپنے محدود تجربہ کے لحاظ سے اسکول کو چلانے کی کوشش کرتی ہے جس کی وجہ سے نظام تعلیم اور مدرسہ کی کمیٹی میں ٹکراؤ نظر آتا ہے، جو مدارس اچھی مالی حالت میں آجاتے ہیں وہاں پر رقومات کی تقسیم میں جھگڑے نظر آتے ہیں۔ جو دیانت دار کمیٹیاں ہیں وہ طویل عرصہ تک اچھی خدمات پیش کرتی رہتی ہیں۔ خانگی مدارس میں معیار بہتر ہوتا ہے اور طلباء پر خاص توجہ دی جاتی ہے لیکن ملازمین کے حقوق کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ تنخواہوں سے دوگنی رقم کے Voucher پر دستخط لی جاتی ہے اور نصف سے کم تنخواہیں اساتذہ کو دی جاتی ہیں۔

مسلمانوں کے تمام مدارس میں اساتذہ کی جس طرح قدر دانی کرنی چاہئے نہیں کی جاتی بلکہ انہیں دوسرے ملازمین سے بھی کم درجہ ملتا ہے۔ انکی ضروریات زندگی ان کے اخراجات اور تعلیمی معیار تربیت پر توجہ نہیں دی جاتی دیہی علاقوں میں شدید ضرورت اور

اہمیت کی بناء پر جو بھی خدمات جس حیثیت میں بھی دی جارہی ہیں اسے سراہا جانا چاہئے۔ لیکن اسکا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ انتظامی امور میں کمزوریاں ملت کے تعلیمی مستقبل کونقصان پہنچاتے ہیں۔

خاتون اساتذہ

خاتون اساتذہ کی کافی اہمیت ہے۔ پرائمری Primary درجہ سے لیکر فوقانیہ و ہائی اسکول High School تک خاتون اساتذہ کا ہونا ضروری ہے بالخصوص طالبات کیلئے لازمی ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں ان کی خدمات سے تعلیمی سطح میں اضافے میں کافی مدد ملتی ہے ساری دنیا میں انکی مثالی خدمات سے استفادہ کیا جارہا ہے۔

دیہی علاقوں میں انھیں دو قسم کی مشکلات ہوتی ہے۔ ایک Transportation دوسرے بیت الخلاء وغیرہ کی۔ سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے کئی دیہاتوں میں جانے سے وہ قاصر ہوتی ہیں۔

خاتون اساتذہ کو مرد اساتذہ کے مقابلے میں تنخواہیں کم دی جاتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں مسلم خانگی Primary Level کے اسکولس میں تنخواہیں صرف 150 تا 300 ماہانہ مقرر ہے جو ایک وقت کی روٹی کیلئے بھی کافی نہیں ہے۔

غریب خاندان سے تعلق رکھنے والے طالبات کو پیشے تدریس میں خصوصی دلچسپی پیدا کرنا چاہئے۔ ہائی اسکول کے بعد ڈپلوما ان ایجوکیشن اور 12 ویں کے بعد ڈگری و ماسٹرس کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔

خاتون اساتذہ کی ملت اسلامیہ کو بڑی ضرورت ہے تاکہ گھر گھر علم کا چراغ روشن ہو اور تعلیم و اسکول ہر بچے کی بنیادی ضرورت بن جائے۔ دوسرے تمام Professions

پیشوں کے مقابلے میں یہ Profession بڑا ہی قابل احترام ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مضمون میں ہمارے یہاں تربیت یافتہ خاتون اساتذہ ہوں تا کہ انگلش، سائنس اور ریاضیات Maths جیسے مضامین کے لیے بھی ہم خود مکتفی ہو جائیں۔تعلیم یافتہ و تربیت یافتہ ٹیچرس ہی اسکولوں کے موجودہ معیار تعلیم کو بلند کر سکتے ہیں اور غیر معیاری اسکولوں کی جگہ معیاری اسکولوں کا جال پھیلایا جا سکے گا۔

□☆□

غربت وملی تعلیمی پالیسی

Poverty & Milli Education Policy

مسلم کمیونٹی جن ممالک اور علاقوں میں غریب ہے وہاں مقامی حکومتی تعلیمی پالیسی کے علاوہ ملت کی اپنی تعلیمی پالیسی کی شدید ضرورت ہے۔ پھر ایسے ممالک جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور غریب ہیں وہاں پر خصوصی تعلیمی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

ملت اسلامیہ غریب مسلمانوں کو غربت سے نجات دلانے کے سلسلہ میں اگر مخلص اور فکر مند ہے تو سب سے پہلا کام Eradication of Poverty غربت کے خاتمے کیلئے یہ ہے کہ مسلمانوں میں Systamatic School Education ترتیب وار اسکولس کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ اگر صحیح منصوبہ بندی کے ذریعہ مسلمان لڑکے اور لڑکیوں میں تعلیم کو فروغ دیا جائے دیہات، دیہات مدارس کا جال بچھایا جائے تو یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ آئندہ آنے والی نسل کو غربت سے آزادی حاصل کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی۔ جہالت میں ڈوبی ہوئی غربت سے نجات کا بہترین بنیادی ذریعہ تعلیم اور مسلسل معاشی جدوجہد ہے۔ جن لوگوں نے بھی بغیر بنیادی تعلیم کے غربت کو دور کرنے کی کوشش کی وہ کسی وقت کامیاب بھی ہوئی ہو تو خوشحال لوگوں کی شدید جہالت نے اور تباہی مچانا شروع کردیا۔ بعض ساحلی علاقوں میں مسلم عوام غیر تعلیم یافتہ ہیں لیکن تجارت کی وجہ سے انکی معاشی حالت مستحکم اور خوشحال ہے۔ اگر یہ خوشحالی سے فائدہ اٹھا کر اپنی نئی نسل کو تعلیم سے

آراستہ نہیں کریں گے تو مستقبل اور خوفناک و بھیانک ہوسکتا ہے۔

غربت کے خاتمہ کیلئے کسی بھی امداد کو غرباء میں تقسیم کیا جائے اس سے حقیقت میں غربت ختم نہیں ہوگی غربت کے خاتمے کیلئے تعلیم ضروری ہے اور خواندگی کی شرح میں اضافہ ضروری ہے اسکول Education ہر بچے کے لئے لازمی قرار دینا چاہئے اور ہر غریب مسلمان بچے کے تعلیمی اخراجات کو ملت اجتماعی طور پر برداشت کرے۔ چونکہ ہمارے سماج کی بنیادیں کھوکھلی ہیں جو کام کرنے جاتے ہیں وہ ناکامی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ زندگی کی ہر سطح پر ان پڑھ نیم پڑھے لکھے لوگوں کا راج نظر آتا ہے۔ کم علمی کم تجربہ کاری اور عقل اور فہم فراست کی کمی نے تباہی مچا رکھی ہے۔

عالمی سطح پر بچوں کی تعلیم پر کئی پروگرام روبہ عمل لائے جارہے ہیں۔ جن ممالک میں غربت اور ناخواندگی کا راج ہے وہاں کی بعض حکومتیں کہیں خاصی توجہ دیتی ہیں اور بعض اپنی ہی عوام کے ساتھ فرقوں طبقوں کے اعتبار سے تعلیمی امداد کرتی ہیں۔ کئی حکومتیں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی اور ایک دوسرے مذاہب کے ساتھ شدید عصبیتوں کا شکار ہے۔

ایسے ممالک جن کو عالمی تعلیمی امداد ملتی ہے وہ حکومت کے مخصوص پسندیدہ علاقوں میں صرف کئے جاتے ہیں۔ جن ممالک اور ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے وہاں کے مسلمانوں کو دوگنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام دشمن حکومتوں سے کیا مسلمان تعلیمی مصارف کیلئے امداد لے سکتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ مسلمان جن علاقوں میں سطح غربت سے نیچے کی زندگی بسر کررہے ہیں انکے لئے اجتماعی طور پر ملت کی جانب سے کوئی توجہ نہ ہو اور منظم پیمانے پر تعلیم کے انتظام پر اخراجات کی پابجائی نہ کی جاتی ہو تو شرعی طور پر ایسی گنجائش ضرور نکل سکتی ہے جس میں مسلمان اپنی شدید غربت کی وجہ سے حکومتی امدادی مدارس میں بچوں کو تعلیم دلوا کر کم

ازکم خواندہ بنائیں۔ مستقبل کی مسلسل تباہی اور ملت کی مزید پستی سے بہتر ہے کہ بادل نا خواستہ حکومتی تعلیمی امداد حاصل کرنے کی گنجائش نکالیں۔اس امداد کے حصول میں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہیں ایمان اور ملت کی سودے بازی اور کسی سیاسی پارٹی کیلئے ووٹ بنک نہ بن جائیں۔اسکولس اور کالجوں کا قیام ملت کی نوجوان نسل کوتعلیم یافتہ بنانے کے مقصد سے کیا جانا چاہئے نہ کہ خفیہ پروگرام کے تحت مخصوص قوتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے تعلیمی سرگرمیاں چلائی جائیں۔

مسلمان خواہ کوئی علاقے کے ہوں اپنے بل بوتے پر اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں اور چلائیں۔کرسچن مشنریز کا غریب ممالک اور غریب ترین علاقوں میں جال پھیلا ہوا ہے۔مقامی حکومتوں کی شدید مخالفتوں کے باوجود انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ تمام مدارس انکی اپنی ذاتی ملکیت میں ہوتے ہیں۔تعلیمی میدان میں مستقل منظم کام کرنے کی ضرورت ہے ملت کی غربت اور جہالت دور کرنے کا واحد موثر ذریعہ تعلیم اورتربیت ہے۔ غریب مسلمان بچوں کوتعلیم سے آراستہ کردیا جائے اور بہتر طریقہ پر دنیوی علوم اورفنون کی معیاری تربیت دی جائے تو نوجوان کیلئے عملی زندگی میں غربت سے لڑنے اور غربت کو گرفت میں رکھنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔تونگری نصیب نہ ہوتو کم ازکم غربت تو ان سے دور بھاگے گی اور یہ ایک اوسط خوشحال زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

مدارس کے قیام،انتظام،انصرام میں سب سے اولین بڑا مسئلہ سالانہ اخراجات کی پابجائی کا ہوتا ہے اگر ان اخراجات کا پہلے ہی سے انتظام کرلیا جائے تو اطمینان کے ساتھ دیہی غریب علاقوں میں مدارس چلائے جاسکتے ہیں اور غریب ترین طبقہ کے بچے مفت تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔

ملی تعلیمی نظام کی تشکیل جدید اور ترقی و ترویج

ہمارے یہاں تعلیمی نظام کئی کمزوریوں اور مسائل سے بھرپور ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نظام کی تشکیل جدید کی جائے۔

1 کمیونٹی ملی اسکولوں کا قیام
2 تربیت یافتہ اساتذہ کا تقرر
3 خاتون، اساتذہ کی خصوصی تربیت
4 تعلیمی فنڈ کو مستحکم کرنے کے لئے نئی حکمت عملی
5 غریب بچوں کیلئے مفت تعلیم کا انتظام
6 بنیادی ضروریات اسکول کی عمارت، بیت الخلاء، فرنیچر، اور ٹرانسپورٹ کے انتظام کو لازمی بنائیں۔
7 دینی اور عصری تعلیم کو ساتھ ساتھ رکھیں۔
8 طلباء و طالبات کے لئے خصوصی تعلیمی وظائف۔
9 اسکول کی تمام جائیدادیں اور اثاثہ جات ملت کی ملکیت ہوں۔
10 ذاتی ملکیت بنانے والے افراد کی ہمت افزائی نہ کی جائے۔
11 حساب کتاب اور انتظامی امور میں کوئی کمی بیشی نہ کی جائے۔
12 فاضل آمدنی کو محتاط طریقہ پر تعلیمی ترقی کیلئے خرچ کریں۔
13 اساتذہ اور دوسرے ملازمین کا وقفہ وقفہ سے اہلیتی Test لیا جائے۔
14 ملازمین اسکول اور اساتذہ کو تنخواہیں حکومت کے Pay Roll کے مطابق دی جائیں۔ تنخواہوں کے علاوہ دوسری سہولیات کیلئے بھی ماہانہ کچھ نہ کچھ مقرر کیا

جائے۔

15 بچوں اور والدین میں تعلیم کا ذوق بڑھایا جائے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے شوق پیدا کیا جائے۔

16 والدین کی کونسلنگ کی جائے۔

17 غریب طلباء کو شہروں کے تعلیمی دوروں پر بھیجا جائے اور معیاری اسکولوں کا مشاہدہ کروایا جائے۔اور ان کے ساتھ مقابلے رکھیں جائیں۔

18 دیہات اور گاؤں کے ماحول سے بچوں کو دور رکھنے کی کوشش کی جائے۔

19 تعطیلات میں بھی خصوصی Technical Course رکھے جائیں۔

20 جسمانی اور ذہنی صلاحتیوں کو پروان چڑھانے کے لیے کھیل کے علاوہ مختلف Aptituted Test منعقد کئے جائیں۔

غریب طلباء کو Common Entrance Test کی تیاری کیلئے خصوصی کورسز رکھے جائیں تا کہ اعلیٰ تعلیم میں داخلہ مل سکے۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مالی مدد دینے کیلئے خصوصی فنڈ تیار رکھا جائے طالبات اور خواتین کیلئے فاصلاتی کورسز کے ذریعہ یونیورسٹی امتحانات میں شرکت کیلئے تیار کیا جائے اور تدریسی عملہ کے ذریعہ انکی رہنمائی کی جائے۔

طلباء کے لئے مفت کتب کی فراہمی کی سہولت رکھی جائے۔لائبریریز و بک بنک کا قیام ہر علاقے میں عمل میں لایا جائے۔

ٹیکنیکل کورسز Technical Courses

ملی تعلیمی پالیسی میں دوسری بڑی اہمیت ٹکنکل کورس کو دینی چاہئے۔جو طلباء میٹرک بعد

اپنی تعلیم جاری رکھنے سے قاصر ہیں انہیں Technical Courses کی سہولتیں فراہم کی جانی چاہئے۔ تاکہ لڑکے ،لڑکیاں تعلیم کے اختتام کے ساتھ ہی ملازمت حاصل کرسکیں یا خود روزگار کا کام کرسکیں۔

اعلیٰ تعلیم Higher Education

ملت کو بچوں اور نوجوان نسل کیلئے اسکولی تعلیم اور Technical Education کے بعد فوری توجہ Higher Education کی جانب دینی چاہیے۔ تعلیمی پالیسی میں اعلیٰ تعلیم کو لازمی جز بنائیں غریب طلباء کو Professional Course کی تکمیل یا اعلیٰ تعلیم کے لیے فیس اور بیرونی ریاست اور ملک کے سفر کے اخراجات تمام ملت کے رفاہی ادارے برداشت کریں اور اضلاع کی سطح پر یہ کام منظم کیا جانا چاہئے۔

غریب بستیوں اور دیہاتوں کے طلبہ بھی ذہانت میں کسی سے کم نہیں ہوتے۔ صحیح نگہداشت، رہنمائی اور تعاون پر اعلیٰ تعلیم کے حصول میں دوسرے ذہین طلبہ کے مساوی بن جاتے ہیں۔ غیر انگلش میڈیم کے طلبہ کو دوسرے مضامین سے بڑھ کر انگلش پر بہت زیادہ خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ذہین ہونے کے باوجود اعلیٰ تعلیم کے لیے قابلیتی ٹسٹ میں محض اس لیے فیل ہوجاتے ہیں کہ ان کی انگلش کمزور ہوتی ہے۔ جو طلباء انگلش میں اچھی محنت کرتے ہیں انہیں آئندہ ترقی کے مراحل میں لسانی دقت پیش نہیں آتی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ غریب ذہین طلبہ میں ذوق وشوق پیدا کر کے انہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ و Professional بنانے تک ان کا تعاون جاری رکھیں۔ تاکہ آئندہ دہوں میں ملت میں اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان نسل کی کثرت ہوجائے اور مسلم کیمونٹی پھر سے دوبارہ مینارۂ نور بن جائے اور بڑی حد تک غربت کا خاتمہ ہوجائے۔

ملی تعلیمی پالیسی کو تین مراحل میں روبہ عمل لاسکتے ہیں

1 پہلا مرحلہ معیاری اسکولوں کا قیام

2 دوسرا مرحلہ Technical Course خود روزگار کورسز

3 تیسرا مرحلہ Higher Education

ان تینوں سطحوں پر منظم پیمانے پر جنوبی ہند کی ریاستوں میں مسلمان تعلیمی اداروں کی کامیاب کارکردگی کے باوجود انتظامی اُمور اور معیار تعلیم کے اصلاحات کی ضرورت ہے۔ تجربات اور ماہرانہ خدمات کی شدید کمی ان تعلیمی اداروں میں پائی جاتی ہے۔ بے قاعدہ بے ڈھنگ پھیلاؤ آئندہ مستقبل میں نقصان دہ ہوسکتا ہے مثالی کام کیا ہے اور تینوں سطحوں پر مسلمان طلباء اور نوجوان نسل کو آگے بڑھانے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

□☆□

خودروزگاری

Self Employment

غربت کے خلاف جنگ میں خودروزگاری بہت بڑا ہتھیار ہے اسکے ذریعہ غربت کا خاتمہ کیا جانا ممکن ہے۔ لاکھوں نوجوان بے روزگار ہیں۔ سالہاسال محنت کے باوجود ملازمت نہیں ملتی۔

غریب تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، ناخواندہ لوگوں کیلئے بہتر یہ ہوتا ہے کہ وہ ملازمت کی تلاش میں سالوں، مہینوں ضائع کرنے کے بجائے خودروزگار پیشے اختیار کریں جس سے معاشی استحکام اور خوشحالی حاصل ہوسکے۔ نوجوان اور خواتین و مرد حضرات کو اپنی اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے کئی خودروزگار اسکیم شروع کرنے کے مواقع تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ خودروزگاری ان لوگوں کیلئے زیادہ فائدہ مند ہے جو پیشہ ورانہ صلاحیت اور Technical Industrial Training Institutes سے کوئی نہ کوئی تربیت حاصل کرچکے ہوں۔ غیر تربیتی ہاتھ Untrained Raw Hands خودروزگاری کیلئے زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہوتے۔ دیہی علاقوں میں ان شعبوں میں اچھے مواقع ہیں۔ مثلاً

1. Mechanical, Automobile Workshops
2. Electronic Repairing Rooms
3. Computer Hardware & Repairing Centre

4. Furniture Reparing Shops
5. Industrial Machanics

اس طرح کے اور کئی کورس ہو سکتے ہیں۔

خواتین کیلئے بعض کام

مثلاً

1. Tailoring
2. Screen Printing
3. Bambo Products Manufacturing
4. Agarbatti ' Mumbatti Match Box Manufacturing
5. Papad & Candles
6. Cooking & Catering Contracts
7. Ladies Products
8. Handi Crafts
9. Stove Repairing etc.

نفع بخش پیشہ ورانہ شعبوں کی طویل فہرست ہیں ایسے کئی کاروبار بھی ہیں جسے عملی طور پر شروع کرنے کی ضرورت ہے۔عصر حاضر میں ایشیائی غریب ممالک میں ناخواندہ نیم تعلیم یافتہ خواتین کیلئے آمدنی پیدا کرنے والے پیشے ہیں۔ترقی یافتہ دولت مند ممالک میں یہ پیشے کارآمد نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ ایسے سیکڑوں Profession ہیں جو مختلف ممالک اور علاقوں کے اعتبار سے نفع بخش ہیں۔

چھوٹی تجارت میں سرمایہ کاری Investment In Small Bussiness

جو مرد و خواتین ٹیکنیکل تربیت یافتہ نہیں ہیں لیکن ان میں کچھ کرنے کی اچھی

صلاحیتیں بھی پائی جاتی ہیں تو ایسے لوگوں کو غربت سے **آزادی حاصل** کرنے کیلئے بہت سے مارکٹ کے چیلنجیز کو قبول کرنا پڑتا ہے، اور جو **مشکلات و مصائب** کا جم کر مقابلہ کر کے مارکٹ میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانا چاہتے ہوں تو ایسے **ہونہار** پُرامید نئے تجار کو ایک مضبوط قدم اٹھانا پڑتا ہے۔ چھوٹی سی تجارت میں بھی راس **المال** اور سرمایہ کاری کی ضرورت پڑتی ہے۔ غربت میں سرمایہ کیسے اکٹھا کیا جائے اور سر**مایہ کاری** کیسے کی جائے یہ اہم سوال ہے۔

چارطرح سے سرمایہ اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔

1۔ نجی بچت 2۔ رشتہ داروں دوست احباب سے **قرض** 3۔ اپنی منقولہ غیر منقولہ Movable, Immovable ملکیت کو رہن **رکھ کر قرض حاصل** کریں یا انہیں فروخت کر کے سرمایہ اکٹھا کریں 4۔ مالیاتی اداروں Financial Institution سے طویل مدتی بلاسودی قرض جائز طریقے سے سرمایہ حاصل کر کے چھوٹی تجارت Trading بہتر طریقہ سے کر سکتے ہیں۔ پہلے بحیثیت چلر فروش Retailer **پھر تھوک** فروش Wholesaler بن سکتے ہیں۔ اور حکومت کے مختلف خود روزگار اسکیمات کے تحت دیا جانے والا بلاسودی قرض حاصل کر سکتے ہیں۔

ان ذرائع کے علاوہ اپنے علاقوں میں اور کئی مختلف بہتر ذرائع ہو سکتے ہیں جہاں سے قرض لیکر چھوٹی تجارت Small Business **قائم کی جاسکتی** ہے۔

چند نفع بخش عام تجارتیں حسب ذیل ہیں

1 Basic Commodity Shops اشیاء ماتحجات کی دوکانیں

2 Stationery Manufacturing

3 Transport and Three Wheeler, Four Wheeler

Taxi ٹرانسپورٹ، تین اور چار پہیوں والی ٹیکسی کی خریداری۔

4 Food Products Manufacturing مفید غذائی پروڈکٹس کی تیاری۔

5 فرنیچر Furniture Manufacturing

6 ڈیری فارم DairyFarm

7 فلوریسٹ Flourist

8 لانڈری Laundry

9 بیکری Bakery

10 ریڈی میڈ گارمنٹ Readymade Garment

11 Interior Decoration Products

12 الیکٹرانک پروڈکٹس Electronic Products

13 الیکٹرانک کھلونے Electronic Toy Products

14 لکڑی اور بمبو پروڈکٹس Wood & Bamboo Products

15 دستکاری کاغذ کی تیاری Handmade Paper

ایسی کئی سو چھوٹی تجارتیں Small Business ہیں جسے چھوٹی سرمایہ کاری کے ذریعہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ Small Business Investment سے پہلے اچھی طرح سے Line کی معلومات اور بازار کی صورت حال اور اتار چڑھاؤ کو معلوم کر لینا چاہیے بلکہ جس تجارت کو اختیار کرنا چاہیے اس سے پہلے اس متعلقہ تجارت میں چند دن کچھ نہ کچھ تجربہ حاصل کریں تا تجربے کاری کل کے دن تجربے کاری میں بدل جاتی ہے۔ بغیر تجربہ کے کسی کاروبار میں بھی نقصانات کا خدشہ رہتا ہے۔ لیکن کامیابی سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بہتر اور کارآمد بات یہ ہے کہ پہلے تجربہ حاصل کریں اور پھر سرمایہ کاری کریں۔

ایسے حضرات جو غریب خاندان کی مدد کرتے ہیں انکے لئے مناسب یہ ہے کہ ایک ایک خاندان کے نوجوان کو خودروزگاری پر لگا کر کارآمد بنادیں۔ ایک خاندان سے ایک فرد کو خودروزگار اور خودمکتفی بنانا ایک پورے خاندان کو غربت سے نجات دلانا ہے۔

□☆□

بچت کی ضرورت

Need to Save

غریب کی آمدنی خواہ کتنی ہو لیکن غریب کی روز مرہ کی مزدوری یا ماہانہ تنخواہ میں سے بچت کرنا لازمی ہے۔ چھوٹی چھوٹی رقومات کا متواتر بچانا ایک مدت کے بعد غریب کے لئے بڑی نعمت اور ذاتی مدد ثابت ہوتا ہے۔ چھوٹی بچت Small Saving خاندان کے مشکل ترین معاشی حالات کے وقت کارآمد اور مددگار ثابت ہوتی ہے۔ غریب کے لئے یہ بات انتہائی مشکل ہوتی ہے کہ روزمرہ کے اخراجات ہی پورے ہونا ممکن نہیں تو پھر بچت کن نقد اور رقم میں سے کی جائے؟ اگر غریب لوگ آج بچت نہ کریں تو ہوسکتا ہے آئندہ دنوں میں اور معاشی حالات ابتر ہوجائیں۔ اور غریب سے غریب تر ہوتے جائیں۔ غربت سے غلامی اور آزادی کیلئے عورتوں، نوجوانوں اور مردوں کی بچت معاشی استحکام اور خوشحالی میں بڑی مدد دیتی ہے۔

غربت سے مقابلہ کرنے اور غربت کے خاتمہ کیلئے بچت کرنا ضروری ہے ایک تو ہنگامی صورت حال میں روزمرہ کی حاصل ہوتے والی آمدنیوں سے کی جانے والی بچت پیدائش، تعلیم، شادی بیاہ، امراض کا علاج جیسے ہنگامی حالات اور موت کے وقت کارآمد ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بچت ملکیت Property & Assets بنانے اور تجارت کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے۔ غریب لوگوں کو بچت کرنا چاہیئے بچت میں انکی

مستقبل کی بھلائی اور ترقی ہے۔

اگر کسی شخص کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو اسے اسی پیسے میں ضرورتوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بڑے مالیاتی ادارے اور کمپنیاں غریبوں کی ضرورت پوری نہیں کرتے اور نہ ہی کمزور معاشی پوزیشن رکھنے والوں سے انکا کوئی واسطہ ہوتا ہے۔ ہمیں غریب کے پیسوں کا انتظام بہتر منصوبہ بند طریقے سے کرنا سیکھنا ہوگا تا کہ سلم علاقوں اور گاؤں میں ترقی کی امید کی جا سکے۔ مختصر سرمایہ کا صحیح انتظام غریب کے پاس موجود رقومات سے شروع ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر ضروری اخراجات سے اجتناب اور ایسی محفوظ جگہ کی تلاش جہاں طویل مدت تک رقومات محفوظ رہیں اس قسم کی سہولت امداد باہمی اداروں سے مہیا ہو سکتی ہیں۔

بچت کے سلسلہ میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ ایک غریب جسے پیٹ بھر کھانے کے لئے پیسے کافی نہیں ہوں، وہ بچت کیسے کرسکتا ہے؟ غریب کے ذرائع آمدنی بڑھانے کے لئے صحیح مشوروں سے لیکر بچت خدمات کے ذریعہ انکا تعاون ضروری ہے۔ غریب لوگوں میں ایسے غریب جو اخراجات تو پورے کر سکتے ہیں لیکن بچت نہیں کر سکتے ہیں انکی بھی خاصی تعداد ہے جو بچت کے سلسلہ میں مختلف فائدہ مند اسکیمات کے خواہشمند اور منتظر ہوتے ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ غریب ہی سب سے بڑا خرچ کرنے والا ہوتا ہے جس کے پاس جو کچھ سرمایہ ہوتا ہے وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا ہے پھر آمدنیوں کا بڑا حصہ دو باتوں پر خرچ ہوتا ہے ایک Life Cycle Need دوسرے ہنگامی ضروریات Emergency Need۔

افریقہ میں والدین کی تدفین اور ایشیائی ممالک جیسے ہندوستان، بنگلہ دیش، پاکستان سری لنکا میں لڑکی کی شادی پر خطیر رقم خرچ کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے بڑے اخراجات میں

بچے کی پیدائش بچوں کی نگہداشت، **تعلیم**، گھر کی تعمیر، سماجی تقریبات ضعیف و بیوہ کے اخراجات خونی رشتوں کی وقت ضرورت مدد اور قرض کی فراہمی اولین بنیادی ضروریات میں شامل ہیں۔

ہنگامی صورت حال Emergency

زندگی میں بسا اوقات **ہنگامی** صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور پیسے کی سخت ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ایک شخص **Personal** ہنگامی صورت حال سے جیسے کام کے دوران شدید حادثات **Traffic Accidents** وغیرہ دوسرے آفات سماوی و الارض اور آگ، جنگ ارباب حکومت کا عتاب فرقہ وارانہ فسادات، نسلی ولسانی دنگوں میں غریب بستیوں اور آبادی کا سب سے زیادہ جانی و مالی **نقصان** ہوتا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں خاندان نان وشبینہ کیلیے محتاج ہو جاتے ہیں یا کام کے دوران یا سفر میں حادثات نقل مقام وغیرہ کے لئے اخراجات کی ہنگامی اور فوری طور پر ضرورت ہوتی۔

□☆□

خدمات المالیہ

Financial Services

مالیہ کے لین دین ڈپازٹ، قرض اور منتقلی کیلئے Bank & Financial Institution منظم پیمانے پر دنیا میں کام کرتے ہیں۔ لیکن بنکوں کے اصول وضوابط اور طریقہ کار کے مطابق غریب اور مالی طور پر کمزور لوگوں کی خاطر خواہ اس سے ضرورت پوری نہیں ہوتی Bank کے قرض کے معیارات، اور اصولیات اتنے اونچے اور اعلیٰ ہوتے ہیں کہ ایک غریب اس سے صحیح طرح مستفید نہیں ہوسکتا۔

معاشرہ کی مالیتی (Financial) چھوٹی چھوٹی مطالبات کو پورا کرنے کیلئے بنک کا متبادل سسٹم (Alternative System) رائج ہے۔ کسانوں، مزدوروں، ملازمین اور غریب طبقے کیلئے۔ زمانے قدیم میں صرف سیٹھ ساہوکار (Money ،Pawn Brokers Lenders) ہی قرضوں کا واحد ذریعہ تھے۔ غریب اپنی منقولہ غیر منقولہ قیمتی جائدادوں کے عوض قرض حاصل کیا کرتے تھے۔ قرض پر سود کا تناسب اور فیصد اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ مقروض شخص کبھی قرض لوٹا نہیں سکتا تھا۔ انکی جائیداد اور قیمتی اشیاء کی ضبطی ہوجاتی تھی۔

موجودہ دور میں انکی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے نئے نظریات اور طریقہ کار رائج ہوئے ہیں جو سہل اور غیر تجارتی امداد باہمی کے اصول پر کارکردہیں۔

امداد باہمی کے اصولوں پر دو طرح کے مالیتی اداروں سے مالیتی امداد اور قرض کی

اجرائی عمل میں آتی ہے۔

1. Credit Co-operative Society

   Thrift and Loan Co-operatives

2. Saving Clubs & Credit Union

کریڈٹ کواپریٹیو سوسائٹی

Credit Co-operative Society

یہ سوسائٹیاں مقامی، ریاستی حکومت کے قانون کے تحت درج رجسٹر کروائی جاتیں ہیں ارکان سوسائٹی بعض مدت کیلئے اراکین بورڈ (Board of Directors) اور چیرمین کا انتخاب کرتے ہیں۔ایک منتخبہ باڈی ان سوسائٹیز کو چلاتی ہے۔

اراکین سوسائٹیز کو کافی سہولتیں ملتی ہیں۔ایک تو یہ کہ اپنی چھوٹی چھوٹی رقومات کو کسی نہ کسی اسکیم کے تحت جمع کرواسکتے ہیں اور اقساط پر جاری کی جانے والی مختلف قرضے جات سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

تھریفٹ لون کواپریٹوز Thrift Loan Co-operatives

سے اراکین اپنے بچت کے مطابق اچھی طرح نجی مالی مسائل کے حل کیلئے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔

غریب علاقوں میں اس قسم کے Credit Societies کو قائم کیا جاسکتا ہے تاکہ دور جدید کے مالیتی نظام سے ہمارے غریب براداران بھی واقف ہوں اور بخوبی استفادہ کرسکیں۔

یہ تھریفٹ لون کواپریٹوز Thrift Loan Co-operatives سوسائٹیز ایک ہی

طبقے ایک ہی قسم کی مارکٹ اور ایک مخصوص پیشہ ورانہ گروپ کے لئے کارآمد ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مقامات پر بھی یہ سوسائٹیاں کامیاب ہیں۔

خدمات مالیہ Financial Services امداد باہمی کی بنیادوں پر غریبوں کو فراہم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ Credit Co-operative Societies اور Thrift and Loan Co-operatives مالی ضرورتوں کو وقتاً فوقتاً پورا کرنے کے لئے اراکین کے آپسی اتحاد کے ذریعہ کریڈٹ کواپریٹیو سائٹیوں کے قیام عمل میں لائے جاتے ہیں Thrift Societies اپنے ارکان کی بچت اور انکے لئے قرض اور آسان اقساط سے قرضوں کی واپسی کی خدمات فراہم کرتی ہیں۔

ان سوسائٹیوں کے ممبران کو آسان اقساط میں وقت ضرورت قرض مل جاتا ہے۔ یہ سوسائٹی مالی معاملات میں تجربہ رکھنے والے افراد طریقے سے چلا سکتے ہیں روزمرہ اور ماہانہ چھوٹی چھوٹی رقومات ڈپازٹ کروائی جاسکتی ہیں۔ ایک متعین مدت کے بعد غریب ایک ساتھ اپنی جمع شدہ رقم کو حاصل کرسکتا ہے۔

سیونگ کلبس اور کریڈٹ یونینس

UnionsSaving Clubs & Credit

Saving Clubs سے غریبوں کے چھوٹے چھوٹے اپنے مختصر مالی مسائل آسانی سے حل کرسکتے ہیں۔ اس کے لئے بہت بڑے ادارے اور نظم کی ضرورت نہیں ہوتی بچت کیلئے معاشی اعتبار سے کمزور کے دس دس کے گروپس اور یونین بنائے جاتے ہیں جن کے تحت آپس میں مٹھی فنڈ یا مسلسل چھوٹی چھوٹی رقومات کو جمع کر کے تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایشیائی

The Poor and their Money 'Stuart Rutherford'

ممالک میں چھوٹی بچتوں اور قرضوں کے سلسلہ میں ASCA اور ROSCA آسکا اور روسکا نے نام پیدا کیا ہے۔ یہ جاپانی نظریات مالی امداد باہمی ہیں امداد باہمی کے یہ دو نظریات کی دراصل 6سو سالہ قدیم تاریخ ہے۔جس کی بہتر تعریف ایک محقق Anthropologist، شرلی آرڈینر Shirely Ardener نے کی۔

'' باہمی اتحاد کے ذریعہ قائم شدہ ادارے کی ممبران اقساط یا ایک مشط اپنی بچت جمع کروا کر تعاون کرتے ہیں اور جمع شدہ فنڈ کو ایک کے بعد دیگرے ممبران میں باری باری تقسیم کیا جاتا ہے۔''

ROSCA دنیا کا سب سے فعال سستا باہمی مالیتی نظم ہے بچت کرنے والوں اور قرض خواہوں دونوں کیلئے نفع بخش امداد باہمی کا آسان طریقہ ہے۔ یہ Saving Club جو ایک کے بعد دوسرے ممبر کو قرض بھی دیتا ہے اور نفع بھی آپس میں تقسیم کرتا ہے۔

روسکا ROSCA میں 15 ممبران ملکر ایک سال کیلئے ایک بچت اسکیم شروع کرتے ہیں مثلاً ہر ممبر کو ماہانہ 12 روپے بطور قسط کے ادا کرنے ہوتے ہیں 12 ماہانہ روپے 15 ممبران سے جملہ 180 روپے جمع ہوتے ہیں جس میں سے 4 ماہ کی اقساط کی رقم بطور کمیشن (سود / نفع) کے 180 میں سے منہا کر کے 132 روپیہ قرعہ اٹھنے والے ممبر کو ادا کئے جاتے ہیں 48 روپیہ 14 ارکان میں تقسیم کر لئے جاتے ہیں۔ 12 ماہ میں 576 روپیہ 15 ارکان کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں 4 ممبران جن کا قرعہ نہیں اٹھایا جاتا انکے اقساط بھی ایک بعد دیگر وصول ہو جاتے ہیں۔ روسکا ROSCA میں صرف گروپ کے ممبران کو اجازت ہوتی ہے کسی باہر کے فرد کی شرکت کی اجازت نہیں ہوتی ہے وصول شدہ اقساط کو کسی تجوری میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی راست طور پر تمام ممبران کے بالمقابل رقومات منتقل کی جاتی ہیں بد دیانتی اور کسی دھوکہ دہی کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا روسکا ROSCA کو

چلانے کے چار طریقے ہیں۔

1 پہلے سے اتفاق شدہ معاہدہ Prior Agreement
2 ہر دور کے وقت معاہدہ Agreement at each round
3 قرعہ Lottery
4 بولی Bidding for lump sum

قرض پر سالانہ تقریباً 26% اور بچت پر 22% نفع، سود یا کمیشن حاصل ہوتا ہے۔ بازاروں اور منڈیوں کے علاوہ فیکٹریوں، آفس اور ملازمت کی جگہ روسکا ROSCA گروپ بہت زیادہ کامیاب ہے۔

آسکا ASCA روسکا ROSCA کے مقابلے میں اس سیونگ کلب Saving Club کی نوعیت بڑی حد تک مختلف ہے۔ روسکا ROSCA کو چلانے کیلئے تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ASCA کا نظام چلانے کیلئے مالیہ اور Accounts میں مہارت اور تجربہ ضروری ہے۔ آسکا ASCA میں ممبران کی رقومات طویل عرصہ تک جمع رہتی ہیں۔ یہ آسکا ASCA کا نظام چلانے والے ممبران کی ملکیت ہوتی ہے۔ اجتماعی طور پر وہ اسکے مالک ہوتے ہیں۔

جمع شدہ رقومات کی طویل عرصہ تک حفاظت ممبران کے درمیان ایک بڑا مسئلہ ہوتا ہے آسکا ASCA میں ممبران کو جمع شدہ رقم ایک مشت مل جاتی ہیں۔

کریڈٹ یونینس Credit Unions میں آسکا ASCA نے کافی شہرت پائی ہے آسکا ASCA دیئے گئے قرض پر 5% ماہانہ سود عائد کرتا ہے جو سالانہ 60% شرح سود ہوتا ہے۔ کہیں یہ 3% سے 8% فیصد شرح سود ماہانہ قرض داروں پر عائد کرتا ہے۔ غرباء ضرورت مندوں میں بچت کیلئے یہ مددگار، مفید اور کارآمد ضرور ہے۔ لیکن جس اسکیم میں سود کا عنصر

شامل ہو جاتا ہے یہ حرام قرار پاتا ہے۔ بلاسودی بچت اسکیم کو ہی مسلمان قبول کر سکتا ہے۔ چٹھی بھی اسی قسم کی ایک شکل ہے۔

امداد باہمی کی بنیادوں پر ڈالی جانے والی چٹھیاں چاہے وہ روسکا ROSCA اور آسکا ASCA کے طرز پر کیوں نہ ہو۔ ماہانہ اقساط اتنی ہی رقم کا ادا کیا جائے جتنی رقم اس نے بطور پیشگی قرض کے لی ہے۔ اگر قرض 138 روپیہ کی کل رقم حاصل کر رہا ہو تو اس سے سال کے اختتام پر 180 روپیہ حاصل کرنا زیادتی ہے۔ بلکہ کمیٹی نفع کے نام پر 42 روپیہ سود تمام ارکان گروپ کو حاصل ہو رہا ہے جو ایک مسلمان امداد باہمی گروپ کیلئے ہرگز جائز نہیں ہوگا کیونکہ زر تقسیم کی جانے والی اضافی رقم عام سود کی تعریف میں شامل ہوگی۔ بلاسودی بچت اسکیم میں ہی ایک مسلم ان کو حصہ لینا چاہیے شدید غربت میں بھی حرام کے حدود قائم رکھنے چاہیے یہی مسلمان کی صفت ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان کریڈٹ سوسائٹیز اور سیونگ کلبس Saving Clubs کی نقل کی جائے یا پھر لازمی طور پر یہی غربت سے نجات اور غربا کے لئے فلاح کے ذرائع تصور کیا جائے۔ قانونی اخراجات، انتظامی امور اور بدلہ Handling Charges کے لیے قرض خواہ سے کچھ رقم وصول کی جاسکتی ہے۔ اصل اخراجات کی وصولی سود کی تعریف میں نہیں آتی۔

یہ اسلامی ماہرین معاشیات کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان Thrift Loan Co-operatives سوسائٹیوں، ASCA، ROSCA اور اسی طرح کے سیونگ کلبس Saving Clubs میں شامل ایک اہم حرام عنصر سود کو ہٹا کر خالص نفع و نقصان کی بنیاد پر اس کے اصول اور طریقہ کار کی دوبارہ ترتیب عمل میں لائیں۔ بہت زیادہ فلسفیانہ غیر عملی نظریہ کامیاب نہیں ہو سکتا جو بھی طریقہ کار وضع کریں وہ سہل ہو اور عام آدمی کے لئے کارآمد عصری تقاضوں کے ہم آہنگ ہو۔

سوشیل کیپٹل

Social Capital

سوشیل کیپٹل کا نظریہ عصر حاضر میں 18ویں صدی میں پروان چڑھا۔ سوشیل کیپٹل کا ایک اور ارتقائی نظریہ 1988 میں James Colemn نے پیش کیا جس میں اس نے قدیم انفرادی طریقے امداد پر پبلک پالیسی برائے امداد باہمی کو فوقیت اور اہمیت دی ہے۔

Robert Putnum نے سوشیل کیپٹل کی محدود تعریف کی ہے جیسا کہ اسکا کہنا ہے کہ سوشیل آرگنائزیشن Social Organisation یعنی اپنے مقاصد اور نصب العین کے حصول اور مفادات کیلئے کیا جانے والا آپسی مالی و مادی تعاون Social Capital کہلاتا ہے۔

انفرادی و اجتماعی غربت کی دوری صحت تندرستی، امراض کی روک تھام تعلیم خود روزگار اسکیمات اور معاشی ترقی کے لئے رضاکارانہ، رفاہی امدادی گروپس، غیر تجارتی اداروں Institutions، ٹرسٹ سوسائٹیز کی جانب سے منصوبہ بند طریقے سے معین اصول و ضوابط کے تحت بروقت متعلقہ علاقے میں مالیہ کی فراہمی اور صحیح خطوط پر سماجی کارکنوں کے خدمات کے ذریعہ سرمایہ کاری کو سوشیل کیپٹل Social Capital کہا جاتا ہے۔ ہماری نظر میں یہی اسکی مناسب جامع وسیع تعریف ہے۔

بیت المال کی بدلی ہوئی عصری محدود شکل سوشیل کیپٹل ہے اس کے دو اہم حصے مالیہ اور کارکن Social Fund & Workers ہیں۔

سوشیل کیپٹل "بیت المال" کا نظریہ اسلام نے دنیا کو سب سے پہلے دیا۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے وقت بیت المال کو اولین حیثیت دی۔ "بیت المال" کے ذریعہ غرباء مساکین، ضعیف مجبور بے سہارا، جنگ و جہاد سے متاثرین و مہاجرین کی بڑے پیمانے پر مدواتنے پُر وقار طریقے پر کی جاتی رہی جو آج تک مثال ہے۔ جس سے سبق حاصل کر کے آج عصر حاضر میں کچھ ردوبدل کے ساتھ سوشیل کیپٹل بطور جدید نظریہ کے پیش کیا گیا۔

بیت المال اسلامی معاشرہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مدنی دور سے خلفائے راشدین کے بعد کے تمام ادوار میں سب سے اہم اور پہلا کام "بیت المال" کا قیام استحکام اور انصرام تھا بعد کے تمام ادوار میں چاہے وہ خلافت کا دور ہو یا مملکت کا بیت المال پر خصوصی توجہ دی گئی۔ غریب و ضرورت مندوں کے شدید معاشی مشکلات اور پریشانیوں میں بیت المال ایک ایسا ادارہ Institution تھا جو خلیفہ وقت کو بھی راتوں میں اٹھ کر عوام کی غربت اور بدحالی کو راتوں میں چپکے سے نظر میں رکھ کر صبح کی اولین ساعتوں سے ہی ضرورت مندوں کو امداد و تعاون کے تقسیم کا کام شروع ہو جایا کرتا تھا۔

ایک جانب "بیت المال" کے ذریعہ محاصل کو ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ کرنے کی وارننگ دے دی تھی دوسری جانب عاملین زکوٰۃ صدقات کی مختانہ اور اخراجات زندگی کی پابجائی کو یقینی بنایا گیا۔

سوشیل کیپٹل "بیت المال" کی جانب سے ہزاروں غلاموں اور باندیوں کو جیسے جیسے آزادی ملا کرتی تھی۔ ویسے ویسے ان کی مالی استحکام اور معاشرتی مقام کو اونچا اٹھانے اور خود مکتفی بنانے میں بھرپور تعاون و مالی مدد کی جاتی تھی۔ جہاد و سرایہ وجنگوں سے متاثرہ

ہزاروں خاندانوں کو باز آباد کاری Rehabilition کا کام بیت المال کی جانب سے عمدگی سے خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ بھوک افلاس، سطح غربت سے گری ہوئی زندگی اور امراض و بیماریوں کے خاتمہ کے لئے حتیٰ المقدور کوششیں کی جاتیں تھیں۔

سوشل کیپٹل کیلئے اجتماعی منظم رسمی اداروں Organised Formal Institutions کا قیام ضروری ہے۔ سوشل کیپٹل کے لیے مالیہ، خدمات، سہولتیں اور آلات Infrastructure ضروری ہیں۔ بغیر Infrastructure کے کوئی کام غیر رسمی سطح پر سوشل کیپٹل کے تحت کیا جائے تو وہ طویل مدتی تک چل نہیں سکتا۔ انفرادی کوششیں مقامی سطح پر محدود وقت تک کارآمد ہو سکتی ہے لیکن طویل مدت منصوبہ بند کام نہیں کیا جا سکتا۔

سوشل کیپٹل سماجی تعلیمی طبی امداد اور معاشی ارتقاء اور غربت کے خاتمہ کیلئے ایسے Infrastructure کی تعمیر جس میں 1) سہولتیں 2) آلات Equipments، 3) پیشہ ورانہ خدمات Professional Services، 4) سوشل کارکنان Social Workers 5) Social Funds عطیات کو منظم اور متحرک کرنے مصائب مشکلات میں گھرے ہوئے ہر ضرورت مند کو بروقت باہم امداد پہنچانے کا نام ہے۔

خدمت خلق کیلئے Infrastructure کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے مستقل مراکز ہوں یا عارضی امدادی کیمپ ہر دو کیلئے Infrastructure ضروری ہے۔

پانی، بجلی، عارضی خیمہ، عمارت، ٹرانسپورٹ، فرنیچر، کمپیوٹر، ٹیلی فون، سیلوفون، انٹرنٹ اہم بنیادی ضروریات ہے پھر شعبوں Fields سے متعلقہ Equipments کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ایک Health Centre کی مثال لی جا سکتی ہے۔

ایک چھوٹے سے Health Centre پر بھی تمام سہولتیں اور آلات جیسے Lab

Testing Medical اور دوسرے X-Ray اور E.C.G،Equipment Equipments مریضوں کو لانے اور لے جانے کیلئے Ambulance، دواؤں کی فراہمی کے لئے Pharmacy اور قابل تعلیم یافتہ ڈاکٹر Qualified Doctor کی خدمات درکار ہوتی ہیں تب کہیں صحیح خطوط پر طبی امداد اور خدمات Medical Serices انجام دیئے جا سکتے ہیں ورنہ غربت Poverty کے ساتھ ایک مذاق اور استحصال ہوگا۔

اب ادارہ بڑے پیمانے پر اجناس اور غذائی امداد کا کام کرتا ہے تو اس پر یہ لازمی ہوتا ہے کہ ایسے گودام Godown اور ویئر ہاؤز Wear House حاصل کریں جہاں ہر سخت موسم میں اجناس محفوظ رہ سکتے ہوں۔ کیڑوں Insects سے حفاظت کیلئے دواؤں Pesticid کا استعمال اور بورے اٹھانے کے لئے Crane، ناپ تول کیلئے Weighting Mahine کا استعمال ضروری ہے۔ سوشل کیپٹل رفاہی تنظیموں کیلئے قابل باصلاحیت Able & Efficient انتظامیہ اور تربیت یافتہ کارکنوں کی ضرورت ہوتی ہے جو Public Distribution، Adminstration اور Management میں تعلیمی اہلیت اور تجربہ رکھتے ہوں اور تجربہ کار قابل ڈاکٹر، ٹیچرس، انسٹرکٹرس، کونسلرس کی بہترین ٹیم کو متحرک Motivate و سرگرم کرنے اور اہم رول ادا کرنے کیلئے ہمیشہ انھیں متحد رکھتے ہوں۔ مثلاً ایک ابتدائی مدرسہ Primary School کے قیام کیلئے درکار ہیں:

1) فرنیچر 2) اساتذہ
3) کتب کی فراہمی 4) عمارت 5) ٹرانسپورٹیشن

انتہائی فعال Active، سرگرم باصلاحیت قابلیت اور اہم خصوصیات سے بھرپور افراد صحیح خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ جدید علوم و اسلوب اور پیشہ ورانہ تعلیم سے ناواقفیت اور ناتجربہ کاری شدید نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے مخلص ترین کارکن ہونے کے باوجود اگر وہ مناسب خدمات انجام نہیں دے سکتے ہیں تو ادارے کے کاموں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور Islamic Social Capital کا کام ٹھپ ہو سکتا ہے۔

کسی بھی غریب علاقے اور بستی میں آنے والے ہمہ اقسام رکاوٹوں اور مصائب و مشکلات کو دور کرنے کی قابلیت ہو بہترین Islamic Social Capital کے لئے خدمات اسلامی کارکنان کو بار بار سخت خدمت خلق کے کاموں پروگراموں اور تربیتی کورس سے گزرنا لازمی ہوتا ہے۔ بغیر کسی تربیت کے میدان عمل میں کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور روزمرہ کے کاموں میں جھول پیدا ہو کر ادارے کا ایک ایک یونٹ کمزور ہونے لگتا ہے۔

اسلامک سوشیل کیپٹل میں تین باتیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں

1. Infrastructure
   آلات، Equipment پیشہ ورانہ خدمات اور سہولتیں
2. Education & Training of the Workers & Man Power
   کارکنوں اور افرادی قوت کی تعلیم و تربیت
3. Networking منظم جال

اسلامک سوشیل کیپٹل Islamic Social Capital (بیت المال) کے لئے یہ تینوں باتیں لازمی ہے جس سے Social Funds کی وصولی اور مطلوبہ امداد کی رسائی اور مدد کو بروقت مقررہ مقام تک پہنچایا جا سکتا ہے اور خدمت خلق کا ہر یونٹ اپنی بھرپور توانیاں صرف کر کے طویل مدت کے لئے Poverty Allevation کا کام انجام دے سکتا ہے۔

اسلامک سوشیل کیپٹل کے معاملہ میں مسلمانوں کے اداروں اور جماعتوں نے بڑی ہی غفلت برتی ہے جسکی وجہ سے آج کوئی خاص معروف ادارہ ایسا نہیں ہے کہ جو بڑے منظم پیانے پر Poverty Allevation کا کام کررہا ہو۔ چھوٹے چھوٹے چندہ غیر منظم علاقائی ادارے تو ہیں، لیکن یہ خاطر خواہ اور معیاری خدمات سے قاصر ہو چکے ہیں۔ ان اداروں کو منظم کر کے مزید تربیت کے ذریعہ فعال اور تشکیل جدید Restructuring کر کے ان اداروں کو نٹ ورک سے جوڑ کر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اسلامک سوشیل کیپٹل Islamic Social Capital (بیت المال) کے مدآت

1 غربت اور افلاس سے دو چار لوگوں کی مدد

2 بیماریوں اور امراض کا مفت علاج

3 تعلیم وتربیت کی مفت سہولتیں

4 خودروزگار اسکیمات کی عمل آوری

5 پیدائش وموت کے اخراجات

6 آفات سماوی طوفان، لسانی وفرقہ وارانہ فسادات، خشک سالی، زلزلے ومتعدی امراض کے پھیلنے اور پھوٹ پڑنے پر بروقت امداد۔

7 مہاجرین، مسافرین، بچھڑے ہوئے لوگوں کی مدد

8 غریب بیوا، مطلقہ، معلقہ متروہ، متروک خواتین کی دیکھ بھال

9 غریبوں کی قانونی امداد

10 چھوٹی چھوٹی تجارت کیلئے قرضے

11 کھیتی باڑی کرنے اور فصل اگانے کیلئے مدد

12 قیدیوں کی مدد

13 معاشرہ کی حفاظت اور دفاع کیلئے مدد

14 دعوت اور جدو جہد فی سبیل اللہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا کام کرنے والے کارکنوں اور ذمہ داروں کے عائلی اخراجات کی پابجائی۔

15 روزگار تعلیم کے لئے قرض اور بیرونی ملک جانے والوں کا سفر خرچ

16 فسادات سے متاثرہ خاندانوں کی بازآبادکاری اور مدد

17 عدم مساوات کے خاتمہ کے لیے مدد۔

18 نومسلموں کی مدد

19 دار الیتمیٰ Orphnage کا قیام اور انتظام

20 دار النساء Women's Hostel (بیوہ، مطلقہ، معلقہ بے سہارا خواتین و لڑکیوں کے لئے رہائش گاہ و تربیت گاہ) کا قیام

21 Night Shelters شبانہ سائبان

22 بیت المعمرین House for Aged

23 بیت الاجین Refugees House

24 مخیمة الاجین

پناہ گزین کیمپ Refugees Camp

اسلامک سوشیل کیپٹل (Islamic Social Capital) میں ہر وہ سرگرمی شامل ہوتی ہے جو ضرورت مند غریب مفلوک الحال کے لئے للہ و فی اللہ خیر فلاح اور ترقی کیلئے ہو۔

متذکرہ 24 نکات و مراکز کے علاوہ وقت علاقے اور ضرورت اور حالات کے مطابق کئی نئے نکات اور مدات شامل کئے جاسکتے ہیں۔

بیت التمویل

Finance House

بیت التمویل Finance House کا دائرعمل اور کارکردگی وسیع بنیادوں پر ہوتی ہے۔روایتی قرض کا اجراء کے علاوہ عصری تقاضوں کے مطابق بستیوں میں مالی خدمات اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔بیت التمویل Finance House کی یہاں اصطلاح وسیع ترین مالی خدمات وسرگرمیوں کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ بیت التمویل Finance House کا بنیادی کام غربت کے خاتمہ، تعلیمی معاشی ترقی اور ساجی ضروریات کیلئے رسمی Formal اور غیر رسمی Informal مالیتی سرگرمیوں Financial Activities کو ایک ہی ادارے Institution اور نظم کے تحت متحد اور مربوط کر کے راست یا بالواسطہ درکار تمام بنیادی سہولتیں پیشہ ورانہ مہارت مواقع اور ذرائع کو فراہم کرتا ہے اور یقینی بناتا ہے۔

بیت التمویل ایک ایسا ادارہ Institution ہوتا ہے جو بستی اور محلہ کی سطح پر Credit union اور Thrift Cooperative کا کام کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مالیہ کے فروغ اور نفع بخش سرمایہ کاری میں غریب متوسط لوگوں کا تعاون کرتا ہے۔مقامی دستور کے مطابق مالیہ کو قانونی تحفظ فراہم کرنے اور انھیں بددیانت ہاتھوں میں جانے اور ڈوبنے سے خبردار کرتا ہے۔ مالی تنازعات کی یکسوئی کرتا ہے۔تجارت اور خودروزگار اسکیمات کو کامیاب بنانے میں مدد و تعاون فراہم کرتا ہے۔بیت التمویل ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو بستی اور محلہ

کی سطح پر غریب ضرورت مند اراکین سوسائٹی کے مالیتی مسائل Financial Problems اور ضرورتوں کو پورے کرنے میں ماہرانہ تعاون بھی پیش کرتا ہے۔ بیت التمویل اور بیت المال لفظی معنوں کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔

بیت المال کا دائرہ کار انفاق فی سبیل اللہ، زکوۃ، خیرات، اور غریبوں کی بلاشرط مدد رہا ہے۔ بیت التمویل کا دائرہ عمل معاشرہ کے ایسے غریب اور متوسط لوگ جو محنت مزدوری اور چھوٹی چھوٹی تجارتوں اور خدمات کے ذریعہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ جنھیں زکوۃ، صدقات اور خیرات نہیں چاہئے بلکہ قرض کی ادائیگی رقومات Advance ماہانہ بچت اور ہنگامی حالات میں وقتی مالی تعاون کی ضرورت ہے ان کے اہم ضرورتوں جیسے تعلیم، صحت، تجارت، خودروزگاری اور معاشی استحکام کیلئے پیشہ ورانہ مالیتی خدمات Financial Services بہم پہنچانا ہے۔ بیت التمویل Finance House کے دو بعض اہم بنیادی کام ہیں۔

سلف ہیلپ گروپ　Self Help Group

1. سیونگ کلبس اور کریڈٹ یونین　1.Saving Clubs&Credit Union
2. کریڈٹ کواپریٹیو سوسائٹیز　2. Credit Co-operative Societies
3. تھرفٹ لون کواپریٹیوز　3. Therift Loan Co-operatives

مالی خدمات　Financial Services

Finance Manager, Promoters
Small Business Loan Provider Consultants

پہلے مرحلے میں بیت التمویل Self Help Group کا کام منظم کرسکتا ہے یہ گروپ دس تا 15 افراد کے ہوسکتے ہیں یہ اپنی ضروریات کے مطابق اقساط پر رقومات جمع کرکے

بچت Saving سے مستفید ہو سکتے ہیں ۔ہر چھوٹا گروپ آزادی کے ساتھ بچت Saving اسکیمات شروع کرتا ہے اسے صرف سالانہ بچت اسکیم کی تفصیلات مع ارکان کے اندراج کروانا پڑتا ہے۔

SHG سلف ہلپ گروپ کی اہم مالیتی خدمات حسب ذیل ہے:

SH Group کا کام ہر غریب بستیوں میں عمدگی سے کیا جاسکتا ہے اس کا قیام بیت التمویل کے زیر کنٹرول مسجد یا کسی مسلم رفاہی ادارے سے منسلک کرکے چلایا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بیت التمویل کا مرکز کسی شہر میں ہو اور اس کے ذیلی ضلعی مراکز Unit کو صداقت نامہ جاری کریں تا کہ آزادی کے ساتھ ساتھ مرکز سے ملحق رہ کر مکمل نظم وضبط و کنٹرول کے ساتھ ٹھیک ٹھیک خدمت انجام دے سکے۔اور Finance House کی رہنمائی میں SHG کا کام کم پڑھے لکھے لوگ بھی آسانی سے کرسکتے ہیں۔اس گروپ کی سرگرمیوں پر نظر اور وقت ضرورت مشوروں اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے جو بیت التمویل کا Head Quarter با آسانی کرسکتا ہے۔

Financial Services

2. دوسرے مرحلے کے کام Financial Services میں۔

(1) ڈپازٹ (2)، Advances، (3) AdvanceSale، (4) قرض Loan ۔

جمع کردہ امانتوں اور بچتوں کی حفاظت

1- Deposit

بچت اسکیم کے تحت جمع شدہ اقساط پر ایک مشت اڈوانس پیشگی۔

2- Advance

رقم ممبر کو دی جاتی ہے جو بعد اقساط کے ذریعہ حاصل کردہ Advance رقم کو ادا کرتا

رہتا ہے۔

Advance Sale -3

جائیداد قیمتی اشیاء پروڈکٹس اور تیار ہونے والی فصل کی فروخت پر بیت التمویل کے ذریعہ ایک مشت رقم پیشگی Advance Sales Contribution Fund سے ادا کی جاتی ہے۔

Loan -4

قرض (طویل وقلیل مدتی کاروباری قرض کا اجراء) دوطویل مدتی بچت جیسے تعلیم ہشادی بیاہ امراض گھر کی تعمیر کیلئے راست طور پر ممبر اپنے رقومات کو وقتاً فوقتاً ڈپازٹ کرواتا رہتا ہے۔اس میں نہ ہی اقساط متعین ہوتی ہے اور نہ ہی مدت اور مقدار موقع اور ذرائع کے مطابق رقومات Deposit ڈپازٹ کرواتا رہتا ہے۔وقت ضرورت اپنی جمع شدہ رقومات کو ایک مشت حاصل کرسکتا ہے۔

اس قسم کے Deposit پر نفع یا کمیشن ادا نہیں کیا جاتا کیونکہ بچت کرنے والے اپنی رقومات کی صرف حفاظت کیلئے ڈپازٹ کروارہا ہے انکی حفاظت پر ادارے کے اخراجات عائد ہوتے ہیں وہ دوسرے مدات سے پورے کئے جاتے ہیں۔اگر یہ کسی کاروباری معاملات میں سرمایہ مشغول کیا جائے تو ضرور اس پر نفع تقسیم کیا جاتا ہے ورنہ صرف Deposit پر معین شرح کی ادائیگی کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔روپیہ کی قدر و قیمت سالانہ گھٹتی رہتی ہے۔عصر حاضر میں Token Money کا چلن ہے۔کرنسی Currency Value at Par نہیں ہے۔کسادبازاری Inflation کی وجہ سے ہر سال روپیہ کی قیمت گھٹتی رہتی ہے اس صورت میں 5 سال کے بعد حاصل ہونے والی بچت کی قیمت میں کئی گناہ

کمی ہوگی اور Depositor کو مقدار میں کثیر اور قدر میں قلیل بچت ملے گی۔

Deposit Collection (Savingup)the collection or storage of saving deposit

1. **Finance Manager**: بیت التمویل کے تحت ممبر کے مالیہ کو صرف Manage کرنا ہوتا ہے:

1) بیت التمویل کا ایک شعبہ بطور Manager کے خدمات انجام دیتا ہے غریب لوگوں کے ہونے والے تمام مالی معاملات میں ماہرانہ خدمات انجام دیتا ہے۔ مثلاً چھوٹے کاروباری معاہدے کا معاملہ ہو یا جائداد کی خریداری وفروخت کے دستاویز کی تیاری وتصحیح کا معاملہ ہو یا مالیہ کی تقسیم اور قرض کی واپسی ہو۔ شیرز اور میچویل بینیفٹ Meutual Benefit ملازمت سے سبکدوشی پر حاصل ہونے والے Benefits and Pension کے اور بیواؤں کے وظائف کے حصول میں تعاون کرتا ہے۔

2) بیت التمویل امانت کو اپریٹیو کی خدمت انجام دیتا ہے۔ ممبر امانت کو اپریٹیو Co-operative اپنی بچت کو وصیت کے ساتھ بیت التمویل کے حوالے کردیتا ہے اگر موت واقع ہوجائے تو بیت التمویل مرحوم کی امانت کو اسکی وصیت کے مطابق خرچ یا ورثہ میں تقسیم کردیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مرد یا خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کیلئے 10 ہزار روپیہ کی رقم بطور امانت رکھی ہو تو بیٹی کی شادی مقرر ہونے پر شادی کے موقع پر یہ رقم حوالے کردی جاتی ہے۔

اسی طرح مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کے قیام غریبوں کی مدد کی وصیت ہے تو اسی کے مطابق خدمت انجام دی جاتی ہے۔

3•) بیت التمویل ممبران کی درخواست پر ماہانہ الکٹریسٹی بل، نل بل، اور دوسرے ٹیکس ولازمی اخراجات کی ادائیگی کی خدمت بھی باہم پہنچایا جاتا ہے۔

4•) کاروبار یا جائیداد لین دین کے حسابات کی تنقیح بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے یا پھر Charted Accountant کے ذریعہ تنقیح کروانے کی خدمت انجام دیتا ہے۔

5•) مالی امور میں درکار قانونی مدد کو قانون دانوں کے ذریعہ فراہم کرتا ہے یا چھوٹے معاملات میں اسکا ایک شعبہ راست قانونی مشورے دیتا ہے۔

• 6) کاروباری معاملات میں سود کے پہلو اور خدشات سے واقف کرواتا ہے اور اسے بلاسودی بنانے کوشش کرتا ہے۔

2. بیت التمویل کے خدمات

Promoter&Small Business Loan ProviderConsultants:

غربت کے خاتمہ اور خدشات کیلئے ٹھوس منصوبہ بندی Planning کے ذریعہ روزگار Employement اسکیمات کو متعارف کروانے اور مواقع فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی تجارت Small Business کے لئے درکار سرمایہ کے حصول میں مدد دیتا ہے۔ اپنے زیر نگرانی تجارت کو پروان چڑھانے کیلئے بھرپور تعاون کرتا ہے جب تک سرمایہ کی رقم واپس نہیں آتی اس وقت تک اپنا کنٹرول جاری رکھتا ہے۔ چھوٹے Business Partner اور سرمایہ کاروں کی فراہمی اور نفع بخش تجارت میں سرمایہ کی مشغولی کا کام CoPromoters یا ممبر کے نمائندہ کے طور پر انجام دیتا ہے۔ نفع میں سے

Service Charges یا شرح نفع حاصل کرتا ہے تا کہ بیت التمویل کے دوسرے تمام غیرآمدنی اوراخراجات والے شعبے اچھی طرح سے کارکردگی انجام دے سکیں۔

بیت التمویل Primary Group ابتدائی گروپ پر اپنی خاص توجہ دیتا ہے جب تک غربت کے خاتمہ کے لئے ملت کے طول وعرض سے منظم مسلسل صحیح سمت میں کام نہیں ہوتا اس وقت تک ملت کی اکثریت معاشی طور پر مستحکم نہیں ہوسکتی۔

بیت التمویل کا قیام ونظام

بیت التمویل کا قیام وقت کی اہم ضرورت

بیت تمویل کا ہر غریب مسلم بستی میں قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔اسکا نٹ ورک Network دیہی علاقوں سے شہری علاقوں تک پھیلا دینا ضروری ہے۔

غربت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کا بڑا حصہ بدحال پریشان اور بے یارومددگار ہے۔ غریب بڑے بڑے بنکوں تک نہیں جاسکتا اور نہ ہی اسکے پاس اتنی رقمی معاملات ہوتی ہے کہ وہ بڑے بنکوں اور مالیتی اداروں سے مدد حاصل کرسکے۔

حکومت کے رفاہی امدادی اسکیمات فرقہ ورانہ عصبیت کی وجہ سے غریب مسلمانوں تک پہنچ نہیں پاتے۔فلاحی اسکیمات سے استفادہ سے غریب مسلمانوں کو دور رکھا جاتا ہے۔روایتی جتنے بیت المال ہیں وہ خیرات تقسیم کرنے تک محدود ہیں۔ ہماری ملت کا بڑا حصہ بھیک کا محتاج نہیں ہے بلکہ صحیح خطوط پر اسکے کمزور مالی حالت کو بہتر بنانے اور بچت میں مدد وتعاون اور ہر وقت مشوروں کی ضرورت ہے۔عدم معلومات اور ناتجربے کی وجہ سے غریب سے غریب ہوتا جارہا ہے۔اور جگہ جگہ اس کی چھوٹی رقومات کا استحصال ہوتا رہتا

ہے۔ لاکھوں کروڑوں مسلم برداران و بہنیں غربت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے بے تاب و بے چین ہیں۔ یہ علماء اکرام، اسلامی اسکالرس اور ملت کے Planners منصوبہ بندی کرنے والوں و پالیسی میکر Policy Maker کا کام ہے کہ اس عظیم دینی فریضہ کو اسلامی ایجنڈہ میں فوقیت دے کر اس پر فوری توجہ دیں اور ملت کی انفرادی اور اجتماعی قوت کو غربت کے خاتمہ کیلئے جھونک دیں۔

بیت التمویل کا قیام ونظام: قابل افراد کی ضرورت

بیت التمویل کے قیام کا کام بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور وقت کی شدید ضرورت ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ کام بڑا ہی نازک اور بڑی بھاری ذمہ داری کا ہے۔

ایسے Consultants , Lawyers , Charted Accountant Financial Experts کی شدید کمی ہے جو قابلیت اور تجربے کے ساتھ دین اللہ سے محبت رکھتے ہوں۔

بیت التمویل کا قیام اور نظام چلانے کے لئے اسلام پسند صاحب ثقہ اعلیٰ تعلیم یافتہ Finance Management، اور Accounts میں قابلیت وصلاحیت اور وسیع تجربے اور پیشہ ورانہ مہارت Professional Expertise رکھنے والے افراد ضروری ہیں۔

یہ کام صرف چند مخلص نیم پڑھے لکھے ناتجربے کار، مالیتی دنیا Financial World سے ناواقف کار حضرات کو ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ غیر متعلق حضرات چاہے وہ کتنا ہی جذبہ کیوں نہ رکھتے ہوں لیکن خاطر خواہ ملت کے اہم ترین ادارے کو چلانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ Deposit Collection (Saving Up)the collection or

storage of saving deposit ان کے نت نئے تجربات ملت کے غریب عوام کو مزید تباہی اور بربادی میں ڈھکیل سکتے ہیں۔ پیشہ ورانہ، ماہر ہو Professional Expert مسلکی، جماعتی گروہی اختلافات سے اونچا اٹھ کر ملت کے غریب طبقے کی فلاح اور معاشی بدحالی دور کرنے کیلئے بہتر خدمات دے سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دین میں بہت زیادہ مضبوط نہ ہوں اور انکے ساتھ متحدہ جدوجہد ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتی ہے۔ لوگوں کی امانتوں کی حفاظت، صحیح مقام پر سرمایہ کاری اور قرض کا اجراء اور وصولی صحیح بروقت قانونی مشورے بڑے ذمہ داری کے کام ہیں۔

Deposit Collection (Saving Up)the collection

or storage of saving deposit

بیت التمویل کا کام ڈھیلے نظم نااہل انتظامیہ اور غافل ذمہ داروں کے تحت ہرگز نہیں چل سکتا بلکہ تمام عصری علوم وقابلیت Qualification & Efficient Skills Experience کے ساتھ یہ کام آگے بڑھ سکتا ہے۔"

ملی شعور رکھنے والے ذہین صاحب رائے تجربہ کار لوگوں کے تحت اس کام کو منظم کیا جائے اور توسیع دی جائے اسے ایک فرد کی جاگیر یا ذاتی کمپنی بنا کر چلانا ملت کے مفاد میں سخت نقصان دہ ہے۔ رضاکارانہ طور پر امداد باہمی کے نظریہ کے مطابق یہ کام انجام دیا جانا چاہئے۔ جس سے غربت کے خاتمے Poverty Allinition میں بڑی مدد ملے گی اور چند سالوں میں غریب بستیوں کی موجودہ صورت حال تبدیل ہوسکتی ہے۔

□☆□

محاسب عام

Accountant General

اسلام میں عبادات، معاملات و زندگی کے ہر امور میں حساب کتاب رکھا گیا ہے۔ جب تک مومن بقید حیات ہے اسے ہر معاملہ میں حساب کتاب درست رکھنا ضروری ہے۔ پھر حیات بعد الموت دنیا میں کئے ہوئے ہر اعمال کا حساب کتاب دینا ہے ابتداء سے انتہا تک مومن کی زندگی سخت حساب کتاب سے جڑی ہے۔ مال و دولت اور صدقات کے سلسلہ میں یہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں سخت الفاظ میں پابند کیا ہے۔

- وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَـكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ ... (سورہ البقرہ 188)
  ''اور اپنے مال آپس میں نہ کھاؤ ناحق اور اس سے حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ تم لوگوں کے مال سے کوئی حصہ کھاؤ۔''
- وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ---- (سورہ النساء 161)
  ''وہ کھاتے لوگوں کے مال باطل طریقے سے۔''
- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
  (سورہ توبہ 34)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو بیشک بہت سے علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔"

- إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا

(سورۃ النساء 10)

"بے شک جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور وہ جلد جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔"

ملت اسلامیہ کے تمام رفاہی اور تعلیمی ادارے ملت کے انفاق فی سبیل اللہ زکوۃ، صدقات خیرات اور عطیات سے چلائے جاتے ہیں۔ دینی مدارس جامعات اور عصری تعلیمی ادارے بڑے پیمانے پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اس تحریر کا محور ان ملی رفاہی تعلیمی اداروں سے متعلق ہے جن کے یہاں ذاتی اور وقف ملی ملکیت میں کوئی فرق نہیں ہے حساب کتاب سے آمدنی اور خرچ کو دور رکھا جاتا ہے۔

غریب عوام کی تعلیمی معاشی ترقی اور طبی سہولتوں کیلئے ملت جو امانتیں ان تنظیموں اور افراد کے حوالے کرتی ہیں ان میں بعض دیانتداروں کے بھیس میں بددیانتی کرتے ہیں۔ جمع شدہ عطیات و چندوں کو قانونی غیر قانونی جائز اور ناجائز طریقے سے اپنی ذاتی ملکیت بنائی جاتی ہے۔

تعلیمی اور رفاہی ادارے کے انتظامیہ میں یا تو اپنے ہی قریبی غریب ضرورت مند رشتہ داروں اور نوکر چاکر کو سوسائٹی کا ممبر بنا کر اموال المسلمین کے غبن کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بستی اور محلے کے مخلص مسلمان ایک ایک روپیہ جمع کر کے جوڑ جوڑ کر غریبوں کی

زتی و فلاح، اللہ کی خوشنودی کیلئے ڈالے کیا جاتا ہے۔

ایسے اداروں میں بسا اوقات جاہل افراد خاندان کو اہم ذمہ داریوں پر مامور کر دیا جاتا ہے۔ غریب معصوم بچوں کی قرآن خوانی اور ان کی زبوں حالی کو بتا بتا کر لوگوں سے خوب پیسا بٹورا جاتا ہے کئی کئی بینکوں میں خفیہ اکاؤنٹ کھولے جاتے ہیں۔ اللہ کے نام پر جمع شدہ رقومات کا بہت کم فیصد ہی غریب طلباء اور ضرورت مندوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ غریب حقیقی حقداروں کو محروم کر کے خود ناجائز مالک بن جاتے ہیں۔

کفاف کا استحصال

دینی تعلیمی رفاہی ادارے چلانے والے بعض مولوی حضرات لفظ کفاف کی غلط تشریح اور خود ساختہ توضیح کر کے اموال المسلمین کا خوب استحصال کر رہے ہیں قرآن کریم میں زکوٰۃ وصول کرنے والے عاملین الزکوٰۃ کو مختلف لینے کا حق دیا گیا ہے۔

- اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ العٰمِلِیۡنَ عَلَیۡھَا

"زکوٰۃ حق ہے صرف مفلسوں کا مسکین (جمع) محتاج اور اس پر کام کرنے والے عاملین کا" (سورہ التوبہ 60)

اللہ تعالیٰ نے کفاف لینے کی اجازت دی ہے لیکن عاملین زکوٰۃ وصدقات کا حصہ وصول شدہ عطیات خیرات، میں سے کتنا لیا جاتا ہے؟ یہ ایک بڑا ہی نازک مسئلہ ہے۔

عاملین کو کفاف لینے کی ایک جانب قرآن نے اجازت دی دوسری جانب اللہ کی امانتوں کو بے جا ہڑپ کر جانے اور مقرر حق سے زیادہ تجاوز کر کے بڑا حصہ اڑا لینے سے بھی سخت منع فرمایا ہے۔

۔ نبی کریمؐ پہلی اسلامی ریاست کے فرمانروا اور امیر تھے اگر وصول شدہ عطیات و

انفاق فی سبیل اللہ میں 30% تا 50% عاملین کا حق ہوتا تو مدینہ کی اسلامی نبوی حکومت کے خزانے اور بیت المال کا بڑا حصہ آپ کا حق ہوتا اور آپ ﷺ جزیرۃ العرب کے سب سے بڑے رئیس اور مال دار متمول حکمراں ہوتے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کے برخلاف یہ سنت قائم کردی کہ گزر بسر اور ضروریات زندگی کی حد تک ہی بیت المال سے اخراجات لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اتنی رقم نہیں حاصل کی جس سے فارغ البالی یا عیش کی زندگی کا دور شروع ہو۔

بھتا ہوا کفاف لینے والوں کے لئے یہ سنت رسولؐ ایک عظیم دلیل اور درس اور وعید ہے۔ ضرورت سے بڑھ کر لینا اور لے کر اموال المسلمین کو اپنی ذاتی ملکیت بنالینا ناجائز ہے اور شریعت کے روح سے یہ بات قابل گرفت اور اصلاح ہے۔

ایسے دور دراز علاقے جہاں اور کوئی صاحب ثقہ دین دار فرد نہ رہتا ہو ایسی صورت میں اپنے لئے کفاف کی مناسب ہلکی شرح خود مقرر کرنا جائز ہوگا۔ لیکن جہاں مسلم سوسائٹی کے سمجھدار اور دین دار لوگ کسی نہ کسی حیثیت میں رہتے ہوں ان کی شوریٰ تشکیل دے کر ان کی اجازت سے اللہ کی امانتوں میں کچھ فیصد اپنے محنتانے کا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جس سے عام معیاری زندگی بسر ہو جائے۔ کفاف اتنا کم بھی نہ لیا جائے کہ فقیروں سے کم ہو یا اتنا زیادہ نہ نکال لیا جائے جسے تونگر سے بڑھ کر سرمایہ جمع ہو جائے۔

عملی طور پر مدرس مدرسہ یا مولوی صاحبان مالک کل کی طرح حساب کتاب کو عامۃ المسلمین سے چھپاتے رہتے ہیں۔ جمع شدہ عطیات میں سے 40% تا 80% رقومات کفاف کے نام پر حاصل کر لی جاتیں ہیں۔

جس وقت عطیات وصول کئے جاتے ہیں رسید اور متعلقہ ورقیوں پر تمام تفصیلی

اخراجات درج ہوتے ہیں لیکن کفاف کے تناسب اور فیصد کے سلسلہ میں چندہ دہندہ گان کو معلومات فراہم نہیں کی جاتیں اور نہ ہی عطیات دہندے کو اس بات کا کوئی علم ہوتا ہے کہ دیئے جانے والے چندے میں اللہ سے بڑھ کر منتظمین کا حصہ ہے اور وہ ان کی ذاتی ملکیت بنتے جارہی ہیں۔

کفاف اپنی صلاحیت اور ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے۔ یہ اہل علم حضرات کہیں ملازمت کریں تو اعلیٰ ترین تنخواہ جتنی مل سکتی ہے اتنی ہی کفاف لے لیں لیکن کفاف کے نام پر لاکھوں روپیہ اڑالینا سراسر ملت کے غریب عوام کے ساتھ زیادتی ظلم اور حق تلفی ہے۔

ایسی سیکڑوں مثالیں ہیں جو مولوی حضرات کبھی مسکین تھے دینی تعلیمی ادارے کا پروجیکٹ شروع کرتے ہی لکھ پتی بن گئے۔ جن کے پاس سائیکل نہ ہوا کرتی تھی وہ آج انتہائی مہنگی کاروں میں گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ ترقی عطیات فی سبیل اللہ کی برکت ہے یا اموال المسلمین کے غبن کا نتیجہ ہے؟

ایسا کفاف جو غریب لوگوں کے حق کے آڑ میں لیا جاتا ہے جو وہ سراسر ناجائز ہے اللہ کی امانتوں کا صاف شفاف حساب کتاب کا ہونا چاہئے۔ کفاف کی شرح کو شوریٰ، مسلمانوں کی چھوٹی یا بڑی جماعت یا کم از کم مقامی مسجد کے مصلّیان طے کریں۔

ورنہ ایسی دینی تعلیمی اور ملی خدمات کی قطعی ملت کو ضرورت نہیں جو اموال المسلمین کے غبن کے ڈھیر پر انجام دی جارہی ہوں۔

عصری تعلیمی ادارے

عصری تعلیمی ادارے خاص کر Professional Courses اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمان خود اپنے اسکول اور کالجوں میں لاکھوں روپیہ ڈونیشن دیتے ہیں۔

یہ ڈونیشن بظاہر مسلم تعلیمی ادارے کا نام پر وصول کئے جاتے ہیں اور کھلے عام ذاتی جائیداد میں تبدیل کرلیا جاتا ہے۔ ملت کے سامنے تعلیمی خدمات کی شہرت دی جاتی ہے۔ کروڑوں لاکھوں روپے کے جائدادوں میں ملت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ تعلیمی خدمات وسروس یہ ایک ذاتی بزنس بن چکا ہے۔ ایک نفع بخش تجارتی کمپنی کی طرح قائم کرنا اور چلانا اسلامی اصول خدمات خلق کے خلاف ہے۔

مسلمانوں کے اکثر تعلیمی رفاہی اوقافی ادارے حساب کتاب کے معاملہ میں بہت کمزور اور غفلت کا شکار ہیں۔ رفاہی تنظیمیں مخلص ترین ذمہ داران بھی اکاونٹس سے عدم واقفیت کی بناء پر ٹھیک ٹھاک بروقت حساب رکھنے سے قاصر ہے اور اکاونٹس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی آمدنی اور خرچ کا مضبوط معروف طریقہ کار ہوتا ہے۔ حساب کتاب رکھنا ایک اسلامی فریضہ ہے ان آیتوں کی روشنی میں حساب کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

- أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ
  ''ان ہی لوگوں کے لئے انکے کاموں کا بڑا حصہ تیار ہے اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔'' (سورہ البقرہ 202)
- اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ
  ''ان لوگوں کے لئے ان کا حساب قریب آگیا ہے اور یہ غفلت میں پڑے (حساب سے) منہ موڑ رہے ہیں۔'' (سورہ انبیاء 1)
- إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (سورہ النساء 86)
  ''بے شک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔''

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے تمام ادارے چاہے وہ دینی عصری تعلیمی ادارے

ہوں یا رفاہی امداد باہمی اور ترقی کے یا پھر مساجد ہوں یا درج اوقاف جائیداد ان سے حاصل ہونے والی آمدنی وخرچ پر چیک وکنٹرول رکھنے کے لئے ملت میں ایک خود مختار محاسب عام Accountant General کی شدید ضرورت ہے۔

جو مسلمانوں کے تمام غیر تجارتی امداد باہمی کے اداروں، ٹرسٹ، سوسائٹیوں، انجمنوں اور گروپس کے حسابات کی وقتاً فوقتاً تنقیح کرتے رہیں اور سالانہ ایک صداقت نامہ Accounts Clearance Certificate یا (NOC) No Objection Certificate جاری کرے جسکی بنا پر آئندہ سال وہ ادارے ملت سے عطیات وصدقات وصول کرنے کے اہل ہوں۔

محاسب عام حسابات میں خرد برد کرنے والے اداروں کے ناموں کا اعلان کرے اور ملت کے سامنے حسابات کھول کر رکھ دینا چاہیے۔ تین سال سے زائد مسلسل حسابات میں الٹ پھیر کرنے والے انتظامیہ سے ادارہ واپس حاصل کرلیا جائے اور دوسرے قابل اعتماد ادارے اور افراد کے حوالہ کیا جائے۔ اگر حسابات کے سلسلہ میں ملت یہ سخت اقدامات نہیں کرے گی تو آئندہ کی نسلوں تک غریبوں کی رقومات اسی طرح لوٹی جاتی رہیں گی۔ رفاہی فلاحی تعلیمی اور ملی اجتماعی خدمات اور سرگرمیوں پر سے ملت کا اعتماد ختم ہوجائے گا۔ غریب کے خاتمہ اور غریبوں کی ترقی کا عظیم کام تعطل کا شکار ہوجائے گا۔

جس ضلع اور ریاست میں مسلم محاسب Accountants دستیاب نہ ہوں تو غیر مسلم محاسبین سے آزادانہ تنقیح کروانے میں کوئی مذائقہ نہیں ہے۔ اس سے صحت مند فعال ملی اداروں کے قیام میں مدد ملے گی اور غریبوں تک ان کے حقوق کی رسائی مناسب طریقہ سے ہوسکتی ہے۔ سوشیل کیپٹل ملی دولت کو چند لوگوں کے ہاتھوں میں جانے سے بچانا اجتماعی

فریضہ ہے۔ ورنہ اللہ اور ملت کے نام پر دولت بٹورنے والوں کے ہاتھ غریب مسلمان آبادیاں مجبوری سے سسک سسک کر ختم ہو جائیں گی۔

ملت کے ایسے نئے اور چھوٹے رفاہی ادارے جو صحیح خطوط پر کام کر رہے ہیں انکی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ ملت کے باوقار دیانت دار ادارے کو مثال بنا کر اسی طرز پر حساب کتاب کو صحیح اور ٹھیک رکھیں۔ بددیانتی کرنے والے ذمہ داروں اور اہل کاروں کو معزول کیا جائے اور انتظامیہ کو بددیانتی سے پاک وصاف رکھا جائے۔

اوقاف اور ٹرسٹ کی جائدادیں اور آمدنیاں

کروڑہا روپیوں کے اوقاف اور ٹرسٹ کی جائدادیں مسلم علاقوں اور ریاستوں میں موجود ہیں۔ متولی صاحبان اور ٹرسٹیز کی اکثریت ایسی ملے گی کہ وقف الی اللہ سے ہونے والی آمدنی کو منشاء وقف کے مطابق نہیں خرچ کرتے۔ بلکہ اپنی ذاتی ملکیت کی طرح من مانی طور پر تصرف میں لاتے ہیں۔ ان جائدادوں سے ہونے والی آمدنیوں کے حقیقی حقدار غریب مسلم عوام ہوتے ہیں انہیں محروم کر کے خود مالدار اور دولت مند بن جاتے ہیں شرعاً اور قانوناً یہ اوقافی جائدادوں اور ٹرسٹ کے صرف امین ہیں ان کا کام صرف انتظام چلانا ہے۔ منتظم اوقافی جائدادوں کا مالک کل نہیں بن سکتا یہ ناجائز ہے۔

متولی صاحبان اور ٹرسٹیز کی اکثریت وقف کے مال سے مال دار اور متمول بنی جارہی ہے۔ عالیشان کوٹھیاں، مہنگی نئی نئی ماڈل کی کاریں زیر استعمال ہوتی ہیں اور زیورات کے شورومس، اسٹار ہوٹلوں اور سوپر مارکٹس پر ان کے اہل خاندان اکثر نظر آتے ہیں۔

غریب عوام ایک ایک روپیہ کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ ان کی ہلاکت خیز غربت پر بھی انہیں ترس نہیں آتا بلکہ آفات سماویہ اور فرقہ وارانہ فسادات کے ہنگامی صورتحال کے

موقع پر بھی متولی صاحبان اور سجادگان کے پاس سے چند سو روپے بھی عطیہ وصول ہونا ناممکن ہے۔

پیر، قلندر، صوفی اور فقیر کا چرچہ کر کے مالدار بنے رہنا بڑی ہی ناانصافی اور غرباء کی حق تلفی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے عوام وخواص ان کو توجہ دلا کر ان کی مالی معاملات کی اصلاح کریں اور ان کے قبضے میں موجود مال ودولت کی غرباء میں تقسیم کو یقینی بنائیں۔ اگر واقعی ان کے موجودہ دولت کی صحیح طور پر تقسیم شروع ہوجائے تو پھر ملت کو عطیات وچندوں کی ضرورت کم ہی پڑے گی۔

بڑی بڑی مہنگی اوقافی جائدادیں بے کار غیر استعمال شدہ پڑی ہیں ان اوقافی جائدادوں کو اسکولوں، کالجوں، ہاسپٹلوں اور خود روزگار ترپتی کورس کے لیے استعمال کریں تو غریب عوام کی ترقی کا عمل تیز تر ہوسکتا ہے۔

ملت کے باشعور افراد اور غریب عوام کو چاہئے کہ متولی صاحبان اور سجادگان وٹرسٹیز کو توجہ دلا کر افہام وتفہیم کے ذریعہ Milli Developmentel کے لیے استعمال کریں۔

☆

غربت

اسلامی تحریکات کیلئے ایک چیلنج

دعوتی اور اسلامی تحریکات کیلئے سب سے بڑا چیلنج مسلمانوں کی غربت ہے۔ دوسرا بڑا چیلنج اسلام دشمن تحریکات کی جانب سے غریب مسلمانوں کی غربت کا استحصال ہے۔ جب تک سنجیدگی سے ان چیلنجز کو قبول نہیں کیا جاتا اس وقت تک غریب مسلمان کی اغیار کے ہاتھوں کے طاقتوں بے تباہی کو روکا نہیں جا سکتا۔ باطل منظم پیمانے پر مسلمانوں کے غریب بستیوں میں گہرائی تک اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں۔ اس پر تفصیلی مطالعہ مشاہدہ کی ضرورت ہے ان طاقتوں کے چیلنجز کا منصوبہ بند پیمانے پر مقابلہ کرنا وقت کا اہم اسلامی فریضہ ہے۔

1523ء میں پاپائے روم اول کو پاپائیت کا تاج پہنا کر دنیا کے تمام عیسائیوں کیلئے مقتدر اعلیٰ بنالیا گیا جو آج تک جاری ہے۔ دنیا پر عیسائیت کا تسلط اور برتری اسکا اہم بنیادی مقصد ہے۔ تقریباً 5 صدیوں سے عالم اسلام کو عیسائیت سے ہر میدان میں شدید مقابلہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم، طبی خدمات Education, Health&Medical Services اور Social Work میں ان عیسائی مشنریوں نے دنیا میں اپنا ایک منفرد مقام بنالیا ہے۔ انکے طریقے کار اور مہارت و اخراجات کا مقابلہ فی الوقت اہل اسلام کیلئے کافی دشوار کن ہے۔ اس وجہ سے دنیا کے تمام قطعوں میں جہاں

غریب مسلمان چاہے اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں انکے نرغے اور شکنجے میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔

غریب کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا مدد ہوسکتی ہے کہ اسکا کچھ معاشی تعاون اور قرض کے ساتھ بچے مفت اچھی تعلیم حاصل کرلیتے ہیں، بہترین طبی امداد اور دوسرے تمام خدمات اور سہولتیں بھی بروقت حاصل ہوجاتیں ہیں۔ موڈگاسکر (افریقی ملک) سے لیکر بنگلہ دیش، فلپائن تک تمام مسلم وغیر مسلم ممالک میں غریب مسلمانوں کی آبادیوں کی بڑی تعداد کرسچن مشنریز سے متاثر ہے اور آہستہ آہستہ انکے حلقہ بگوش ہوتے جارہے ہیں۔

ان کی دعوت اور تبلیغ کا کام بڑا ہی عملی Practical ہے۔ کسانوں کو کہیں بیج مفت یا قرض پر دلائے جاتے ہیں پھر فصل پر فصل کو فروخت کرنے کا انتظام بھی وہ خود کرتے ہیں بے روزگاروں کو روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش کی ایک مثال لی جاسکتی ہے جہاں پر ساحلی غریب لوگوں کی زیادہ تر گزربسر مچھلی کی تجارت پر ہے۔ مچھیروں کے لئے ساحلی علاقوں میں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا نہیں ہے۔ عیسائی مشنریز کے کارکن روزانہ مچھلی اٹھا کر لے جانے کے لئے گاڑیوں اور ٹرکس انتظام کرتے ہیں۔ پھر انکی مچھلیوں کو فروخت کرنے کے لئے قریب کے علاقوں میں Whole Sale کے مراکز بنا کر بیوپاریوں کو یکجا کیا جاتا ہے۔ مچھیروں کی مچھلیاں ہر وقت اچھے نرخ پر فروخت کی جاتی ہیں بلکہ نئی نسلوں کو اپنی گرفت میں رکھنے کیلئے انکے بچوں کیلئے انگریزی میڈیم سے مفت تعلیم کا انتظام بھی کیا جاتا ہے پھر عورتوں، بچوں، ضعیفوں کی صحت اور اور طبی خدمات کیلئے جگہ جگہ Primary Medical Centres قائم کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے رقومات کے قرض کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اسطرح سے غریب مسلمانوں کی زندگی کی بنیادی مسائل ومشکلات کو عملی طور پر حل

کر کے ارتداد کے لئے راہیں ہموار کی جاتیں ہے۔

افریقہ اور ایشیاء کے تمام پسماندہ غریب علاقوں میں کم وبیش اسی طرح کا کام جاری ہے۔عیسائی مشنریز کی 500 سال کی مسلسل سرگرمیوں اور چال کی وجہ سے مسلم آبادی کے پھیلاؤ میں بڑی رکاوٹ پیدا ہورہی ہے۔ اگر عیسائی مشنریز کی طرف ہماری غریب آبادیوں کا بڑے پیمانے پر اس طرح کا گھراؤ نہیں ہوتا تو دنیا میں اہل اسلام کی سب سے زیادہ تعداد ہوتی اور آبادی میں عیسائیوں کی آبادی مسلمانوں سے کم ہوتی تھی۔

اہل اسلام کی عیسائیوں سے رواداریاں غفلت اور تساہلیاں بھی اس کا ایک اہم سبب ہے۔عیسائی طاقتیں غریب مسلمانوں پر سایہ کی طرح فگن ہوتی ہیں جس کے وجہ سے دنیا کے چپہ چپہ میں مسلم غریب عوام کے مسائل روز بہ روز پیچیدہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔

عالم اسلام کو دوسرا بڑا چیلنج اشترا کی تحریکات سے ہے جہاں جہاں صنعتی مزدوراور کسان سرخ مزدور یونین اور غریب ملازمین آجر ومزدور Employees اور Employer کے درمیان درپیش مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نمائندگیاں ،ہڑتالیں ،Lock out اور قوت کے استعمال کے ذریعہ غریب مسلمان مزدوروں کو اپنے کارکن بنانے میں کامیاب ہیں۔روزگار حاصل کرنے میں مدد دین سے بیزاری اور عقائد سے گمراہی کے لئے انہیں ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ملحدین کی قربت سے ذہن وفکر میں بڑی تبدیلی آجاتی ہے۔گھر کے مرد خواتین لڑکے لڑکیاں آزاد روش اختیار کر کے اسلام سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔

کیمونسٹ تحریکات ایسے کمزور ایمان والے مسلمانوں کو اپنی تحریک میں ضم کر کے ان سے حیرت انگیز کام اور کارنامے کروائے جاتے ہیں۔ایک سچے خادم اور غلام کی طرح ان

تحریک کے کارکن بنے رہتے ہیں۔ روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد ان تحریکات کی سرگرمیوں میں بڑی حد تک کمی آئی ہے۔

ہندو فرقہ پرست کٹر تحریکیں بھی اب غریب مسلم بستیوں پر کافی توجہ دے رہی ہیں اور پڑوسیوں کی مدد اور ان کے مسائل کے حل کا ڈھونگ رچا کر اپنے حلقہ اثر میں لیا جا رہا ہے۔

غریب لوگوں کے مسائل کے حل کا بہانہ کر کے اب ان میں نفوذ شروع ہو چکا ہے ان ہندو تنظیموں کی توجہ غریب مسلم طلباء مزدور خواتین اور لڑکیوں پر مرکوز ہے۔ گنجان غیر مسلم ہندو بستیوں کے درمیان رہنے کی وجہ سے مسلم خاندان کے ہر رکن کی کمزوریوں سے واقفیت ہوتی ہیں۔ نوجوان لڑکیوں کی بے عزتیاں کی جاتی ہیں اور رلالچ میں پھانس کر انھیں کبھی تو اغواء اور کبھی تو فرار کروایا جاتا ہے۔ اب تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ ہندو والدین بذات خود ڈھٹائی کے ساتھ مسلم گھروں پر آ کر زبردستی اپنے لڑکوں کا پیغام دے رہے ہیں۔ اگر مال و روپیہ سے کام نہیں چل سکا تو پھر ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ اور اس معاملہ میں غریب مسلم خاندان جگہ جگہ بے بس اور مجبور ہیں۔ علاقے اور دیہات کے لیڈر، عہدے دار صاحب مجاز سب کے سب اس معاملہ میں تماشائی بنے رہتے ہیں۔ جن بستیوں میں مسلم گھرانوں نے مداخلت کی ایکے معمولی سے چھوٹے چھوٹے کمروں اور جھونپڑیوں کو برباد کیا جاتا ہے یا پھر بے دخل کر دیا جاتا ہے۔ ایسے سیکڑوں واقعات آئے دن پیش آ رہے ہیں۔ غریب خاندان کیلئے محنت مزدوری کا مسئلہ ہے۔ بستی گاؤں چھوڑ کر جائیں تو کہاں محنت مزدوری ملے گی۔ اگر اسی بستی میں رہتے ہیں تو کسانوں کے کام پر یا مزدوروں کو صنعتوں میں کام پر نہیں لیا جاتا۔ جب تک کہ ان کے شیطانی باطل مطالبات کو تسلیم نہیں کر لیتے۔ جگہ جگہ متحدہ طور پر غریب مسلم خاندانوں کے ہونہار نسلوں کی تباہی کا منظم کام کیا جا رہا ہے۔

ان تینوں چیلنجیز کا مقابلہ غریب مسلمان اسی وقت کر سکتے ہیں جب انکی بڑے پیمانے پر تعلیم و تربیت ہو، بھوک، افلاس، صحت اور امراض کا مسئلہ حل کرنے میں کوئی نہ کوئی انکا تعاون اور مدد کرے۔

غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرنے والے داعیان اسلام جس انہماک کے ساتھ منہمک ہیں وہ یقیناً قابل تقلید ہے۔ دعوتی تحریکات چند ہزار لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر شاداں نظر آتے ہیں لیکن انکی نظروں سے وہ لاکھوں مسلمان غائب ہو جاتے ہیں جو عیسائی مشنریز اور غیر مسلم تحریکات کے دعوتی فلاحی ترغیبی کاموں سے متاثر ہو کر ارتداد کے آغوش میں پہنچ چکے ہیں۔ وہ تمام ممالک و قطعے جہاں کے مسلمان غریب اور مفلوک الحال ہیں وہاں اسلام دشمن تحریکات اور تنظیمیں زور و شور سے اپنی سرگرمیاں چلا رہی ہیں۔ اسلام سے عملی طور پر دوری اور بیزاری کا ایسا بیج بویا جاتا ہے جو کئی نسلوں تک تباہی و بربادی کے اثرات چھوڑتا ہے۔ ہمارے لئے اسپین، البانیہ، مقدونیہ، بوسنیا وغیرہ کی مثالیں شعور کی آنکھ کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ یہی تاریخ اب افریقہ و اشیاء کے دوسرے حصوں میں دوہرائی جارہی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی دعوتی تحریکات بے حس اور تغافل کا شکار ہیں۔ ایک جانب ملت اسلامیہ کی ایک ایک اینٹ گر رہی ہے۔ دوسری جانب بوسیدہ دیواروں پر مینار نور کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

موجودہ دور کے داعیان اسلام کفار و غیر مسلموں میں تبلیغ کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دیتے رہتے ہیں "جزاک اللہ خیر" لیکن ہمارے اپنے غریب ان پڑھ مسلمان بھائیوں کی تباہی اور اسلام سے بیزاری و فراری پر ان کو کوئی رحم نہیں آتا۔ صبر کے ساتھ انکی اصلاح اور خدمت کیلئے وقت نہیں ہے۔ بلکہ یہ فیصلہ کن بات بے دلی سے کہی جاتی ہے کہ یہ لوگ کبھی درست

نہیں ہو سکتے! غریب مسلمانوں کے زوال وانحطاط کے بڑی حد تک یہی حضرات ذمہ دار قرار پاتے ہیں جہاں مشنریاں کو خیر اُمت کی صفوں میں لا کھڑے کرنے کیلئے بے تاب ہوتے ہیں وہیں خیر اُمت کو خیر اُمت ہی میں روکے رکھنا بھی عظیم ترین فرائض میں سے ایک ہے۔ ہماری ہی غریب بستیوں میں ہماری ملت کے ایک ایک فرد میں ایمان کی روشن دیا بجھ رہی ہے۔ تعلیم سے محرومی جہالت امراض اور بیماریوں نے انہیں گھیر لیا ہے۔ بھوک و افلاس سے نان وشبینہ کیلئے ترس رہے ہیں۔ عورتیں عزت واحترام کی زندگی سے محروم کردی گئی ہیں۔ انکے پاس نہ تا کسی کو خدمت کی توفیق ہوتی ہے۔ تباہی اور ترقی ہمیشہ سماج کے اونچے متقبول یا انتہائی کچے ہوئے طبقوں سے آتی ہے۔ تبدیلی اور انقلابات کیلئے یہ دونوں طبقے فعال ومتحرک ہوتے ہیں۔

اشتراکیوں نے سماج کے بھوکے، پچھڑے ہوئے کمزور غریب مفلوک الحال لوگوں کو لے کر ایک انقلاب برپا کر دیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے یہ کمزور مزدور محنت کش طبقات دنیا کی مختلف ممالک پر چھا گئے اور دنیا کی ایک فیصلہ کن طاقت بن گئے۔

سرمایہ داری جب برطانیہ سے رخصت ہوئی تو امریکہ نے اس کی نئی شکل وصورت گیری کر کے دنیا پر سرمایہ دارانہ حکومت شروع کردی اور مسیحیت کو نئے سانچوں میں ڈھال کر دنیا کے حاکم بن گئے۔

جس طرح خس وخاشاک سے بنے ہوئے جھونپڑیاں ایک چنگاری پر شعلہ پوش ہوجاتے ہیں۔ یہ طبقہ بھی جتنا کمزور ہے اتنا ہی خطرناک Voletile بھی ہے۔ ضرورت مجبوریاں اور احتیاجات انھیں کہیں بھی کھینچ لے جاسکتی ہیں اور سماج کے اصول طور طریقوں معاشرہ کا عقیدہ تہذیب وتمدن آداب اخلاق، حلال وحرام خیر وشر کے پیمانے توڑ پھوڑ کر

تہس نہس کر دیئے جاتے ہیں۔

نسل انسانی کا ایسا گروہ تشکیل پاجاتا ہے جو بشری ضروریات اور روز روز کی شدید معاشی مشکلات سے تنگ آکر پورے سماج ہی کو آگ کی لپیٹ میں لے لیتا ہے پھر کسی کی تدابیر اور اقدامات کوئی کارآمد ثابت نہیں ہوتی۔ جہالت، شرارت اور جرائم کے کارندے بن جاتے ہیں پھر ان پر کوئی پند و نصیحت، تذکیر اور درس اثر نہیں کرتا۔ وہ چین و سکون شرافت کی زندگی سے دور ہو کر اور سماج سے مکمل طور پر کٹ جاتے ہیں۔

یہ بات عام طور پر دیکھی جارہی ہے کہ اسلامی تبلیغی جماعتیں غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کیلئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں اور انہیں مسلم بنانے کے لئے اپنے تمام ذرائع وسائل کو لگادیتی ہیں۔ دوسری جانب تمام مسلم جماعتوں اور تحریکات کی توجہ بالکل نہیں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے اسلامی مبلغین اور کارکنوں ائمہ وزعما نے غریب مسلمان بستیوں کو اپنے منصوبے اور پروگرام سے خارج کر رکھا ہے۔ انکے یہاں انکی جانوں مالوں عزت آبرو کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں ہے۔

اس تساہلی اور اجتماعی غفلت کا خمیازہ پوری ملت اسلامیہ کو طویل عرصہ تک بھگتتے رہنا پڑے گا اور پھر ملت اس اہم ترین غریب مفلوک الحال حصہ کو کوئی باطل طاقت کاٹ لے جائے گی جس کی سرگرمیاں تیزی سے جاری ہیں۔

ہماری تمام اسلامی جماعتوں تحریکات اور اداروں کا میدان کار، سماج کا متوسط اور متمول طبقہ ہے۔ اجتماعات، وعظ و نصیحت کی محفلیں، رمضان کی افطار پارٹیاں، عید ملاپ، ٹی پارٹیاں خصوصی ملاقاتیں مسلم بستیوں میں اتنے جوش وخروش کے ساتھ نہیں رکھی جاتیں جتنے خوشحال علاقوں میں رکھے جاتے ہیں۔ زعماء، قائدین، عمائدین کا کبھی بمشکل ان بستیوں

سے گزر ہو جائے تو بستیوں کے لئے یہ دن جشن و اعزاز کا ہوتا ہے۔ نہ ہی کارکنوں اور نہ ہی قائدین ملت کے پاس اتنا وقت ہے کہ ہمارے ان مخدوش بستیوں اور مفلوک الحال لوگوں کی طرف توجہ کریں۔ غیر مذاہب کے دعوتی اور رفاہی کیمپ ہمارے بستیوں میں لگائے جاتے ہیں اور گھر گھر ان کی خوش آمدید ہوتی ہے۔

اور ہمارے رفاہی، تعلیمی اصلاحی ادارے کے ذمہ داران اپنے H.Q ہیڈ کوارٹرس آفس اور مرکزی دفاتر میں بیٹھ کر غریبوں کو ڈانٹ ڈپٹ وحقارت کے ساتھ بادل نخواستہ چند افراد کی مدد کرتے ہیں۔ زکوۃ اور صدقات انفاق فی سبیل اللہ کے لاکھوں روپیوں کے فنڈس کو منجمد کر کے بنک کھاتوں میں پڑے رہتے ہیں۔ غیر ہمدرد جامد بے حس و بے فیض ہاتھوں سے امداد نکل کر ان غریب ومساکین تک پہنچنا ایک کٹھن مرحلہ ہے۔

دیہاتوں، گاؤں اور دور دراز کے مسلمانوں کی صورت حال اور انتہائی تباہ کن ہوتی جارہی ہے۔ اضلاع اور شہروں تک پہنچنے کے لئے ان غرباء کو مہینوں سوچنا پڑتا ہے۔ اگر کسی دیندار جماعت اور ادارے کو غریب کی ضرورت اور پریشانیاں سمجھ میں آگئی تو پھر غریب کا بھلا ہو جاتا ہے۔

غریب مسلم خاندانوں کے تعلق سے ملت ایک عرصہ سے بے توجہ ہے۔ مسلمانوں کی جماعتوں کو ایسے خاندانوں کے مسائل اور انکے حل کیلئے پیش رفت کرنا چاہئے اصلاح خدمت اور ترقی ملت کے ہر سطح کے خاندانوں کیلئے ہونی چاہیے۔

ضرورت اس بات ہے کہ Poverty Eradication کیلئے مقامی اور عالمی ماہرین معاشیات اور Scholars اسکالرس کی مدد سے Comprehensive Development Programme ترتیب دیں اور تمام اسلامی جماعتیں و ادارے اہل

نیز اس پروگرام کو روبہ عمل لانے کیلئے حتی المقدر کوشش کریں۔

غربت سے نجات کیلئے جو منصوبہ بندی کی جاتی ہے وہ بھیک Donation تقسیم کرنے کے متعلق نہیں ہوتی بلکہ غریب خاندانوں کو خودروزگار اور خود مکتفی بنانے سے متعلق ہوتی ہے۔ان کی ترقی کی راہیں ہموار کرنا ملت اسلامیہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

اسلامی تحریکات کے لئے ضروری ہے کہ وہ غربت کو بطور چیلنج قبول کرے اور دوسری تمام سرگرمیوں میں اولین اہمیت دیں اور ملت کے ایک بڑے حصہ کو غربت سے نکالنے کی کوششیں کریں۔ ہر دور میں اسلامی تحریکات کو کوئی نہ کوئی چیلنج ہوتا رہا ہے اس وقت ملت کے لئے سب سے بڑا چیلنج غریب مفلوک الحال مسلمانوں کو غربت سے نکالنا اور انہیں ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔

□☆□

تذکیر

(برائے غرباء و مساکین)

غربت سے نجات کے لئے اہم ہدایتیں

غرباء ومساکین کو غربت سے تبرد آزماہ ہونے اور نجات حاصل کرنے کے لے چند بنیادی اہم مفید باتیں درج ذیل ہے۔

1۔ نام

غریب افراد اپنا اور اپنے اہل وعیال کے نام کو درست کرنا چاہئے ایسے نام جسکے کوئی معنی ومطلب نہ ہو ہرگز نہ رکھیں جائیں جیسے اپنے بیوی بچوں کے معیوب وہ خراب نام بھی بدل دینا چاہیے اچھے نام رکھے جائیں اور اچھے القاب سے پکارے جائیں۔

2۔ زبان لہجہ اور انداز تخاطب

- اچھی زبان بولنا سکھیں اگر پڑھنا نہیں آتا ہے تو الفاظ کو سن کر صحیح استعمال کریں۔ ایسی زبان استعمال نہ کریں جس سے جہالت کا اظہار ہو۔ایسے الفاظ جو قابل فہم سادہ ہوں استعمال کریں۔بات کریں تو کھل کر صاف ستھری بات کریں جس سے موضوع اور مضمون سننے اور سمجھنے میں دقت نہ ہو۔
- ایسی گفتگو کریں جو گالی گلوج اور بے ہودہ، بے حیاء باتوں اور الفاظ سے پاک ہوں۔
- نرم لہجہ اختیار کریں،سختی سے بگڑے ہوئے الفاظ استعمال کرنے جھڑک کر چیخ چیخ

کر بات کرنے سے اجتناب کریں۔

- جب بھی کسی سے بات کریں آداب، اکرام واحترام سے بات کریں۔
- بات کریں تو ایسی کریں جس میں قصہ گوئی، خیالی سنی سنائی نہ ہو بلکہ حقیقت پر مبنی ہو۔
- انداز گفتگو جھگڑالو نہ ہواور نہ ہی غلامانہ ہو، ہر وقت حق بات کرنے کی عادت ڈالیں۔

3۔ علم Knowledge

- جاہل اور کم پڑھے لکھے افراد زندگی کی بنیادی حقائق و باتوں کا علم رکھیں۔ اگر خواندہ ہوں تو کسی اہل علم کے پاس پڑھیں اور اگر نہ خواندہ ہوں تو تعلیم یافتہ لوگوں سے سن کر علم حاصل کرتے رہیں۔
- اپنے معلومات میں اضافہ کرتے جائیں اور تجربہ کار لوگوں سے زندگی کے تجربات حاصل کریں۔
- ریڈیو، ٹی وی، کے معلوماتی پروگرامس سے استفادہ کریں معلوماتی کورسز میں شرکت کریں۔
- بنیادی عام معلومات، دنیا اور کائنات کے سلسلہ میں معلومات World & Universe بنیادی سائنسی عام مقامی، سیاسی، معاشی، معاشرتی معلومات حاصل کرتے رہیں۔
- 1۔ قومی معلومات، 2۔ کھیل کود کی معلومات Sport، 3۔ بین الاقوامی ۔معلومات International، 4۔ دینی مذہبی معلومات، 5۔ تعلیم کے تعلق سے معلومات حاصل کریں۔

کریں۔

- جن گھڑوں اور ٹینکوں میں پانی محفوظ کیا جاتا ہے اسکو روزانہ صاف کرنا چاہیے۔ کئی کئی دن کے باسی پانی سے صحت بگڑ سکتی ہے۔
- گھر میں گندگی، گیلا اور بار بار پانی کا سطح زمین پر اخراج غلاظت اور بدبو سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جراثیم Virus & Bacteria سے پاک صاف سوکھا رکھیں۔
- گھر کے تمام افراد صفائی کے لئے سخت محنت کریں۔

10 کسی صالح اجتماعیت، تنظیم اور رفاہی اداروں سے ربط

- ایک غریب کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تعلیم و تربیت میں اضافہ اور علمی واقفیت و سماجی تحفظ کیلئے کسی نہ کسی جماعت تنظیم اور رفاہی اداروں سے ربط میں رہیں جہاں اصلاح تربیت اور ترقی واتحاد کا کام اور سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔
- اجتماعیت و تنظیم سے ربط میں رہے تو سوسائٹی کے نہج سے واقفیت ہوگی ہے اجتماعی آداب اور ایک دوسرے سے ربط، سلوک تعاون اور مدد اجتماعی متحدہ طور پر ترقی اور فلاح کی کوششوں سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ ایک مضبوط منظم اجتماعیت سے وابستگی غریب شخص کی زندگی میں انقلاب لا سکتی ہے۔
- کسی ادارہ اور تنظیم کی رہنمائی اور مدد سے ترقی کی راہیں ہموار ہوسکتی ہیں ایسی اجتماعیت سے دور رہنا چاہیے جو کفر و شرک الحاد اور فسق و فجور میں مبتلا کرتی ہوں یا پیسوں کی لالچ دے کر یہ ناجائز کام کرواتی ہوں۔
- تعلیمی رفاہی امدادی، دعوتی اداروں سے الحاق اور وابستگی سے سارا خاندان ترقی

کمپیوٹر Operate کرنا اچھی طرح نہیں سکھ جاتا۔ جاہل سے لے کر اور تعلیم یافتہ Professionals لوگوں کیلئے آخری وقت تک Advance Training حاصل کرتے رہنا ترقی کیلئے لازمی ہوگیا ہے۔

روزانہ 8 گھنٹے کی مزدوری اور ملازمت سے غربت کا خاتمہ ناممکن ہوگیا ہے۔صبح دو گھنٹے اور شام میں دو گھنٹے Advance Training کے حصول میں لگانے والے ہی غربت سے آسانی سے چھٹکارا پاسکتے ہیں۔

ترقی یافتہ اقوام کو آج بھی معمول کے 8 گھنٹوں کے علاوہ مزید 4 تا 6 گھنٹے زائد کام کرنے پڑتے ہیں تب کہیں وہ ترقی یافتہ معاشی طور پر مستحکم لوگوں کی صف میں کھڑے ہوسکے ہیں۔

Rejected Technics اور ٹکنالوجی کا سیکھنا نقصان دہ وقت وصلاحیت کی بربادی ہے۔ایسی ٹکنالوجی Technology نہ سیکھیں جو دنیا میں رد ہوچکی ہو۔

کاشت کیلئے Tractors ٹریکٹرس اور Sprinkle Units اور گرین ہاوزس کی تعمیر کے ذریعہ کسان زیادہ سے زیادہ پیداوار کرکے ترقی کرسکتا ہے لیکن روایتی انداز میں بیل کے ذریعہ کاشت کاری کاشت کاروں اور کسانوں کو غربت سے نہیں نکال سکتی۔

ایک دور میں طباعت (Printing) پتھر کے ذریعہ کی جاتی تھی۔اب جبکہ آفسٹ پرنٹنگ ٹکنالوجی اور Press سے سستا اور عمدہ نفیس کام ہورہا ہے تو صنعتی انقلاب کے دور میں پتھر کے ذریعہ طباعت وچھپائی کا کام کرنا وقت اور صلاحیتوں کی خرابی ہے جس سے آمدنی بھی برائے نام ہوگی اور چند ہی دنوں میں اس قسم کی تجارت خود ختم ہوگی۔

اسی طرح صنعتی میدان میں برتن کی مثال لی جاسکتی ہے۔ایک دور تھا جب ٹھوک ٹھوک

کر برتن بنائے جاتے تھے اب CNC لیتھ اور نیومیاٹک مشینوں کی مدد سے کثیر مقدار میں برتن تیار کئے جاتے ہیں۔

زمانہ قدیم سے دعوتوں میں کھانوں کو مزین کرنے کے لئے چاندی کے ورق لگائے جاتے ہیں۔آج بھی ورق بنانے والے ہتوڑوں سے پیٹ پیٹ کر دھات کو ورق بناتے ہیں جبکہ ایک طویل عرصہ پہلے ہی مشینوں سے عمدہ دھاتی ورق بنانے کا طریقہ عام ہوگیا ہے۔محنت کش طبقہ کو نئے ہنر اور میکینیکلس سیکھنا چاہیے۔اپنی ملازمت اور کاروبار کے اوقات کار کے علاوہ صبح اور شام کے فارغ اوقات میں تعلیم بالغان،اور ماڈرن ایجوکیشن جیسے حساب،سائنس اور انفارمیشن ٹکنالوجی سیکھنے کے لئے کسی انسٹی ٹیوٹ میں ضرور داخلہ لیں۔

5-1 مقصد زندگی

ہر صاحب عقل وشعور اپنی زندگی کا مقصد متعین کرلے حصول آمدنی کا ایک اقل ترین ٹارگٹ مقرر کرے جس سے مقروض زندگی سے نجات پاکر خوشحال زندگی گزار سکیں اور اپنے خاندان کے مستقبل کو بہتر بنانے کیلئے اہل وعیال کی تعلیم وتربیت کی حتی المقدور کوشش کریں خودداری، اور عزت نفس کو فوقیت دیں نوکری وملازمت کو غلامی میں تبدیل نہ ہونے دیں مہذب شریفانہ زندگی گزارنے اور خود مکتفی ہونے کا عزم وعہد کرلیں۔

- جسمانی محنت کے ساتھ ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھا کر ترقی کی راہ پر قدم رکھیں۔

2۔حرکیاتی شخصیت

غربت سے نجات کیلئے ضروری ہے کہ ہر غریب اپنے آپ کو متحرک فعال بنائے اور حرکیاتی شخصیت بننے میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں۔حسب ذیل کارآمد نکات کو ذہن نشین کرلیں۔

- سستی کاہلی وقت کی بربادی سے اجتناب کریں۔
- فاضل وقتوں کو منفعت بخش اور مفید بنائیں۔
- خود بھی متحرک رہیں اور زیر پرورش لوگوں کو بھی متحرک رکھیں۔
- ساتھیوں میں سرگرمی اور فعالیت کو پروان چڑھائیں۔
- ایسے افراد اور گروپس سے دور رہیں جو اخود تغافل کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی تباہی کے دہانے پر ڈالتے ہوں۔
- شرابیوں جواریوں، فحش کام کرنے والوں، چور اچکوں، دھوکہ بازوں مفتن لوگوں کی صحبت سے دور رہیں۔

7۔مثالی فرد کی تشکیل

- اپنے آپ کو مثالی فرد بنانے پر اوّلین توجہ دیں۔
- جھگڑوں، فتنہ فساد میں فریق نہ بنیں۔ظلم وزیادتی کے خلاف حق کا ساتھ دیں۔
- گروہی رقابتوں، اور گینگوں سے دور رہیں ظلم کرنے و ناجائز طاقت کا استمال کرنے والے گروپس کے آلہ کار نہ بنیں۔
- شرفاء کے ماحول اور مجالس سے قربت حاصل کریں۔
- فضول خرچی سے اجتناب کریں اور محنت کی عادت ڈالیں۔

- فاضل اوقات میں گھر والوں کی تعلیم وتربیت کا کام انجام دیں۔
- شدید ابتلاء وآزمائش میں نہایت صبر وسکون کے ساتھ رہیں غریب عزیز واقارب اور دوست احباب کو راہ راست پر لانے اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔
- صحت اور امراض کے معاملے میں غفلت نہ برتیں بروقت امراض کی تشخیص کروالیں۔
- بستی کے ضرورت مندوں محتاجوں اور ضعیفوں کی خدمت کے لئے ہفتہ وعشرہ میں ضروری وقت نکال کر خدمت خلق کا کام انجام دیں۔

5 مزدوری اور ملازمت

ملازمت اور محنت مزدوری ہر غریب کی زندگی سے منسلک ہے اسکے لئے چند بنیادی باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

- صحیح ملازمت کی نشاندہی۔
- نوکری پر عائد کی جانی والی ذمہ داریاں اور اسکے لئے اہلیت۔
- ملازمت شروع کرنے سے پہلے یہ ضرور معلوم کرلیں کے کس کے تحت کام کرنا ہوگا اور اس کے اوپر اعلیٰ عہدہ دار یا مالک کون ہے؟
- مشین اوزار اور میٹریل سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرلیں۔
- ملازمت سے متعلق عام اصطلاحات Termenology اور Abrivation سے واقفیت حاصل کریں۔
- Overtime کا حساب کتاب رکھیں۔

- فیملی اور ہیلتھ بینیفٹ Family & Health Benefits اور سال میں دی جانے والی یہ معاوضہ رخصتوں کو حاصل کرلیں۔
- پیداوار میں اضافے کی کوشش اور شرح پیداوار Production کو ارباب مجاز کے علم میں لائیں۔
- موجودہ ملازمت سے اعلیٰ عہدہ پر ترقی کیلئے تیاری کرتے رہیں۔
- پیشہ ورانہ خطرات سے حفاظت کی ترکیبیں سیکھیں۔
- کام پر صحت کی خرابی اور قدرتی صلاحیتوں کے متاثر اور مفلوج ہونے پر معاوضے کا مطالبہ کریں۔
- جبری سبکدوشی پر اپنے تمام بقائے جات جبر سے وصول کریں۔
- ملازمت اور مزدوری سے نکال دینے سے پہلے دوسری جگہ نوکری کا بندوبست کرلیں۔

(a) معیاری کام Quality of Work

- جو بھی کام کریں وہ عمدہ معیاری کام کریں۔
- نقص Zero Defect کے بغیر کام کرنے کی عادت ڈالیں۔
- تیزی سے اپنے میدان میں ترقی کرتے رہیں۔ کام میں نقص ترقی کی راہ میں مستقل رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

(b) کام کی مقدار Quantity of Work

- جس کام پر بھی مامور ہوں وہاں کے کام کی مقدار میں اضافے کی کوشش کریں۔
- اسی ملازمت پر فائز عام شخص اور آپ کے کام کی تعداد اور مقدار میں واضح فرق

ہونا چاہیے۔

- کم وقت میں زیادہ مقدار کام کی صلاحیت والوں کیلئے دنیا میں ہر جگہ مقام اور اہمیت ہے۔ پیداوار میں نئی نئی ٹکنک اور صلاحیت کے ذریعہ اضافہ معاشی ترقی کیلئے ضروری ہے۔

(c) بے جاء انحصار

دوسروں پر انحصار Depend کرنا چھوڑ دیں۔

لوگوں کے بل بوتے پر جو آمدنی حاصل کی جاتی ہے وہ کسی بھی وقت ختم ہو سکتی ہے اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال اور نتیجہ خیزی پر ہی انحصار کریں۔

(d) رویہ اور طرز عمل

- اپنا مزاج اور سوچ وفکر درست رکھیں۔
- منفی سوچ وفکر زندگی کی صحیح سمت کے رخ کو موڑ دیتی ہے۔
- بدمزاجی بات بات پر جھنجھلاہٹ اور نفرت عداوت بغض، جھگڑا، خصومت شدید نقصان دہ ہے اس سے غریب مزید مسائل اور پیچیدگیوں میں پھنس جا سکتا ہے۔

6 مزدور پیشہ خواتین

گھر کی مزدور پیشہ خواتین اور لڑکیوں کی ہر طرح سے نگہداشت کریں وہ جس مقام پر کام کو جاتی ہیں وہاں کی تفصیلی معلومات رکھیں۔

- مزدوری کا معاوضہ ٹھیک حساب سے بروقت اجر سے وصول کیا جائے کفر وطغیان

سے پُر بے حیاء غیر مسلم نازیبا ماحول کی صورت میں مزدوری اور ملازمت سے علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے۔

- گھریلو کام کاج کا بار کم ڈالا جائے آرام کا موقع بھی دیا جائے۔
- صحت کا خاص خیال رکھا جائے امراض کا بروقت علاج کیا جائے۔
- لڑکیوں کی آمدنی کو جمع کر کے ان کی شادی کے وقت حوالے کر دیا جائے ان کے پیسوں کو گھر کے استعمال میں نہ لائیں۔
- شبانہ مزدوری Night Duties وملازمت سے اجتناب کیا جائے صرف بڑے فیکٹریوں اور ہسپتالوں میں جہاں بڑی تعداد میں خاتون ملازمین کام کرتے ہوں وہیں گنجائش نکل سکتی ہے ورنہ دن کے کام کو ہی ترجیح دیں۔

7 بچہ مزدوری

ننھے نابالغ بچوں سے مزدوری کروانا ایک سماجی لعنت اور ظلم ہے۔ ہر غریب گھر سے بچہ مزدوری کا خاتمہ کیا جائے۔16 سال کی عمر تک بہرصورت محنت مزدوری سے دور رکھیں غربت وفاقہ کشی کی صورت میں عام ہلکے جزوقتی کام کی اجازت دیں۔

- سخت مجبوری کی صورت میں ایسی جگہ کام پر لگائیں جہاں سخت جسمانی محنت نہ ہو اور بے دردی اور بے عزتی سے مار مار کر کام نہ لیا جاتا ہو۔ جس سے بچہ کی جسمانی ساخت تبدیل ہو جاتی ہو اور مختلف امراض لاحق ہونے کا خدشہ ہو۔

8۔ اہل وعیال کی نگہداشت

اہل وعیال کو مقامی گندے ماحول سے دور رکھیں گھر کی خواتین پر بیکار عورتوں سے

میل جول پر پابندی لگا کر بہتر انداز میں تعلیم وفنی تربیت کا انتظام کریں۔

- اگر کہیں مزدوری وملازمت نہ کرتی ہوں تو خود روزگار پیشہ ورانہ تربیتی کورس میں داخلہ دلوادیں فاضل وقت کو کارآمد بنائیں۔
- بچوں کو خود تعلیم دلانے کی کوشش کریں اگر اتنی مالی حیثیت نہیں ہے تو ایسے اسکول میں شریک کروائیں جہاں قیام و طعام اور تعلیم کی مفت سہولتیں ہوں اگر ملی اسکول نہ ہوں تو حکومت کے اقامتی اسکولوں میں داخلہ دلوائیں۔
- بالغ لڑکے لڑکیوں کو بستی کے ماحول اور اثرات سے دور رکھیں۔ تعلیم یافتہ دین دار ماحول سے منسلک کروائیں تاکہ سماج کے صالح تعلیم یافتہ لوگوں کی صحبت میں زندگی کے اسلوب سیکھ سکیں۔
- میٹرک کے بعد چاہے لڑکے ہو یا لڑکیاں ضرورت کے مطابق ہمہ وقتی جز وقتی ملازمت کریں تو تجربہ حاصل ہوگا اور والدین کو معاشی تنگیوں سے نجات دلانے کے لئے اولاد کی طرف سے یہ بہترین کوشش ہوگی۔
- گھر کے خواتین اور بچوں، ضعیفوں کو صاف ستھرا رہنے کا پابند بنائیں۔ میلے کچیلے کپڑے اور گندی حالت شدید نقصان دہ ہے پاکی اور صفائی کا ہر حال میں خیال رکھے۔
- گھر کے ہر فرد کو روزانہ نہانا اور پاک وصاف رہنا چاہیے۔ غسل، دانتوں، ہاتھ پیر اور چہرہ کی بار بار صفائی بالوں کی درستگی ضروری ہے گندگی کوڑا کرکٹ اچھی صحت اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

9۔ صحت عامہ Public Health

گھر کے اندر چولھے سے لیکر بستر تک ہر گوشہ و درودیوار کو صاف ستھرا رکھیں کوئی غیر متعلقہ چیزیں، کچرہ کوڑا کرکٹ گھر کے اندر یا قریبی مقام پر نہ ڈالیں۔ روزانہ کم از کم دو مرتبہ صفائی کر کے اور دور مقام پر لیجا کر پھینک دیں۔

(a) گھر میں اور گھر کے اطراف واکناف کھلی گندہ موریوں سے لاکھوں کروڑوں جراثیم پیدا ہوتے ہیں مہینوں وسالوں موریوں کی صفائی نہیں کی جاتی ہیں اور نہ جراثیم کش ادویات استعمال کی جاتی ہیں جس سے مہلک بیماریاں پیدا ہونا لازمی ہیں۔

(b) گھر میں بیت الخلاء اور موریوں کو کھلا نہ چھوڑیں اسے سستے مٹی کے پائپوں کے ذریعہ دور تک لیجا کر بند Septic Tank سپٹک ٹینک سے ملا دیں۔

- اجتماعی طور پر بستی کی صفائی کے لئے ایک اجتماعی نظم بنائیں اور بستی کو صاف ستھرا رکھیں صفائی کا انتظام کریں کسی بھی جھونپڑی اور گھر کے قریب کسی قسم کا کچرہ جمع نہ ہونے دیں۔ اجتماعی طور پر نظم کریں۔ ساری بستی میں صفائی کا اجتماعی نظم کا سختی سے اہتمام کریں۔
- گھر کے اندر گھر کے باہر لیپنے کے لئے گوبر کا استعمال نہ کریں۔ جانوروں کی غلاظت کا استعمال مناسب نہیں۔ انکے ڈھیر سے پیدا ہونے والے کروڑوں جراثیم مہلک ہوتے ہیں۔ جو بچوں، ضعیفوں اور بیماروں کی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔
- گھر میں استعمال اور پینے کے پانی کی جگہ صفائی کا خاص خیال رکھیں یا نہیں تو پبلک نل بورول اور ٹینک کو گندگی کے مقام سے ہٹا کر دور صاف ستھری جگہ نصب

کریں۔

- جن گھڑوں اور ٹینکوں میں پانی محفوظ کیا جاتا ہے اسکو روزانہ صاف کرنا چاہیے۔ کئی کئی دن کے باسی پانی سے صحت بگڑ سکتی ہے۔
- گھر میں گندگی، گیلا اور بار بار پانی کا سطح زمین پر اخراج غلاظت اور بدبو سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جراثیم Virus & Bacteria سے پاک صاف سوکھا رکھیں۔
- گھر کے تمام افراد صفائی کے لئے سخت محنت کریں۔

10 کسی صالح اجتماعیت، تنظیم اور رفاہی اداروں سے ربط

- ایک غریب کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تعلیم و تربیت میں اضافہ اور علمی واقفیت و سماجی تحفظ کیلئے کسی نہ کسی جماعت تنظیم اور رفاہی اداروں سے ربط میں رہیں جہاں اصلاح تربیت اور ترقی و اتحاد کا کام اور سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔
- اجتماعیت و تنظیم سے ربط میں رہے تو سوسائٹی کے نہج سے واقفیت ہوگی ہے اجتماعی آداب اور ایک دوسرے سے ربط، سلوک تعاون اور مدد اجتماعی متحدہ طور پر ترقی اور فلاح کی کوششوں سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ ایک مضبوط منظم اجتماعیت سے وابستگی غریب شخص کی زندگی میں انقلاب لا سکتی ہے۔
- کسی ادارہ اور تنظیم کی رہنمائی اور مدد سے ترقی کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں ایسی اجتماعیت سے دور رہنا چاہیے جو کفر و شرک الحاد اور فسق و فجور میں مبتلا کرتی ہوں یا پیسوں کی لالچ دے کر یہ ناجائز کام کرواتی ہوں۔
- تعلیمی رفاہی امدادی، دعوتی اداروں سے الحاق اور وابستگی سے سارا خاندان ترقی

کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔

- سب سے بہتر تنظیم وہ ہے جو خیر نیکی تقوی امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور فلاح ترقی کے واضح مبین پروگرام رکھتے ہوں اور لوگوں کو اسکی دعوت دیتے ہوں۔

11 کھیل کود اور تفریح

- غربت میں بھی گھر کے ہر فرد کو اپنی اچھی صحت اور تندرستی کے لئے کھیل کود اور ورزش میں حصہ لینا چاہیے۔
- روزانہ ورزش Exercise، کرنا اور کھیل کود میں حصہ لینا چاہیے۔خواتین اور ضعیف حضرات پیدل چلا کریں۔یا پھر کچھ نہ کچھ کام کرتے رہیں۔
- محنت ومزدوری کے علاوہ سال میں ایک دومرتبہ قریب یا دور دراز مقام پر خاندان کے ساتھ سیرو پر تفریح کے لئے ضرور جانا چاہیے۔
- سیر وتفریح کی وجہ سے ذہنی تناؤ اور الجھنوں میں سکون کے لمحات میسر آجاتے ہیں۔
- فلمیں ٹی وی سیریلس اچھی تفریح نہیں ہیں اس قسم کی تفریح سے اخلاقی برائیاں لازمی طور پر پیدا ہوتی ہیں

12 حکومت کے اسکیمات

غربت کے خاتمہ کیلئے حکومت کے کئی نئے اسکیمات متعارف ہوتے رہتے ہیں۔ منفعت بخش اسکیمات سے واقفیت حاصل کر کے استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔غربت کے خاتمہ کیلئے چھوٹی سی مدد بھی غریب کی کئی پریشانیاں دور کرسکتی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ